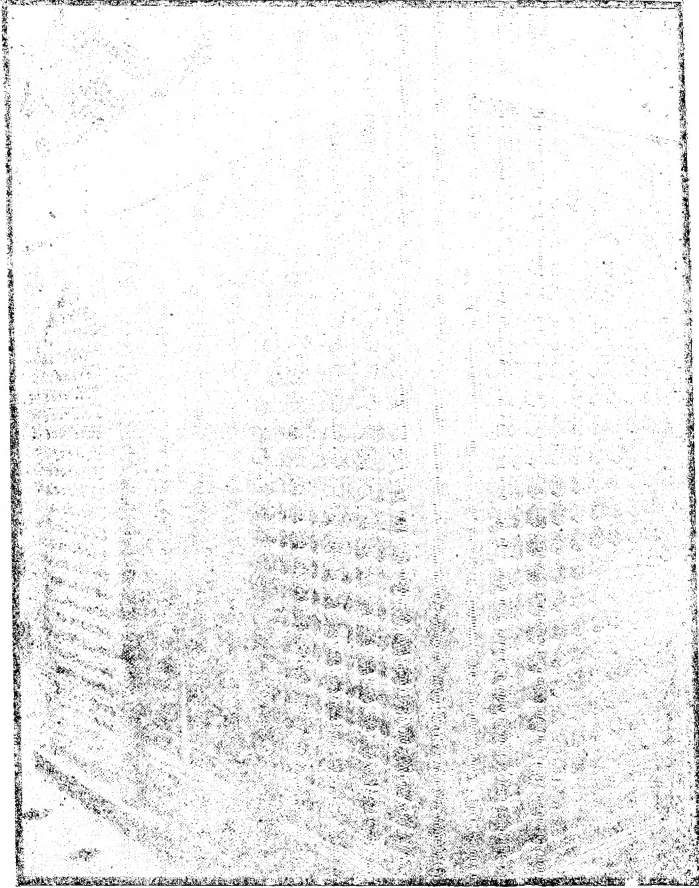




اوشاد و دوا طبع شد بحسب رقعات و سرور و دوا مشا و عجب رقعات  
آداب و دستب و هر شمع و کوی و قله و نور قلب و نور چشم شاه و عبد القادر



لحم الفی فی البحر و الفی فی البحر و الفی فی البحر و الفی فی البحر  
لحم الفی فی البحر و الفی فی البحر و الفی فی البحر و الفی فی البحر

و ما یسمع الذین یؤمنون فی رؤوف الله و یستحبهم و یحبهم و یحبهم و یحبهم  
و لا یجیر فی الله و یحبهم و یحبهم و یحبهم و یحبهم و یحبهم و یحبهم و یحبهم

ایں دعا کا حصرت غوث القلینا  
نستکر حبیب و نسل سنینا

بعد اوشاد و دوا طبع شد بحسب رقعات و سرور و دوا مشا و عجب رقعات

ان کے بعد و سرور و دوا طبع شد بحسب رقعات و سرور و دوا مشا و عجب رقعات  
ان کے بعد و سرور و دوا طبع شد بحسب رقعات و سرور و دوا مشا و عجب رقعات

عنه الرسالة سر الاسرار من تأليفات سيدنا شيخ الاسلام والمسلمين  
الشيخ عبدالقادر الجيلاني قدس الله سره ونفعنا الله والمسلمين

### من بركاته بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وصلی الله علی سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم نبیلاً کثیراً الی یوم  
الذین الحمد لله القادر العظیم الناصر الحلیم الجواد الکریم الرب الرحیم  
منزل الذکر الحکیم والقرآن العظیم علی البعوث بالذین القیوم والفرط  
المستقیم خاتمة الرسالة الهادی من الضلالة الشرف المرسل باشراف  
الکتاب المالعرب والعم محمد النبی صلی الله علیه وسلم وعلى  
آل المقتبین رحمة الابرار المنجین وسلم نبیلاً واحداً کثیراً  
کثیراً وبعد فان العلم اشرف منقبة واجل مرتبة واهی مغزى وارج  
منجز اذبه یتوصل الی توحید رب العالمین وتصدق الانبیاء والمرسلین  
خواص عباد الله الذین اجتباهم الی معالم دینه وهداهم بزیار الفضل  
آثرهم واصطفاهم وهم ورثة الانبیاء وحلفائهم وائمة سادات  
المسلمین وعرفائهم كما قال الله تعالى ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا  
من عبادنا فمن ظالم لنفسه وفسهم مقتصد ومنهم سابق بالخیر الی الابد  
كما قال النبی صلی الله علیه وسلم العلماء ورثة الانبیاء والعلم نجمة أهل  
السماوات الی یوم البقیة وقال النبی صلی الله علیه وسلم بعث الله العباد  
یرم البقیة ثم یمیر العلماء فبقولهم یشتر العلماء الی الایام علی فیکم

مکتبة المدرسة الفادریة العامة

بغداد شریف میں محفوظ واحد قلمی نسخہ "سر الاسرار" کے پہلے صفحہ کا عکس بطور نمونہ پیش ہے

هو المحقق  
 "وفي السرارفا"  
 زین الدین اور ستین میں جلوہ گر ہوں  
 (حدیث قدسی)

سید احمد

تالیف شریف

منظر انوار ربانی، واقف اسرار پنهانی، شہباز لامکانی، سید لثانی  
 حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی الحسینی الجعفی الجبلی رضی اللہ عنہ  
 مع اردو ترجمہ

مولانا

ترتیب، ترجمہ، تحشیہ

قاضی شاہ عظیم علی صوفی قادری  
 یا ہمت نامہ

سید شاہ مارون الجبلی الجبلی

# جمہ حق بحی مترجم محفوظین

- کتاب ۱ سرالاسرار ، ترجمہ = نورالانوار  
تالیف : حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ  
تقدیم : علامہ شاہ طاہر صاحب رضوی قادری شیخ الجامعہ نظامیہ  
ترتیب ترجمہ تحشیہ : قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری  
کتابت : سرورق عربی متن، مقدمات : حافظ شاہ تفسیری علی صوفی حیدرہ قادری فرزند مترجم  
اردو عبارت : عبدالقادر صاحب خوشنویس و کاتب لکی پریس چھپتہ بازار۔  
طباعت : لکی پریس چھپتہ بازار حیدرآباد  
اشاعت : جمادی الاخری ۱۲۶۲ھ جمادی الثانی ۱۹۹۰ء  
تعداد : ایک ہزار - ضخامت = ۲۱۶ صفحات  
مدیہ : اکیس روپے سکھ ہند (Rs. 21/-)

## کتاب ملنے کے پتے

۱. "تصوف منہل" (21-1-247) قریب ہائیکورٹ حیدرآباد آندھرا پردیش انڈیا۔ 500002
۲. "نجسم نشن" (19-5-478/1/1) نجم نگر کشتن باغ جیہ آباد آندھرا پردیش انڈیا۔ 500264
۳. اسٹوڈنٹس بک ہاؤس - چارمینار حیدرآباد۔
۴. حسانی بک ڈپو پمپھلی کسان - حیدرآباد۔
۵. مکتبہ "القلم" مسجد چوک حیدرآباد۔
۶. جامعہ نظامیہ شبلی ریگ حیدرآباد۔



# اس اشاعت کی انفرادی امتیازی خصوصیات



- ۱۔ مزار مبارک غنثیت مآب کے اطراف جالی اقدس کا بالکل نایاب فوٹو (غایت کردہ مولوی سید ہارون صاحب جلی الجلیانی)
- ۲۔ اسی جالی اقدس میں سہلنے اور پائیں کنندہ فارسی اشعار (عطا کردہ حضرت سید احمد صاحب قادری)
- ۳۔ بغداد شریف سے موصولہ قلمی نسخہ ”سدرالاسرار“ کی فوٹو کاپی کے پہلے صفحہ کا عکس بطور نمونہ۔
- ۴۔ ترجمہ قبل مولف ”سدرالاسرار“ کا مبارک تذکرہ۔
- ۵۔ ترتیب فہرست میں ہر فصل کے عنوان کے تحت مضامین کی ذیلی سرخیاں۔
- ۶۔ سیدھی جانب کے صفحہ پر عربی عبارت اور اس کے محاذی بائیں جانب کے صفحہ پر اسی کا اردو ترجمہ۔
- ۷۔ ہر قرآنی حوالے کیساتھ سورہ کا نام اور آیت نمبر۔
- ۸۔ کتاب میں موجود عربی اشعار کا اردو منظوم ترجمہ۔
- ۹۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور دیگر صوفیہ کرام کے فرمودات کے درمیان تمیز و امتیاز کیلئے جلی حروف میں ان کے اسماء گرامی اور واوین میں فرمودات۔
- ۱۰۔ ترجمہ کے بعد حواشی کے ذریعہ اصطلاحات و احوال صوفیہ کی تشریحات۔
- ۱۱۔ ان صوفیہ کا مختصر تذکرہ جن کے اقوال کے کتاب میں حوالے موجود ہیں۔

**اہم انکشاف :-** کتاب ہذا کے مطالعہ کے بعد حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ حیدر آباد (انڈیا) کے بعض گوشوں سے شائع ”سدرالاسرار“ میں کس طرح پہلے تحریف اور بعد میں ایسی کئی باتوں کا اضافہ کیا گیا جن کا اصل کتاب میں وجود تک نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کا یہ ادا کا کہ ”مکتبہ مدرسہ قادریہ بغداد سے موصولہ نسخہ ہی کا یہ ترجمہ ہے“ ایک سفید جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ اور ناواقف عوام کو بیوقوف بنانے کے مترادف ہے۔

# تقدیم

ادیشہر رئیس المفسرین حضرت ملا اکبر شاہ طاہر صاحب رضوی قادری شیخ الجامعہ نظامیہ دامت برکاتہم العالیہ  
 المصنف للہ وکفی۔ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ حدیث قدسی میں ارشاد  
 ربانی ہے "ان فی جسد بنی آدم لمضغۃ وفی المضغۃ قلبا وفی القلب فؤاد اور فی الفؤاد نور اور فی النور ستر اور  
 فی الستر آنا" یعنی بیشک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے میں دل ہے اور دل میں فؤاد ہے  
 اور فؤاد میں نور ہے اور نور میں ستر ہے اور ستر میں میں جلوہ گر ہیں "علماء کرام نے فؤاد کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ  
 "دل کا ایسا لطیف جس میں عشق اور رقت کا اعتبار ہو" اور ستر کی تعریف اصل کل شیء یعنی ہر چیز کی اصل ہے  
 فرمائی گئی ہے جو یہاں خالص نور مراد ہے۔ واردات قلبی کا احساس اور تجلیات باطنی کا ادراک تو اہل دل اور صاحبان  
 بصیرت ہر نماز کے میں اور دل کے لطیف ترین گوشہ میں انوار ربانی کا مشاہدہ کرنا تو اخلاص الخواص صوفیائے کرام  
 کا ہی حلقہ ہوتا ہے۔ سراج اولیاء قطب الاقطاب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی رفعت و علو و شان سے کون  
 واقف نہیں آسمان معرفت کے شہباز اور بحر حقیقت کے غواص ہیں اس لئے ستر یعنی نور ذات کے سارے  
 اسرار سے واقف و آشاہیں۔ ان ہی راز نامے مہربانہ کا انکشاف آپ نے اپنی تالیف منیف "سر الاسرار"  
 میں فرماتے ہوئے گویا کہ سمندر کو کوزے میں بھر دیا ہے۔ مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صاحب صوفی قادری  
 جن کی شخصیت علمی حلقوں میں جانی پہچانی ہے یقیناً بڑے خوش نصیب اور لائق مبارکباد ہیں جنہیں  
 حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نادر و نایاب عربی کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے  
 این سعادت بزور بازو نیست و تانہ بخشد خداے بخشنده

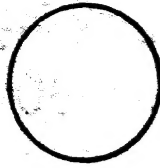
بغداد شریف سے موصولہ "سر الاسرار" کے اصل نسخہ کی فولیو کاپی دیکھنے کا مجھے موقع مل۔ معزز عربی علماء  
 پر اعز اب لگانیکا کام موصوف نے بڑی ذمہ داری سے انجام دیا ہے۔ چنانچہ اشاعت سے قبل عربی عبارت

کی کتابت کے پروف کو یہ نظر خائے میں نے شخصی طور پر دیکھا جس میں جہاں کہیں بھی ضرورت محسوس ہوئی میں نے نوک و پیک درست کر دیے اردو ترجمہ بھی ماشاء اللہ بہت عمدہ ہے جس میں شہتہ سلیس اور عام فہم اردو زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ مضمون کی روانی اور تسلسل کو برقرار رکھنے کا اس خوبی سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ عربی متن کو سہاویہ جاتے تو یہ ترجمہ نہیں بلکہ اردو میں ہی لکھی ایک علیحدہ کتاب معلوم ہوتی ہے۔ تصوف کے لطیف و نازک مضامین کی ترجمانی میں نہایت احتیاط سے کلم لیتے ہوئے جن موزوں اردو الفاظ کا انتخاب کیا گئے وہ فاضل مترجم کا ہی حق ہے کہوں ہو بھجوائے اولاد سرباب (یعنی فرزند والد کا زہوتا ہے) صوفی ابن صوفی ہیں یعنی سید الصوفیہ حضرت مفتی سید احمد علی صاحب صوفی رحمہ اللہ جیسے عالم شریعت و طریقت کو خلف باخلف ہیں کا ملین جامعہ نظامیہ میں تھے اور جن کے تصوف میں تجرعلی کا صوف اس اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بانی جامعہ نظامیہ حضرت انوار اللہ خاں فضیلت جنگ قدس اپنے منتخب و محبوب تلامذہ پر مشتمل خصوصی حلقہ تصوف میں آپ کو اپنی سیدی جانتے بٹھا کر حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ علیہ کی کتاب فتوحات مکیہ آپ سے پڑھواتے اور خود بانی جامعہ اس کے لطائف و معارف کی تشریح بیان فرماتے۔

مترجم موصوف نے نہ صرف کتاب میں موجود عربی اشعار کا بلکہ سلیقہ سے منظوم اردو ترجمہ کیا ہے بلکہ کتاب کے آخر میں اپنے پرمغیر حواشی کے ذریعہ موصوفیانہ تشریحات کی ہیں وہ صاحبان ذوق کیلئے بے حد پسندیدہ اور معلومات افزا ثابت ہوں گی۔ عربی عبارت کی کتابت میں فاضل مترجم کے ہی فرزند ارجمند و حافظ قرآن نے (اللہ تعالیٰ عمر و علم میں برکت دے) جگہ جگہ نہایت عقیدت کیساتھ اپنے فن خطاطی کے گل بوٹیوں کی سجاولی سے کتاب کے حسن میں اضافہ کر دیا اور اس کو نو و نعلے نوں بنا دیا ہے جس کے بعد "سرائسرا" اپنے صوفی و معنوی محاسن سے آراستہ و پہرستہ ہو کر منظر عام پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ ب تبارک و تعالیٰ مترجم موصوف کی اس سعی جمیل کو مقبول و مایہ جور فرمائے اور قبول عام عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ فقط

(سید شاہ طاہر رضوی قادری)

جامعہ نظامیہ حیدرآباد  
مقام انارکلی آبادی اللہ علیہ السلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ      تَحْمَدُهُ وَتُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## تقریظ

بلکہ گوشہ غوث الثقلین حضرت الحاج سید احمد صاحب قادری <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>

سابقہ درلذو نوڈ پر ایک آئینہ عمل اقوام متحدہ (مستقر نوڈ)

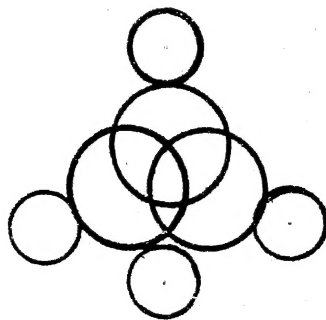
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس اقوام متحدہ کے ایک عہدہ دار یعنی درلذو نوڈ پر ایک آئینہ عمل کی حیثیت سے عرب ممالک میں مصر اردن عراق وغیرہ میں یوں تو نوسال تک خدمات انجام دینے کا مجھے اعزاز حاصل رہا ہے لیکن اس دوران عراق کے عہدہ مقام بغداد شریف میں میرا تقریباً پانچ سالہ قیام میرے لئے بڑا یادگار ثابت ہوا جہاں سرکاری مصروفیات کے بعد میں اپنی فرصت کا زیادہ تر وقت میرے جدِ پاک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مقدس روضہ کی روح پرور فضا میں گزارا کرتا تھا۔ حکومت عراق کے سابق وزیرِ نقيب الاشرف حضرت سید یوسف صاحب سے میرا ابتدائی تعارف تو بحیثیت ایک عہدہ دار اقوام متحدہ ہوا لیکن بعد میں جب وہ واقع ہوئے کہ میرا بعدی سلسلہ نسب بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے تو پھر وہ میرے ساتھ نہایت برادرانہ و مشفقانہ انداز میں ملنے لگے اور وطن کو واپسی کے وقت مزارِ اقدس کے خلاف وغیرہ خصوصی تلبکات بھی مجھے عنایت فرمائے۔

ایک بار پھر بعد از شریف کی یاد تازہ ہو گئی جب میرے چھوٹی زاد برادر قاضی سید اعظم علی صاحب صوفی قادری کی خواہش پر حضرت نقيب الاشرف سزدریو مرسلت شخصی ربط پیدا کر سکا موقع ملا جس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کی تالیف ”سرائے“ کی لیکچر نوٹوں کا پیروانہ کرنا کی درخواست کبھی بھی سب کا واحد قلمی نسخہ بعد ازاں محفوظ ہے  
 بڑا ممنون ہوں کہ حضرت موصوف نے بلا تاخیر نوٹوں کا پیروانہ فرمادی جو صوفی صاحب کے حوالے کر دی گئی  
 تاکہ وہ اردو ترجمہ کا کام مکمل کر سکیں۔ یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ برادر موصوفی صاحب نے نہ صرف  
 ”سرائے“ بلکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فارسی مکتوبات کا بھی ترجمہ مکمل کر لیا ہے جن کی اشاعت  
 عمل میں آرہی ہے۔ عربی فارسی کا اردو ترجمہ کرنے میں برادر موصوف کو بڑا ملکہ حاصل ہے جس کا  
 مجھے شخصی تجربہ اس وقت ہوا جب میں تاریخ ٹیکم لکھ رہا تھا تو موصوف نے قدیم  
 فارسی کتب سے اردو ترجمہ کر کے کافی مواد فراہم کیا جو بڑا مفید و کارآمد ثابت ہوا۔ دعا ہے کہ موصوف  
 دین و ملت کی جو قابل و قدر علمی خدمات انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے  
 اور انھیں مزید حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط

(سید احمد قادری)

قادری ولا بیگم پیٹھی  
 مورخہ ۲ جنوری ۱۹۹۰ء



مُبَشِّرًا وَمُحَرِّمًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

## تشریح

حمد و سپاس بیکراں رب ذوالجلال کیلئے جسکی ذات کی تائغیب الغیوب اور الاسرار ہے۔  
دروود و سلام بے پایاں صاحب لولاک پر جنہیں ”عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ کا نورانی بیج بخشا اور  
اپنی تجلیات کا ”نور الانوار“ بنا کر ظاہر فرمایا تو کائنات کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا۔ تجت و تسلیم شایاں  
ابن بیت اطہار اور اصحابِ اخیار پر جنہیں ”علم لدنی“ کے اسرار کا امین بنایا تو انہوں نے طالبانِ حق کے سینوں کو  
اپنے فیضان سے منور فرمایا۔ رحمتِ فراواں ان علماء کرام اور صوفیہ مشائخِ عظام پر جنہیں فیضانِ نبوت کا  
ولہرٹ بنایا تو انہوں نے علم و عرفان کی تابانیوں سے صاحبانِ ذوق کے قلوب کو مستنیر فرمادیا جس کا سلسلہ  
تو اتنے کیسا الحمد للہ آج تک قائم ہے اور انشاء اللہ اقیامت جاری و ساری رہے گا۔

رب العزت کی عطا کردہ بیشمار نعمتوں میں علم ہی ایک ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جسکی بولت انسان کو دیگر  
مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں پر بھی فضیلت عطا کی گئی۔ سورہ کہف کی آیت ”وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا“  
یعنی ”اور ہم نے اسے (خضرؑ) اپنا علم لدنی سکھایا“ میں حضرت خضرؑ سے منسوب جس علم لدنی کا ذکر فرمایا گیا،  
وہ شریعت کے علم ظاہر سے جدا گانہ علم باطن ہے جس کو شارحینِ حدیث نے ”علم الاسرار“ کا نام دیا ہے  
چنانچہ شکوۃ کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم  
کے برتنوں کو یاد کیا۔ ایک برتن تو میں نے تم لوگوں میں پھیل دیا لیکن اگر دروسِ برتن (پھیلاؤں تو یہ کلام  
کاٹ ڈالا جائیگا)“ اس حدیث کی تشریح میں صاحبِ مرقاۃ نے علامہ طبرکی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ”پہلے علم  
مراد احکام و اخلاق (شرعی) ہے اور دوسرے علم سے مراد ”علم الاسرار“ ہے جو ناہموں سے محفوظ اور اربابِ  
معرفت کیساتھ مخصوص ہے“ طریقتِ معرفت اور حقیقتِ اس علم الاسرار ہی شاخیں ہیں جن کے بغیر

خالق حقیقی سے قلبی و روحانی تعلق پیدا کرنا ناممکن ہے اور یہ منزل مقصود محض کتابوں کی ورق گردانی سے نہیں بلکہ صرف اور صرف کاملین کی ہم نشینی و رہنمائی کے طفیل ہی نصیب ہوتی ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیداؤ دین ہوتا ہی بزرگوں کی نظر سے پیدا معرفت الہی کی رفعتوں کی خاطر یوں تو کئی شہبازوں نے اپنی بلند پروازیوں کا مظاہرہ کیا ہے لیکن ہر ایک کی اڑان بقدر حوصلہ و ظرف تھی اور توفیق بھی باندازہ ہمت عطا ہوئی۔

یہ تو اپنا اپنا ہے حوصلہ یہ تو اپنی اپنی اڑان ہے ؛ کوئی اڑ کے رہ گیا بام تک کوئی اُٹھتا نہ گذر گیا۔

ان حوصلہ مند شہبازوں میں باز شہب سیدی فی الکونین و سندی فی الدارین و جدی فی الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی الحسینی الجعفری الجبلی رضی اللہ عنہ کو بارگاہ الہی سے محبوبیت کا جو طغرا امتیاز عطا فرمایا گیا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ آسمان حقیقت کے وہ نیر درخشاں ہیں جس نے اپنی تابناک کرنوں سے ازافق تا بفاق اجالا کر دیا آپ ہی نے عروس حیات کی برہم زلفوں کو سنوارا تو ”محی الدین“ کے لقب سے ممتاز ہوئے۔

المختصر آپ غوثیت عظمیٰ کے اس مقام رفیع پر فائز ہیں کہ بقول حضرت اسیؒ

پوچھتے ہو شبہ جیلاں کے فضائل آئیؒ بہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

اسی علم الاسرار کا دوسرا نام تصوف بھی ہے جس کے لطائف و اسرار پر مشتمل حضرت غوثیت مآب کی ایک بے نظیر و نایاب تالیف یعنی ”سر الاسرار“ کا آج تک صرف نام ہی سنا جاتا تھا مگر وہ الحمد للہ اب مع ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

سر الاسرار کی اشاعت کا پس منظر بھی بڑا پُر اسرار ہے اسلئے اس کا انکشاف یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے

۱۔ محکمہ تعمیرات اکنہ و شوارع کے ایک ملازم سرکار (جو بلڈنگل اور سڑکوں کی تعمیر سے کہیں زیادہ)

دوسروں کے علمی کارناموں کی بنیاد پر اپنے نام و اقبال کی عمارتیں قائم کرنے اور غیروں کے قلمی میسریل کے ذریعہ اپنی

شہرت و خود نمائی کی راہیں ہموار کرنے میں بڑے میاں اور بہادر واقع ہوئے ہیں) علمی استفادہ کے بہانے میرے پاس

اکثر صبح و شام آیا کرتے تھے۔ میرے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مفادات حاصل کی خاطر نہایت منصوبہ بند اور حسابی انداز سے غیر محسوس طور پر انھوں نے میرے نام احمد علی کام کا استعمال و استحصال کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ چند رسوائے زمانہ افراد کی تائید حمایت سے طریقت کے دو مشہور مسالک سے وابستہ صاحبان سلسلہ کے درمیان محاذ آرائی کی اپنی مذموم سرگرمیوں میں مجھ کو ملوث کر نیکی کا کام کو شش بھی کی تھی۔

صاحب موصوف ایک دن میری لائبریری میں ایک علمی مقالہ پڑھتے ہوئے جب اس حقیقت سے واقف ہوئے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک نایاب کتاب ”الارکاء و احد علی نسخہ بعد از شریف میں محفوظ ہے تو استفسار پر میں نے بعد از شریف سے لے ہوئے ایک برادر بزرگ کے رسوخ سے اسکی ایک فوٹو کاپی منگوانے اور اسکا ترجمہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس کو میرے عملی جامہ پہنانے سے قبل ہی موصوف نے اسکی نشاندہی کرتے ہوئے کسی دوسرے پتہ پر مطلوب فوٹو کاپی منگوالی اور میرے چند مجاہد و مخلصین کا اثر استعمال کر کے اسکا اردو ترجمہ کیلئے مجھ پر بجا ہوا کیا۔ خالص علمی خدمت کے جذبہ سے میں نے اس طرح ترجمہ کرنے سے اتفاق کیا کہ تصحیح کے بعد میری شخصی پروف ریڈنگ کے بغیر ترجمہ شائع نہیں ہوگا۔ اس علمی کام کیلئے بڑی مشقت اور جگہ پامشی درکار تھی کیونکہ ایک سو سال قبل نقل کردہ یہ عربی عبارت معری تھی جس میں لحاظ عربی گرامر کی جگہ متن اصلاح طلبہ بعض الفاظ تو غیر واضح مبہم اور ناقابل فہم بھی تھے لہذا پہلے اسکی اصلاح اور عربی کے کام کی میں نے تکمیل کی اور متوقع ترجمہ کے نظر ثانی طلب مسودہ کیا۔ اسکی تصحیح کی نصرت میں نے شخصی طور پر اپنے ایک عنایت فرما ہاراد عالم دین کو دی جن کا جیہ شکر یہ کہ میری مجوزہ اکثر تصحیحات کو جمل کا تول برقرار رکھتے ہوئے بعض جگہ مناسب و متبادل الفاظ بھی تجویز فرمائے اور اس دوران مجھ سے فرمایا کہ ”میں ضروری دیکھ رہا ہوں جس کے موافق اردو ترجمہ پر نظر ثانی آپ ہی کر لیں“ تصحیح و نظر ثانی کے ان ہی مراحل کے دوران صاحب موصوف نے املا سرار ہی نہیں بلکہ فارسی مکتوبات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بھی میرے ترجمہ ہوئے سارے کاغذات کو کسی طرح حائل کر کے نہ صرف اپنے قبضہ میں لکھ لیا بلکہ ایک نام نہاد خود ساختہ مجلس صاحب کی ملی بھگت سے ان میں جگہ جگہ من مانی تحریف و تصرف کر کے شائع بھی کروا دیا۔



مجھے انکار میں غیر پرکھیں کہ نہ شک لگے نہ زبان کچھ اور بوسے سپہن کچھ اور کہتی ہے

۳۔ ماہرین تحریفات کی غیر مجاز و غیر قانونی سرگرمیوں کی ایک طویل فہرست ہے جنکے بعد چند ذیل میں تذکرہ مناسب ہوگا۔

(ا)۔ موصوفہ مذکور جن علمی نعمتوں اور اوروں و وظائف کی آرزو میں زندگی بھر سرگرداں پھر رہے تھے مجھ سے ان کے حصول و اجازت کے بعد انھوں نے بشارتِ انجیلات کو میرے خلاف مرضی میرے نام سے شائع کر دیا جس میں اجازت یافتہ نے خود کو اجازت دہندہ و محسن ظاہر کرتے ہوئے اپنے من گھڑت طریقہ تلاوت کے ذریعہ عوام کو خوب سیوقوف بنایا جس کا اصل کتاب میں وجود تک نہیں طرفہ تماشہ یہ کہ درود بشارت کی عبارت میں انھوں نے نہ صرف اپنے نام کا اضافہ کر دیا بلکہ متن میں بھی اضافہ و ترمیم کر کے حاشیہ پر اس کا اندراج کر نیکی بہادرانہ جرات بھی کر ڈالی۔ گویا کہ حضرت غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کا الہامی درود و نعوذ باللہ ناقص و نامکمل تھا اور موصوف نے اس کی کوپور کر دیا جس کا اظہار و اعلان اپنے لیٹرس ہیڈ پر شیخ البشارت کے خود ساختہ ایسے لقب کے ذریعہ کیا گیا جو صرف اور صرف حضور غوث اعظم کے ہی نمایان شان لقب ہے۔ ”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“

(ب) فارسی مکتوبات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا میں نے جو اردو ترجمہ کیا تھا اسکے متن اور میرے پیش لفظ میں بھی انھوں نے جابجا تحریف کر کے پہلے جوابہ الاسرار کے نام سے شائع کیا پھر دوبارہ مزید تحریف کے بعد کتاب کو ”کنز المعارف“ کا نیا نام دیکر شائع کیا گیا تو اس میں میرے مقدمہ ہیچ نہ تھا جہاں میں نام تھا اسکو بالکل اڑا دیا گیا۔

(ج) ”الاسرار“ اور اس کے ترجمہ کو بھی جگہ جگہ تحریف کر کے شائع کیا گیا تو مترجم کا نام کہیں ظاہر کرتے ہوئے اسکے پیش لفظ و نام کو سہ ورق سے غائب کر دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ اقبال مند موصوف کی بہادری اور دید و دلیری کی انتہا تو دیکھئے کہ متعدد صوفیہ کرام کے اسماء گرامی کو کتاب سے دانستہ طور پر حذف کرتے ہوئے ان بزرگوں کے اقوال کو انھوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات باور کرنے کی تلک جسارت کر دی۔ علمی دیانت اور قلمی امانت کے جملہ تعاضوں کو پامال کر نیکی ان نامحسوس سرگرمیوں میں برابر کے شریک ایک ادارہ (جو اسلامیات سے متعارف کرنے کا دعویٰ رہے) سے منقطع علمی حلقوں میں یہ چہ میگوئیاں جاری ہیں کہ کیا یہ سب کچھ اسلام کے اقدار و معارف کی تعریف میں آتے ہیں اور ایسے ناقابل اعتبار و اعتماد افراد کیساتھ ربط و ضبط اور ساز باز کے بعد اس لوہے اور اس کی مطبوعات کو کیا قابل اعتماد و اعتبار بھی قرار دیا جاسکتا ہے؟

(د) بہت جلد ان افراد کی بدینتی اور بددیانتی پوری طرح کھل کر سامنے آگئی جبکہ انھوں نے مزید تحریف اور  
تحریف کے بعد متجم کے نام و نشان کے بغیر اب "سراسر" کا ترجمہ صرف اپنے نمایاں ناموں کے ساتھ شائع کر دیا  
تاکہ قارئین ان ہی کو متجم سمجھ لیں گویا ترقی کرتے ہوئے اب تحریف سے تبلیغ کی منزل پر پہنچ چکے ہیں۔  
لباس خضریٰ یا سینکڑوں رہن بھی رہتے ہیں

پھر اس پر متاثر یہ کہ اس اردو ترجمہ کو ۱۹۸۹ء تک اپنے صحافتی اشتہار میں زیر طبع بتایا جاتا ہے اور جنوری ۱۹۹۰ء میں دراصل  
شائع کردہ اس کتاب کا ماہ اشاعت نومبر ۱۹۸۹ء بتایا جاتا ہے سچ ہے ایک جھوٹ کی پردہ پوشی کیلئے ہزار جھوٹ بپڑاتے ہیں  
کیا کچھ کیا نہ خود کو چھپانے کے واسطے عریانیوں کو اور ٹھکانا لیا شال کی طرح

دینی جماعت اور اسلام یا ملت کے نام پر بنائی گئی تنظیموں کے مالیہ اور رقوم میں خرد برد یا بددیانتی، رقتی  
دستاورزات کے ہندسوں میں صفحہ اضافہ کی مجلسازی کے ذریعہ لاکھوں روپے حاصل کرنا، حق و ثناء کو جائیداد  
کے حصہ سے محروم کر کے غاصبانہ قبضہ جملے رکھنا وغیرہ جیسی بدعنوانیوں کے کئی مبینہ واقعات یوں تو آئے دن  
سننے اور پڑھنے میں آتے ہی رہتے ہیں لیکن علمی سرمایہ میں تحریف و تبلیغ اور بددیانتی و بدینتی کے چند واقعات بھی  
آج کچھ نئے نہیں ہیں چنانچہ "کتف المحبوب" کے مصنف حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش قدس سرہ فرماتے ہیں کہ  
آپ نے تصوف پر ایک معرکہ الاراء کتاب تصنیف فرمائی اور اس کا نام "منہاج الدین" رکھا تھا لیکن حضرت داتا  
گنج بخش علیہ السلام نے "افلاک" میں "ایک دلیل مدعی نے میرا نام اس کتاب پر سے اڑا دیا اور عام لوگوں کے سامنے اپنی تصنیف  
ظاہر کی اگرچہ کہ خاص لگا اس کی بات پر چلتے تھے یہاں تک کہ اپنی بدبختی کی وجہ سے وہ شخص اس حد تک پہنچا کہ  
اللہ تعالیٰ نے اس کا نام طالبان درگاہ الہی کے دیوان سے ہی خارج کر دیا "حضرت خواجہ بند نواز گیسو دراز قدس سرہ  
کی ایک تالیف کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا کہ پہلے کے کاغذات کسی نے اڑالے تو حضرت نے دوبارہ از سر نو  
تالیف کر کے اس کتاب کو شائع فرمایا۔

ان ہی پیران کبار کی سنت مجھے بھی آج نصیب ہو گئی جبکہ "سراسر" کا مجھے دوبارہ ترجمہ کرینے کی نوبت

آئی اور چند مفسدین ترجمے کے کاغذات اڑالے جا کر اس خط میں بھی مبتلا ہو گئے کہ اس طریقہ سے کسی کو اس کے علم سے محروم کر دیا جاسکتا ہے حالانکہ سرمایہ علم و عرفان کا غدو قلم کی پابندیوں سے بے نیاز سینوں کے اندر محفوظ ہوا کرتا ہے جس کے اظہار و ابلاغ کے کئی متبادل طریقے بھی ہیں بقول فیض احمد فیض

متاع لوح و قلم حسین لی تو کیا غم ہے ؟ کہ خون دل میں ڈولی ہیں انگلیاں میں

چونکہ دوبارہ ترجمہ کیلئے اصل نسخہ درکار تھا اس لئے میری درخواست پر میرے ماموں خواجہ بلال رحمہم حضرت سید احمد قادری صاحب <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> سابق قریۃ نوڈ پر ایک آئینہ اوقام متحرف حضرت نقیب الاشراف بنو دشتی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے شخصی بط پیدافرایا اور چند ہی روز میں اصلی قلمی نسخہ سرائی سر کی فوٹو کاپی وصول ہوتے ہی اسے حوالے فرما دیا جس کے پہلے صفحہ کا عکس بطور نمونہ شامل کتاب ہذا ہے۔ اس کم فرائی کیلئے میں دونوں بزرگانِ محترم کا دلی شکر گزار ہوں۔ میں اپنے مجاہدین و مخلصین خصوصاً مولانا میر یوسف علی صاحب شکاری ایڈووکیٹ سجادہ نشین "ہزار وازہ" مولانا سید حبیب یاد شاہ صاحب قادری سجادہ نشین "معاذاتہ مخدومیہ" اور مولانا شاہ محمد عبدالرزاق صاحب قادری و چشتی سجادہ نشین فیض حین کے قیمتی مشوروں کا ممنون ہوں جنھوں نے دوبارہ ترجمہ کو مع مکمل کتاب شائع کرنے کی جانب پر خلوص توجہ و ترغیب دلائی تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آجائے۔

کرم فرما مجھی و مخلصی مولانا سید شاہ ہارون الجلی الجلی فی صاحب کی عنایات پر میرے پاس تشکر کیلئے الفاظ نہیں ہیں کہ آپ نے اس مرتع عرفان و تصوف کی اشاعت کے کثیر مصارف کی بطیب خاطر تکمیل فرمائی اور اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادے قادر یاد شاہ صاحب کو نعمت دین عطا فرمائے کہ اپنی خصوصی نگرانی میں کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ کیا کیوں نہ ہو موصوف حضور غوث اعظم <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کے خانوادہ حق تعلق رکھتے ہیں اور جگر گوشہ غوث اوری حضرت پیر خیم الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دامن فیض سے وابستہ ہیں موصوف کے فیضانِ توجہ سے روزانہ رات دن بیمار لا علاج مریضانِ جسمانی و روحانی بفضلِ الہی صحت مند اور شفا یاب ہو رہے ہیں بالخصوص آج کل جبکہ کتابت و طباعت کے مصارف اور کاغذ کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں آپ نے

اپنے اس فرخندانہ مظاہرہ کے ذریعہ دارین میں یقیناً محبوبِ جانی کے محبوب بن جانے کا پروانہ حاصل کر لیا۔ رب العزت آپ کو صحت و سلامتی کیساتھ مزید خدمتِ خلق کا حوصلہ عطا فرمائے جو کہ طریقت کا عداۃ ہے۔  
 طریقت بجز خدمتِ خلق نیست ؛ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

یعنی طریقت مخلوق کی خدمت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تسبیح و نماز اور صحراء و نوردی سے (طریقت) نہیں ملتی اس دورانِ مہرجم کے فرزندِ سعادت مند مقیمِ سعودی عرب نے اس مبارک کام میں تبرکاً شریک کرنے کے لئے اپنا نذرانہ مع یک قلعہ تاریخ ارسال کیا۔ محترم سجادہ نشین صاحبِ فیضِ حین کا گراں قدر عطیہ بھی شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔ نیز برادرِ عزیز القدر مولوی الحاج قاری شیدہ سجاد علی صاحبِ موفی قادی نے عطیہ کے علاوہ طباعت کے لئے کاغذ کی کافی مقدار بھی فراہم فرمائی۔ رب تبارک و تعالیٰ ان سب کو تاجدارِ بغداد کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

یہاں اس کا تذکرہ بے محل نہ ہو گا کہ آجکل چند اصحاب کو موصوفی کے نام و لقب سے تک بڑی چیرا بلکہ حسد ہو گیا ہے چنانچہ ایک موصوفِ بزرگانِ دین کے اقوال کو توڑ موڑ کر اپنی جانب سے حقیقہ کا لفظ بڑھاتے ہوئے موصوفی کو حقیر مکھی قرار دیتے ہیں جس طرح یرقان کے عارضہ میں مبتلا مریض کی نظر میں ہر شے زرد رنگ کی نظر آتی ہے اسی طرح حقیر ماحول میں گھسے ہوئے حقیر انسان کو ہر شے حقیر ہی نظر آتی ہے۔

جنہیں حقیر سمجھ کر بھاری ہوا تم ڈو ہی چرخِ جلیں گے تو روشنی ہوگی  
 انہیں یہ نہیں معلوم کہ مکھی مکھی میں بھی فرق ہوا کرتا ہے ایک تو شہد کی مکھی ہے جو پھولوں کے پاکیزہ خوشبودار اور شیریں رس کی دلدادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف ایک دوسری بھی وہ مکھی ہوتی ہے جو صرف اور صرف غلاط اور گندگی سے انست رکھتی ہے۔

سوزِ غمِ عشق بواہوس راندہ دہند ؛ سوزِ غمِ پروانہ گس راندہ دہند  
 یعنی کسی بواہوس کو عشقِ صادق کا غم نہیں دیا جاتا ہے اور پروانہ کی محبت کا سوز ایک عام مکھی کو نہیں دیا جاتا لیکن آفت تو یہ ہے کہ ہر بواہوس آجکل اپنے آپ کو عاشقِ صادق تصور کرنے لگا ہے۔

مہرِ الوہوس نے حسن پرستی شاعری اب آبروئے شیوہ رندان نہیں ہی

اسی طرح ”صوفی“ کے نام سے حسد کرنے والے ایک دوسرے موصوف فرماتے ہیں ”مچھلی کا بچہ پیدا ہوتے ہی تیرنے لگتا ہے مرغی کا بچہ اندے سے نکلنے ہی چلنے لگتا ہے لیکن صوفی کے بچہ کو پیدا ہوتے ہی صوفی کا لقب نہیں دیا جاسکتا۔“ قرآن کریم کے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۷۰ ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ کے ارشاد کے ذریعہ اللہ عزوجل نے انسان کو ”اشرف المخلوقات“ کا تاج بخشے ہوئے دیگر مخلوقات پر اس کو فضیلت و فوقیت عطا فرمائی جس کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھانے والا سرکش ابلیس تھا جس نے خود کو انسان سے افضل ٹھہرایا تو قیامت تک لعنتی ہو گیا۔ لیکن آج بعض افراد اپنے علم و فضل کے بل بوتے پر ابلیس سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے ہیں مچھلی اور مرغی جیسے عام جانوروں کو کسی خصوصی سید کے بغیر انسان سے افضل قرار دے رہے ہیں۔

ماطقہ سر بگربیاں ہے اسے کیا کہئے

جس طرح کوئی شخص اپنے بیٹے کا لقب عارف یا غوث و خواجہ رکھ لے تو یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ اس کا بیٹا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی عارف یا غوث بن گیا یا غوثیت اور خواجگی کے مقام پر فائز ہو گیا بلکہ ایسے نام و لقب رکھنے سے محض بزرگانِ دین سے نسبت و برکت مقصود ہوتی ہے یہی حال صوفی کے لقب کا بھی ہے۔

جو تیرے راز داں تھے بڑے معتبر تھے کچھ نیم آشنا طے کچھ بے خبر طے

سورہ حجات کی قرآنی آیت نمبر ۱۱۱ ”وَجَعَلْنَا كُوفً شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا“ (یعنی ہم نے تم کو خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو باسانی پہچانو) کی روشنی میں آپسی امتیاز و شناخت کے خاطر کسی بزرگ خاندان یا کسی اہل اللہ کے نام و نسبت کو جائز بلکہ مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً تذکرہ صوفیہ میں درج ہیکہ صوفیہ و علماء کرام کا قدردان شہنشاہ عالمگیر جب راقم الحروف کی ساتویں پشت کے جدِ مجدد حضرت شہاد رضا درویش قدس سے نیاز حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تو دروازہ پر فقراء و مساکین کا ہجوم دیکھ کر بطور علمی چھیڑ چھاڑیہ فارسی مصرع پرچہ پر لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔

ع محمد درویش را دربان نہ باید (یعنی درویش کے دروازہ پر کوئی دربان نہیں ہوتا)

حضرت نے فی البدیہہ اس کے آگے مصرع ثانی لگا کر شعریوں مکمل فرمادیا ۵

در درویش را دربان نہ باید      باید تا سنگ دنیا نہ آید

یعنی درویش کے دروازہ پر دربان (غزور ہوتا ہے تاکہ دنیا کا کوئی کتا نہ آسکے جو خود عالمگیر بادشاہ پر ایک برجستہ عالمانہ طنز تھا عالمگیر بادشاہ اجازت لیکر جب اس بے تاج بادشاہ کے حضور باریاب ہوا تو بڑا متاثر ہوا کہ ۵

نہ تحت تاج ہن لشکر پاہ میں      جوابات مرد قلند کی بارگاہ میں ہے

اس موقع پر حضرت کا ایک پاؤں دراز پا کر ایک مصاحب وزیر نے دریافت کیا "شاہ صاحب یہ آپ کا پاؤں کب سے دراز ہو گیا" تو حضرت نے ترکیب ترکی جواب دیا "جب سے کہ ہم نے دنیا سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے اس کولات ماری ہے" الغرض علمی و روحانی فیضان سے مالا مال ہو کر جب عالمگیر واپس ہوا تو حضرت کے فرزند اکبر کی خدمت میں پورے پرگتہ نر کھوڑا کی صد خطابت مع محاش اراضی و نقد کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے سرکاری فرمان و اسناد جاری کئے جس میں حضرت کے اور صاحبزادے کے ناموں کیساتھ "صوفی" کا مبارک لقب بھی حکم عالمگیر لکھا گیا اس وقت سے صوفی کے لقب کا مستند بغرض تبرک آپ کی اولاد میں نام کا جزیں گیا ہے جو الحمد للہ تک میرے خاندان بھر میں جاری ہے اور سرکاری سند میں موجود ہے ۵

حدیث آجی گویم اولیٰ کنیم      پارہ بیش است از گفتار ما کردار ما

ہاں البتہ جو لوگ حسب ضرورت و مصلحت کسی موقع پر (مثلاً اپنے لیڈر سید پر) اپنے نام کے ساتھ صوفی کا لقب استعمال کرتے ہیں لیکن دیگر موقعوں پر اپنے نام سے صوفی کا لفظ حذف کر دیا کرتے ہیں ان کی یہ دو ٹوٹی ٹال کاغذ ہے بعض مفسدین نے دوسروں کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے "کشف المحجوب" کا یہ حوالہ دیا ہے کہ "جو دین کے پردے میں دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں بھیرٹے کے لقب کے مستحق ہیں" تو یہ حقیقت الزام لگانے والے ان علمی قزاقوں پر ہی پوری طرح صادق آگئی جنہوں نے مسخ کردہ متن کی کتابیں فروخت کر کے دین کے نام پر

عوام سے لاکھوں روپے کی سودے بازی کھی اور مزید کر رہے ہیں۔

کس نے اپنے دل کے لہو سے لالہ و گل میں رنگ بھرا، جنکو دعویٰ ہو گلشن پر ہم سے آنکھیں چا کریں  
 کسی نام والے پر اپنے نام کے اثرات سے متعلق موطاء، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ایک دلچسپ واقعہ حضرت یحییٰ  
 بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے اس کا نام پوچھا تو اس نے جواب  
 دیا جمرہ (چنگاری) ہے اس کے بعد آپ کے مزید استفسار پر اسی شخص نے کیے بعد دیگر یہ تفصیلات بیان کیں کہ اس کے  
 باپ کا نام شہاب (آگ کا ستارہ) ہے، اس کے قبیلے کا نام حرہ (آگ جلانے والا) ہے اس کی سکونت گاہ کا نام  
 حرۃ النار (آگ کی گرمی) ہے۔ اس کے علاقہ کا نام نار حامیہ (بھڑکتی ہوئی آگ) ہے یہ سب سن کر حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اپنے خاندان و قبیلہ کے لوگوں کی خبر لو کہ وہ سب کے سب جل کر رکھ ہو گئے ہیں جب  
 اس شخص نے جا کر دیکھا تو واقعی سب کے سب جل چکے تھے۔

اسی لئے کہتے ہیں ”ثَابِتٌ لِّاَسْمَاءِ حَقٌّ“ یعنی ناموں کی تاثیر ایک حقیقت ہے۔ بُرے نام بولتے ہیں بُرے  
 اور تاثیر میں بھی بُرے ہوتے ہیں اسی طرح اچھے نام بولنے میں بھی اچھے اور تاثیر میں بھی اچھے ہوا کرتے ہیں۔  
 اسی لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اچھے نام رکھنے کا حکم فرماتے بلکہ بُرے ناموں کو اچھے  
 ناموں سے بدل دیا کرتے تھے۔

لغت میں صوفی بمعنی، مخلص، متقی، پارسا اور پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ قوی امید رکھتے ہو  
 کہ اللہ تعالیٰ نام والے میں نام کے اچھے اوصاف پیدا فرما دیگا۔ اور وہ بامسمیٰ کردار کا حامل بن جائے گا۔ کسی  
 کا نام یا لقب صوفی بہتر طرح موزوں و مناسب ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تقسیم ہینڈ بلس کے ذریعہ ”سہرا سہرا“ کو دنیا بھر میں پہلی بار  
 شائع کرنیکا سبب ”باغ و گھا کر عقیدہ مندوں کا خوب مالی استحصال کرنے والوں نے اپنی کذب بیانی کو خود  
 اپنے ہاتھوں بے نقاب کرتے ہوئے اب یہ اعلان کر دیا ہے کہ قبل ازیں پاکستان سے حافظ برکت علی صاحب

قادی کے اردو ترجمہ کیساتھ شریعہ اسلامیہ کی اشاعت ہو چکی ہے چنانچہ اس نسخہ کو بھی منگو اگر میں اسکا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ بعد از شریعہ  
 ہے ہمیں وصول شدہ زیر نظر نسخہ اور پاکستانی نسخہ کی عربی عبارت میں غیر معمولی تفاوت موجود ہے اور اس میں ابتدائیہ سے لیکر آخری فصل تک کے  
 عربی متن میں واقع جملوں کوئی کہ لفظوں میں یک بیچ فرق اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ بعض جگہ کچھ الفاظ ملتے جلتے ہیں یا بھیجے تباہل و  
 سہروف الفاظ ہیں جس کے سبب عبارت بدل جانے سے ترجمہ بھی بدل گیا ہے۔ لہذا دونوں نسخوں کا تقابلی جائزہ ذیل میں پیش ہے۔

نشان کلا	زیر نظر نسخہ ہذا جو بعد از شریعت سے وصول ہوا ہے	پاکستانی نسخہ
۱	نام شریعہ اسلامیہ ہے	۱۔ نام "شریعت اسلامیہ" محتاج المیہ لا برار ہے۔
۲	تالیف بتائی گئی ہے	۲۔ تصنیف بتائی گئی ہے
۳	بعض آیات قرآنی اور احادیث شریفہ اس نسخہ میں ہیں جو پاکستانی نسخہ میں موجود نہیں۔	۳۔ بعض آیات قرآنی اور احادیث شریفہ اس نسخہ میں نہیں ہیں جو زیر نظر نسخہ میں موجود نہیں۔
۴	نسخہ کی قلمی نقل کی تاریخ خاتمہ پر غرض جان المظم لکھی ہوئی ہے	۴۔ نسخہ کی قلمی نقل کے بارے میں کوئی تاریخ یا کوئی تفصیل موجود نہیں
۵	قلمی نسخہ کی اصل کا پی مکتبہ مدرستہ القادیۃ العامہ بعد از شریعت میں محفوظ رہنا ثابت ہے جسکی مہر کیساتھ فوٹو کاپی ہمیں وصول ہوئی ہے۔	۵۔ ایسی کوئی تفصیل درج نہیں ہے کہ قلمی نسخہ کی اصل کا پی کس جگہ کونسے ادارہ میں محفوظ ہے۔
۶	اصلی قلمی نسخہ حضرت نقیب الاشراف سید یوسف صاحب مدظلہ کی تحویل میں رہنا ثابت ہے۔	۶۔ صرف اتنا ظاہر کیا گیا ہے کہ "اصلی قلمی نسخہ جو سال ہا سال سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تحویل میں چلا آ رہا تھا ان کے وسیلے سے" لیکن صاحبزادگان غوث پاک کے بھی اسم گرامی کا ذکر نہیں ہے جن سے انھوں نے نسخہ حاصل کیا تھا۔
۷	چند ایسے صوفیہ کے اقوال کا حوالہ موجود ہے جن کا زمانہ حضرت غوث اعظم کے زمانہ کے بہت بعد ہے	۷۔ چند دیگر صوفیہ کے اقوال کا حوالہ ہے جو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد گذرے ہیں۔



اس قابل جانر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرائسرار کے مذکورہ بالا دونوں نسخوں کا ہر جملہ اور ہر کلمہ خالصاً غوث پاک کے فرمودات پر مشتمل نہیں بلکہ دیگر صوفیہ کرام کے اقوال بھی اس میں شامل ہیں جن میں سے بعض کا زمانہ تو آپ کے بعد گذرا ہے۔ مثلاً مولانا عبداللہ الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مولانا پیر فقیر حقیر کی تحقیق درج ذیل معتبر کتب سیرت و اخبار سے ثابت ہوئی کہ حضور غوث اوری کے مواعظ حسنہ کو سننے کیلئے بوقت واحد شستر ہزار سامعین تک کا مجمع موجود ہوا کرتا تھا اور یہ آپ کی کرامت بھی تھی کہ شہ نشین کے قریب بیٹھا ہوا سامع جس قدر آسانی سے آپ کی آواز سنا مجمع کی آخری حد پر بیٹھا شخص بھی اسی قدر واضح آواز سے آپ کے ارشادات کو سن لیتا۔ ان محافل و عظمیٰ میں آپ کے صاحبزادوں کے علاوہ کوئی چار سو علماء کرام دوات قلم لائے بیٹھے رہتے اور دوران و عظمیٰ آپ کے فرمودات کو لکھ لکھ نکات نوٹ کر لیتے جن کو بعد میں ترتیب تدوین کے ذریعہ باقاعدہ کتابی شکل دی جاتی چنانچہ آج موجود آپ کی اکثر تصانیف و تالیفات اسی کا نتیجہ ہیں۔ قیاساً اغلب یہی ہو گیا کہ سرائسرار میں موجود مضامین تصوف بھی کسی خصوصی محفل میں پہلے نکات کی شکل میں نوٹ کر لئے گئے ہونگے جن میں بعض صوفیہ کرام کے اقوال کا حوالہ بھی ارشادات غوثیت مآب میں شامل تھا اور بعد کے زمانے میں انکی تشریح و ترتیب کے بعد تحریر یا نقل کر نیوالے بزرگ اصحاب بطور تشریح یا حاشیہ بیان پیر کے زمانے کے بعد کے بزرگوں کے اقوال کو بھی شامل کر لئے ہونگے۔ نیز بعد کے دور میں زیر نظر نسخہ کے شارح و مرتب کوئی اور بزرگ ہوں گے اور پاکستانی نسخہ کے مرتب بزرگ کوئی دوسرے ہی ہوں گے۔ اسی لئے دونوں نسخوں کے متن میں اختلاف و تفاوت پایا جاتا ہے۔

اب جبکہ پاکستان اور ہندوستان کے ان نسخوں کے متن علیحدہ علیحدہ واقع ہوئے ہیں اور دونوں کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں ممکن ہے آئندہ کوئی ریسرچ اسکالری اپنی تحقیق پیش کرے۔

زیر نظر نسخہ میں دیگر صوفیہ کرام کے نام مع اقوال کو واضح اور نمایاں کرنے کے کام کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے تاکہ ان میں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات میں باسانی تمیز و امتیاز ہو سکے جن کو افسوس کہ دیگر افراد نے میرے ترجمہ سرائسرار کی اشاعت میں دیدہ و دانستہ تحریف کر کے

برہی علمی بد خدمت کی اور ترجمہ کے نام پر اپنی جانب سے ایسی عبارت کا اضافہ کر دیا جس کا اصل نسخہ میں وجود تک نہیں۔  
 برہی ناسپاسی ہوگی اگر میں فضیلت الشیخ علامہ الحاج سید طاهر صاحب رضوی قادری شیخ الجامعہ  
 نظامیہ عمت فیضہ کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش نہ کروں کہ آپ نے اپنی گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود  
 کتابت کے بعد اشاعت ہذا کے پروف کی یہ نفس نفیس تصحیح کی زحمت گوارا فرمائی اور بعض جگہ لفظی  
 معنی کیساتھ ساتھ مرادی مفہوم کو بھی قوسین میں درج کرنے کے زرین مشوروں کے عداوہ اس کتاب  
 کیلئے بصیرت افروز عالمانہ مقدمہ سے بھی نوازا حضرت شیخ الجامعہ کو عربی ادب گویا ورثہ میں ملا  
 ہے کہ حضرت علامہ سید ابراہیم صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ادیب استاد عربی جامعہ نظامیہ و عثمانیہ  
 یونیورسٹی کے چشم و چراغ ہی نہیں بلکہ طرفیقہ قادریہ میں زینب خلافت و جانشین بھی ہیں اس طرح آپ  
 ادب سنگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف آگاہ بھی ہیں جنکے ملاحظہ کی بدولت عربی ادب کی چھلنی  
 میں نقطہ ہر کے ذریعہ چھنی چھنائی اور عرفان تصوف کی چھلنی میں کشید کے ذریعہ نکھری نکھری یہ معرفت  
 کی شہاب دو آتشہ بن گئی ہے۔

اس دوران تسوید و تبیض، استخراج حوالہ جات اور پروف کی قرات سماعت وغیرہ میں الحمد للہ  
 میرے دونوں برخودار قاری سعید پادشاہ قادری اور حافظ حبیب پادشاہ قادری سلمہامیہ دو  
 بازو ثابت ہوئے۔ رب العزت انھیں صحت و سلامتی کیساتھ اپنے اسلاف کرام کا سچا جانشین بنائے، آمین۔  
 پہلی بار میرا یہ ترجمہ بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ بروز دوشنبہ پایہ تکمیل کو پہنچا تھا جس اتفاق  
 سے یہ وہی مبارک تاریخ اور متبرک دن ہے جبکہ ازل سے ہزاروں حجابات کے اندر محفی و سرلبت  
 ”سرا سارا“ ”فَدَجَّاءَ کَہْ مِنْ اللّٰہِ نُورٌ“ کے نورانی تاج سے آراستہ ”نورالانوار“ بن کر جلوہ افروز  
 ہوا تو نگار خانہ کائنات کا گوشہ گوشہ تاباں اور ذرہ ذرہ درخشاں ہو گیا۔  
 جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ؛ اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

علامہ یوسف بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”افضل الصلوات علیٰ سادات“ میں بشارت منظر نور  
 ہوئی کہ ”سرالاسرار“ اور ”نور الانوار“ دونوں حضور ﷺ کا سنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی القاب ہیں۔  
 چنانچہ حضرت محمد بن سلیمان جزوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب دلائل الخیرات کے وردِ چشتیہ میں ”اللہم وصل علی سیدنا  
 محمد نور الانوار و سر الاسرار“ کے الفاظ پر مشتمل درود شریف شامل ہے اور اسی نور الانوار کی منظر کمال  
 اور سرالاسرار کی وارث حال حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات ہے۔ اسی مناسبت سے غیر  
 شعوری طور پر بار بار دل میں پیدا شدہ تحریک پر ”سرالاسرار“ کے اس اردو ترجمہ کو میں نے ”نور الانوار“ سے موسوم کیا ہے  
 واضح باد کہ حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کی اصول فقہ پر ایک کتاب کا نام بھی اگرچہ نور الانوار ہے لیکن تصوف پر اردو  
 میں اس نام کی کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔

قارئین کرام سے التماس میکہ کہیں بھی کتابت میں سہو یا غلطی محو یا نئی تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں لحاظ رکھا جا  
 سکے میں اپنی اس علمی کاوش کو اپنے ان تمام اجداد امجاد اور پیلان کبار کی ارواح مبارکہ کے حضور بطور مدد پیش کرتے ہوئے  
 جن کے واسطوں سے حضور غوثیت مآب تک مجھے سلسلہ نسب و خلافت کی سعادت حاصل ہے میں آرزو مند ہوں کہ رب العزت  
 اس کو میرے مشفقین، مجیدین، مخلصین، مریدین، طالبین، متدین، معاونین اور متعلقین کیلئے موجب برکت، میر و الدین  
 ماجدین علیہما شایعہ الرحمۃ والرضوان کیلئے علو درجات کا وسیلہ اور میرے لئے حسن خاتمہ و مغفرت کا ذریعہ بنادے۔  
 بکیر این ہمہ نسیئہ بہار از من، کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

امین ثم اعین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین واللہ رب العالمین فقط  
 بخادم العلم والعلماء

سکینا دریا کا غوث صمدانی  
 قافی پید شاہ اعظم علی صوفی اعظم قادری علیہ السلام

تصوف منہل قریب بانگور  
 حماد دی لاخری شاہ  
 ۵۴ جنوری ۱۹۹۹ء جمعہ

مولف سرائی

غوثِ اعظم سیدنا شیخ محمد الدین عبدالقادر گیلانی

رضوان اللہ تعالیٰ

**ولادت و وطن** | پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں بغداد سے کچھ دور ملک عجم میں واقع علاقہ گیلان کے "نیف" نامی ایک گاؤں میں بتاریخ یکم رمضان المبارک یہ آفتاب ولایت و تقدس طلوع ہوا۔ آپ کی ولادت باسعادت کا سن بقول امام یافعی ۴۴۷ھ ہجری اور بقول ابو الفضل جیلی ۴۴۷ھ ہجری ہے جس کا مادہ تاریخ بالترتیب "عشق" اور "عاشق" ہے۔

**نام اور القاب** | آپ کی کنیت ابو محمد اور اسم گرامی "عبدالقادر" اور لقب "محمد الدین" ہے۔ اس کے علاوہ غوثِ اعظم، دستگیر، پیران، پیر، قطب الاقطاب، محبوب سبحانی وغیرہ دیگر کئی القاب سے دنیا بھر میں یاد کئے جاتے ہیں۔

**نسب و خاندان** | آپ کے والد ماجد کا نام سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگلی دوست ہے جن کا سلسلہ نسب ملکیارٹھویں پشت میں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک جاپہونچتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر امہ العجمیہ رفاطمہ ثانیہ ہے جن کے والد حضرت عبداللہ صومعی کا شجرہ نسب ۱۳۱ تھریں پشت میں حضرت سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ چونکہ آپ حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی اس لئے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ حسنی الحسینی لکھا جاتا ہے۔ گویا سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرنا پیدا کئے گئے سے عرفان و علم لدنی کی جو دوڑی

دریائے حسنی اور حسینی وجاہت کے ساتھ جاری ہوئی تھیں تقریباً سارے چار سو برس بعد غوثیت آپ کے شکم میں آکر پھر سے جمع ہو گئیں۔ اسی سبب آپ کی ذات مجمع البحرین ثابت ہوئی جو حسنی جمال کی رغنائیوں کے ساتھ ساتھ حسینی جمال کی عطربیزیوں کا حسین امتزاج رکھتی ہے۔ بالفاظ دیگر ولایت کے سانچے میں مطلقاً جمال جمال کے منظر کمال اور وارث حال غوثِ عظمیٰ کی ذات والاصفات ہے جس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

”بِإِلَهِ هَذَا اَوْجُودٌ جَدِّي لَا وُجُودَ عَبْدٍ الْقَادِرُ“ یعنی میں اپنے جدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایسا فنا ہو گیا ہوں کہ خدا کی قسم اب میرا یہ وجود عبد القادر کا نہیں رہا بلکہ میرے جد کا وجود بن گیا ہے۔

آپ کے خاندان کی شہرنت کا کیا کہنا کہ پورا خاندان تقویٰ و پرہیزگاری کا بے مثال نمونہ اور گوہر ولایت کا گویا معدن تھا۔ آپ کے والدین ماجدین ناما جان، چھوٹھی صاحبہ اور آپ کے صاحبزادے سب کے سب آسمان ولایت کے درخشاں ستارے بن کر چلے۔

مادر زاد ولی | آپ کے مادر زاد ولی ہونے پر تمام علماء اور اولیاء کا اتفاق ہے۔ آپ کی تشریف آوری کی بشارتیں کئی صاحبان کشف و حال اور بڑے بڑے بالکمال اولیاء متقدمین نے دے رکھی تھیں زمانہ حمل سے ہی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ولادت کے ساتھ ہی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ شیر خواری کے دوران رمضان میں آپ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھجور دودھ نہیں پیتے تھے۔

رہے پابند احکام شریعت ابتداء ہی سے نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوثِ عظمیٰ کا

بعد ازیں ورود | اٹھارہ سال کی نو عمری میں گیلان سے کوئی چار سو میل زائد سفر کے بعد ۸۵ھ ہجری میں بغداد شریف پہنچے۔

علوم ظاہری | بغداد کی شہرہ آفاق درسگاہ ”جامعہ نظامیہ“ میں طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوئے اور

کئی جید علماء عصر کے حلقہ درس میں شامل ہو کر جملہ علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابو زکریا سیحی بن علی تبریزی سے علم ادب پڑھا۔ ابو الوفا علی بن عقیل اور محمد بن قاضی ابو یعلیٰ اور قاضی ابو سعید خرمی وغیرہ سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ابو غالب محمد بن الحسن باقلانی وغیرہ تقریباً (سترہ) محدثین کرام سے علم حدیث میں جہارت حاصل فرمائی نیز ابو القاسم کرخی اور ابو عثمان صفہانی وغیرہ کئی دیگر مشاہیر شیوخ دائمہ دین سے جملہ علوم ظاہری میں دستگاہ حاصل فرمائی۔ ان سب میں حضرت قاضی ابو سعید مبارک خرمی سے خصوصی فیضان حاصل کر کے اپنی ذہانت، طباعت، فضل و کمال اور تبحر علمی کا ایسا شاندار مظاہرہ فرمایا کہ اس سے متاثر ہو کر ۵۲۱ھ ہجری میں قاضی صاحب نے خود اپنا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا۔ قصیدہ غوثیہ میں آپ اپنے حصول علم کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

درست العلم حتی صرف قطباً و نلت السعد من مولیٰ الموالیٰ

یعنی میں علم حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ ”قطب“ ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ اللہ عز و جل کی طرف سے مجھے سعادت کے خزانے مل گئے۔

**سلوک باطنی و خرقہ خلافت** جہاں تک سلوک باطنی اور خرقہ خلافت کا تعلق ہے آپ پہلے حضرت ابو الخیر حماد بن مسلم دیاس کی صحبت سے فیضیاب ہو کر روز طریقت حاصل فرمائے جن کے وصال کے بعد حضرت قاضی ابو سعید خرمی سے سلوک و ارادت کی ہی نہ صرف تکمیل فرمائی بلکہ بہ حیثیت جانشین خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ عالمیہ قادریہ کے مند نشین بنے۔

**مند ارشاد پر** جامعہ نظامیہ کے مندرجہ پر بیٹھے تو اقطاع عالم سے آنے والے طلباء کا ہجوم اتنا بڑھ گیا کہ مدرسہ کی عمارت کی توسیع کرنی پڑی جو آگے چل کر ”جامعہ قادریہ“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ایک عظیم واعظ ابے بدل خطیب اور مفتی اعظم اور مرشد طریقت کی حیثیت سے تینتیس (۳۳) سال آپ کے درس و تدریس سے اور چالیس (۴۰) سال تک آپ کے رشد و ہدایت سے محفوق مستفید و مستفیض ہوتی رہی آپ کی ایک مجلس و غلط میں بوقت واحد سامعین کی تعداد ستر ہزار تک ہوتی جن کے علاوہ حیات و ملائکہ

بھی حاضر رہتے آپ کی کرامت یہ کہ ہر نزدیک و بعید والا آپ کی آواز کو یکساں طور پر بآسانی سن لیتا۔ چار سو (۴۰۰) اشخاص قلم و دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اس کو نوٹ کر لیتے تھے۔

آپ کا قدم اولیاء کی گردن پر ایک روز وعظ کے دوران برہنہ منبر فرمایا ”قدھی ہذا علیہ قیلۃ کل ولی اللہ“ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے جس کو سنتے ہی وہاں حاضر تین سو تیرہ (۳۱۳) صاحبانِ حال اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے اپنا سر جھکا لیا اور عرض کیا ”بیل علی الراس والعین“ یعنی آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہی نہیں بلکہ ہمارے سروں اور ہماری آنکھوں پر ہے۔

آپ کے کرامات و تصرفات کے بارے میں علماء سلف و خلف کی اتنی مستند کتابوں کا ذخیرہ دستیاب ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے ولی اللہ کے بارے میں مل سکے۔ چنانچہ بقول علامہ عزیز الدین بن سلام ”جس قدر تواتر کے ساتھ ہم تک حضرت غوث اعظمؒ کی کرامات پہنچ چکے ہیں اس قدر تواتر سے کسی دیگر ولی کی کرامات منقول نہیں ہیں۔“

سب تذکرہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ربیع الثانی ۷۱۱ھ ہجری میں وصال فرمائے وفات | لیکن جہاں تک تاریخ وصال کا تعلق ہے تحفہ قادریہ میں ابو المعالی کے قول معتبر کے مطابق آپ نے سترہ (۱۷) ربیع الثانی کو رحلت فرمائی اگرچہ ایک روایت میں گیارہ تاریخ بھی منقول ہے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید عید الوہابؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدرسہ قادریہ کے ہی ایک سائبان کے نیچے تدفین عمل میں آئی۔ ایک عربی شاعر نے خوب تاریخی شعر کہا ہے۔

ان بانه الله سلطان الرجال جاء في عشق ومات في كمال

اس شعر کے لفظی ادبی اور معنوی مفہوم سے تو صاحبانِ ذوق ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں، ساتھ ساتھ اس سے یہ بھی واضح ہے کہ بحساب ابجد عشق کے عدد (۴۷۰) ہجری آپ کا سن ولادت اور لفظ کمال کے عدد (۹۱) سال

آپ کی عمر شریف اور ان دونوں کو جمع کرنے سے (۵۶۱) ہجری آپ کا سن وصال حاصل ہوتا ہے۔

**اولاد** | آپ کو رب العزت نے اولادِ کثیر کی نعمت سے نوازا تھا۔ صاحبِ قلائد الجواہر نے آپ ہی کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاقؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”ہمارے والد ماجد کی جملہ اولاد انچاس (۴۹) تھی ان میں اولادِ ذکور ستائیس (۲۷) اور باقی اثنا سے تھے جنکے نام مختلف کتب میں بتائے گئے ہیں مگر آپ کے ان دانش صاحبزادوں کے اسماء گرامی بحوالہ قلائد درج ذیل ہیں جنہوں نے علم و عمل کے ماہتاب بن کر حارہِ عالم کو منور فرمادیا۔

۱) سید عبدالوہابؒ ۲) سید عبدالرزاقؒ ۳) سید عبدالعزیزؒ ۴) سید عبدالجبارؒ

۵) سید عبدالقادرؒ ۶) سید عیسیٰؒ ۷) سید موسیٰؒ ۸) سید ابراہیمؒ ۹) سید محمدؒ ۱۰) سید یحییٰؒ

ان شہزادوں میں حضرت سید عبدالرزاقؒ (جنکی کنیت ابوبکر اور لقب تاج الدین تھا) سب سے زیادہ مشہور ہوئے اور ان ہی صاحبزادے تک مترجم کا بھی شجرہ نسب والد ماجد سید العوفیہ مفتی شاہ احمد علی صوفی قادریؒ کی طرف سے تیسویں پشت میں نیز والدہ ماجدہ کی جانب سے اکیسویں پشت میں جا ملتا ہے۔ (برائے تفصیل ملاحظہ ہو مترجم فقہی نقیض نکال)

**تصنیفات** | آپ عربی و فارسی نظم و نثر دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں جسکا ثبوت بشمول مشہور و معروف قعیدہ خمیریہ غوثیہ آپ کے کئی عربی مضامین میں۔ نثر میں علاء الدین طاہر نے آپ کی تصانیف کی تعداد (۶۹) بتائی ہے جو تفسیر فقہ تصوف، عقائد اور ریاضی وغیرہ دنیاوی و دینی فنون پر مشتمل ہیں جن میں فیوض الربانیہ، مجالس ستین، جلاء النظار کے علاوہ مشہور فقہ حنبلی پر غلیۃ الطالبین ص ۱ آخری باب تصوف آداب المریدین، (۷۸) مقالات تصوف

کا مجموعہ فتوح الغیب اور متعدد مجالس پر تقسیم فتح ربانی تصوف پر آپ کی محرکہ الآراء تصانیف ہیں۔

علامہ زید ابو الحسن فاروقی فاضل ازہر کے تحقیقی مقالہ کے بموجب آپ کی متعدد تصانیف کے قلمی نسخہ جات کتب خانہ مدرسہ قادریہ بغداد شریف میں محفوظ ہیں جہاں سے ہی نسخہ مرآۃ الاسرار کی فوٹو کاپی حاصل کر کے یہ ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ الحمد للہ قبل ازیں حضور غوث الموری رضی اللہ عنہ کے مرتبہ الہامی درود شریف بشائریات مواد علیہ اور آپ کے فارسی مکتوبات کے تراجم کرنے کا بھی شرف فقیر مترجم کو حاصل ہو چکا ہے۔



سور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شجر القوت

سید النساء و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

امام حسن رضی اللہ عنہ  
 امام حسین رضی اللہ عنہ  
 امام زین العابدین رضی اللہ عنہ  
 ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ  
 امام محمد باقر رضی اللہ عنہ  
 امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ  
 امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ  
 امام علی رضا رضی اللہ عنہ  
 محمد جواد تقی رضی اللہ عنہ  
 کمال الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ  
 ابو العطاء عبد اللہ رضی اللہ عنہ  
 سید محمود ظاہر رضی اللہ عنہ  
 ابو جمال الدین سید ثانی رضی اللہ عنہ  
 ابو عبد السمیع رضی اللہ عنہ  
 ام النجیہ فاطمہ رضی اللہ عنہ  
 امام حسن رضی اللہ عنہ  
 حسن الثانی رضی اللہ عنہ  
 عبد اللہ محض رضی اللہ عنہ  
 موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ  
 عبد اللہ ثانی رضی اللہ عنہ  
 موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ  
 سید داؤد رضی اللہ عنہ  
 ابو احمد رضی اللہ عنہ  
 یحییٰ رضی اللہ عنہ  
 عبد جبار رضی اللہ عنہ  
 ابو صالح رضی اللہ عنہ  
 ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ

معروف کرخی  
سری سقطی  
جنید بغدادی  
ابوبکر شبلی  
عبد الواحد بن عبد الحزیز تمیمی  
یوسف طرطوسی  
علی قریمی سنکاری  
ابوسعید مخزومی

حضور غوث الاعظم ابو محمد محمد بن محمد بن الحسين البقاعي الجبدي رضي الله عنه

# خراجِ قلب و نظر

(بمختصر غوث الثقلین منجانب ترجمہ)



کوئی ساعت مرے دن کی ایسی نہیں کوئی لمحہ مری شب کا ایسا نہیں  
 آپ کی یاد یا غوثِ دل میں نہ ہو آپ کا سپہ آکھوں میں جلوہ نہیں  
 زندگی کو ملا سوز و ساز آپ سے بندگی کا بل مجھ کو راز آپ سے  
 ساری رونق ہے بندہ نواز آپ سے بزمِ ہستی میں ورنہ اجالا نہیں  
 آپ کی جب سے ہم پر ہے چشمِ کرم ساری دنیا کی نظروں میں ہے یہ بھرم  
 کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی بہت کچھ ہیں ہم کیا یہ سب کے درِ صدقہ نہیں  
 آپ سے عارفوں کے ہیں دل باغِ باغ آپ سے صوفیوں کے ہیں روشن چراغ  
 آپ سے سب کو ملتا ہے حق کا سراغ آپ کس کس کے مجا و ماویٰ نہیں  
 آپ کا شریعت کے عالی گہرا آسمانِ طریقت کے تاباں فخر  
 آپ علمِ لدنی کے المختصر وہ سمندر ہیں جس کا کتارا نہیں  
 چہرہ قطبیت کا نکھار آپ سے کامل غوثیت کا سنگھار آپ سے  
 قدرتِ کاباغ و بہار آپ سے آپ کس کس بہ احسان فرمان نہیں  
 "سید الصوفیہ" میں جو والقب غوثِ اعظم سے ملتا ہے جنانِ نب  
 ان کے ثقلینِ اقدس کا صدقہ ہے بے ورنہ اعظم میں یہ پائیدار نہیں  
 نوٹ: - مترجم کے والد ماجد حضرت مفتی سید شاہ احمد علی صنی صفی قادری قادری فراموش کو ملاک ویران صوفیہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
	تقدیم	۴
	تقریظ	۶
	تعریف	۸
۴۵	مولف "سرالاسرار" کا تذکرہ مبارک	۲۲
	مستقیم بحضور غوث الثقلین	۲۸
۴۵	علمِ علما کرام اور خامانِ خدا کی عظمت و فضیلت	۴۱
۴۵	اللہ تعالیٰ نے روحِ محمدی کو اپنے نور و جمال و روشنیا سے شرف دیا	۴۳
۴۷	حقیقتِ محمدی کے وجود کا نام نور ہے	۴۳
	علم کو منتقل کرنے کا ذریعہ قلم ہے	۴۴
	روحِ محمدی تمام موجودات کا خلاصہ اور کائنات میں سب سے اول ہے	۴۴
	روحوں کو کب پیدا فرمایا گیا اور ان کا اصلی وطن کیا ہے	۴۵
	عالمِ لاہوت، عالمِ جبروت اور عالمِ ملکوت، جسمانی و روحانی، روح کس کو کہتے ہیں۔	۴۵
	آسمانی کتاب نازل کرنے کا پس منظر کیا ہے۔	۴۷
	بغشتِ محمدی کا مقصد بصیرت دلانا اور دیدارِ جلالِ الہی کی طرف دعوت دینا ہے۔	۴۷
	بصیرتِ روح کی آنکھ ہے جو اولیاءِ کرام کے دلوں میں ہوتی ہے۔	۴۷
	ولی مرتد کی اپنی تعلقن کے ذریعہ بصیرت کی آنکھ ملتی اور عالمِ لاہوت سے واقفیت ہوتی ہے	۴۷
	ظاہر کو علمِ شریعت اور باطن کو علمِ معرفت کا پابند ہونا چاہیے۔	۴۷
	شریعت و معرفت کی یکجائی سے حقیقت حاصل ہوتی ہے	۴۷
	معرفت کے بغیر عبادت ممکن نہیں ہے۔	۴۷
	معرفت کس کو کہتے ہیں۔	۴۷
	معرفتِ ذات اور معرفتِ صفات کیا ہے۔	۴۷
	روحِ قدسی اور اسکے لوازمِ توبہ، تعلقن اور کلمہ کا بیان	۴۷
	زبانی و دل کی زندگی اور پاکیزگی کیسے ہوتی ہے	۴۷

نبی مرسل سے مراد نبی کی بشریت ہے اور قرشتہ سے مراد اسکی روحانیت ہے جو حیرت انگیز اور پیرائیگی۔

۴۹

محل کی بجلی جس پر پڑے وہ جھلک رہا کرتا ہو جائے۔

۴۶

کتاب میں جو ہیں نفیس، علم طیبہ کے حروف کی نظم

۴۹

اور شب و روز کی ساعتوں کی تعداد کے مساوی ہیں۔

پہلی فصل انسان کے اپنے وطن کو لوٹنے کے بیان میں

۵۱

انسان کی قسمیں۔

۵۱

جنت المادوی جنت النعم اور جنت الفردوس میں

۵۱

مارج ہیں۔

اپنے وطن کی طرف انسان کی بغوی اور کٹی داپسی

۵۱

علم کی شب جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔

۵۱

علم میں تفکر کا ایک سال عبادت کے ستر سال بہتر ہے

۵۱

حرفوں کے دل میں آنکھیں ہیں۔

۵۳

دلِ ریمہ میں اللہ کی خوشبو ہے اور اس کا فیضان

۵۳

کس طرح ہوتا ہے۔

دوسری فصل انسان کے اسفل السافلین

۵۵

میں لوٹائے جانے کے بیان میں۔

۵۵

روح قدسی اور عالم لاہوت، عالم جبروت، عالم ملکوت اور ملک کا تعلق۔

۵۵

روح جسمانی کا مقام بدن، روح روحانی کا

۵۵

مقام رل، روح سلطانی کا مقام فلولق، اور

روح قدسی کا مکان رستہ ہے۔

۵۵

تیسری فصل جسموں میں روحوں کی دو کائنات کے

۵۷

بیان میں۔

ولایت مکاشفات اور مشاہدات از تحت التری تا

۵۹

اسما کی اہمیت۔

اسماء کے شمار کا مطلب اور لا الہ الا اللہ کے

۵۹

بارہ حروف کی تعداد کا تعلق۔

قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور پھر باطن

۵۹

کا بھی باطن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے

۵۹

بارہ چشمے نکلے۔

چالیس دن کے اخلاص کا ثمر۔

۵۹

انسان خدا کا راز ہے اور خدا انسان کا راز ہے

۶۱

چوتھی فصل علوم کے بیان میں۔

۶۳

۶۷	انسان کی حقیقت کے معنی کا نام طفلِ معانی ہے۔	۶۳	علمِ ظاہر اور علمِ باطن کی بارہ بارہ شاخیں۔
۶۷	طفلِ معانی کی پرورشِ اسماء و توحید کے ہمیشہ درد سے کرنا چاہیئے۔	۶۳	علم کی چار قسمیں شریعتِ طریقتِ معرفت اور حقیقت ہیں
۶۷	باطن میں اللہ تعالیٰ کے جمال کے سوا کچھ بھی نہیں۔	۶۳	شریعت جہاد، طریقت شاخیں اور معرفت پتے حقیقت
۶۷	انسان دو مرتبہ پیدا ہونے کے بعد ظاہر ہو جاتا ہے۔	۶۳	بھل اور ان سب کا جامع قرآن ہے۔
۶۷	علمِ شریعت و حقیقت کا نور ایک جگہ جمع ہونے کا نتیجہ	۶۳	تفسیر عوام کیلئے اور توادیل خواص کے لئے ہے۔
۶۷	پانچویں فصل توبہ و تلقین کے بیان میں۔	۶۳	دائرہ شریعت میں نفس کا دوسوہ ہے۔
۶۷	الائق اصحاب کی تلقین اور خالص توبہ کے بغیر مرتبہ	۶۳	دائرہ طریقت میں مکروہ فریب کا دوسوہ ہے۔
۶۷	حاصل نہیں ہوتے۔	۶۳	دائرہ معرفت میں شرک خفی کے ذریعہ دوسوہ ہے۔
۶۷	کسی زندہ دل سے توحید کا تخم حاصل کرنے پر ہی	۶۳	دائرہ حقیقت میں کوئی دوسوہ نہیں۔
۶۷	قلب کو زندگی ملتی ہے۔	۶۳	تجلی ذات کے بغیر بشری صفات فنا نہیں ہوتے۔
۶۷	جبرئیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر حضور	۶۵	ہزار کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی روحانیت نصیب
۶۷	کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کلمہ کا تین تین یا تلقین فرمایا	۶۵	ہونا ضروری نہیں۔
۶۷	جہادِ اضعف سے جہادِ اکبر کی طرف آنے سے کیا مراد ہے۔	۶۵	محض علمِ ظاہر کے ذریعہ بارگاہِ قرب میں عالم کا گزرتا ہے
۶۷	وحشیانہ اور شیطانی عادتیں۔	۶۵	علم کا شیطان ملک ہے۔
۷۱	توبہ کرنے والا اور توبہ میں فرق۔	۶۵	عارف کا شیطان ملکوت ہے۔
۷۱	توبہ کی دو قسمیں ہیں۔	۶۵	واقف کا شیطان جبروت ہے۔
۷۱	کسب و جود گناہ ہے۔	۶۵	جو تینوں شیطانوں سے راضی ہو وہ بارگاہِ الہی میں مردود ہوتا ہے
۷۱	حضور ہر روز ایک سو بار استغفار فرمایا کرتے تھے۔	۶۵	اللہ نے اپنے حکم کے ساتھ اسکے اندازہ سے واقفیت
			بھی مرحمت فرمائی۔

انابہ کس کو کہتے ہیں۔

نبی اور ولی کے درمیان فرق کیلئے۔

ولایتِ محمدی نبوت کا حصہ ہے۔

ایک رازِ یوشبِ معراج میں حضور کو تیس ہزار بار ودیعت فرمایا گیا۔

سترے سے علمِ باطن کی رہنمائی۔

علماء و مشائخ اپنے اپنے سلسلہ کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پیوستہ ہیں۔

علم کا مغز، پوست اور پوست کا پوست۔

علماء کرام کی ہم نشینی اور حکماء کی باتیں سنتا لازم ہے

اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے زندہ فرماتا ہے

لوح محفوظ، جبروت اور قربِ خاص سے کیا مراد ہے

یحییٰ فصل توحید کی معرفت کی روشنی میں اپنے

باطن کی صفائی کے ذریعہ صوفی بننے کے بیان میں۔

صوفی کا نام کس لئے مشہور ہوا۔

تصوف کے چار حروف تاء، صاد، واو اور فاء سے

کیا مراد ہے۔

تاء، توبہ سے ہے۔ توبہ کی اقسام اور حصول کا طریقہ۔

صاد مفا سے ہے۔ صفا کی اقسام اور حصول کا طریقہ۔

۷۳

۷۳

۷۳

۷۳

۷۵

۷۵

۷۵

۷۷

۷۷

۷۷

۷۷

۷۷

۷۷

۷۷

۷۷

۷۷

۸۱ کن بشری کدورتوں کو دل سے دور کرنے پر تلب کی

۸۱ لگائی حاصل ہوتی ہے۔

۸۱ اللہ تعالیٰ کے ذکرِ جہری کے ذریعہ کدورتوں سے

۸۱ پاکی صفائی ہوتی ہے۔

۸۱ داؤد ولایت سے ہے۔ اسکے حصول کا طریقہ

۸۱ قافنا سے ہے اور اس کی تفصیل۔

۸۳ نیک عمل کا نتیجہ انسانی حقیقت کی زندگی یعنی

۸۳ طفل معانی ہے۔

۸۳ فنا و بقا کا مقام اور انبیاء و اولیاء کا مرتبہ

۸۵ مسالوین فصل محفوظ اذکار کے بیان میں

۸۵ ذکر لا الہ الا اللہ کی فضیلت اور اسکی صورتیں

۸۵ ذکر جہری اور ذکر خفی۔

۸۵ زبان، قلب، فؤاد، سر کا پوشیدہ ذکر

۸۵ ذکرِ حلی و خفی کا روح پر کیا اثر ہوتا ہے۔

۸۷ کھڑے بیٹھے اور کدورتوں پر لیٹے ہوئے ذکر سے کیا مراد ہے

۸۹ انکھوس فصل ذکر کے شرائط کے بیان میں

۸۹ موت کے بعد قبر اور آخرت کی زندگی میں ذکرِ انوار

۸۹ حصولِ علم کے دوران قوت ہو جانے والے طالب علم کو

۸۹ قبر میں فرشتوں کے ذریعہ تعلیم معرفت دی جاتی ہے

۱۰۳	عذاب کے بغیر اور عذاب کے بعد جنت میں داخلہ کی صورتیں۔	۹۱	دنیا میں آخرت کا تخم پونا آخرت میں اسکی فصل کاٹنا
۱۰۳	نیک شخص سے بُرائی اور بُرے شخص سے نیکی بھی ہوتی ہے۔	۹۳	<b>نویں فصل</b> اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بیان میں
۱۰۵	ابلیس پر لعنت اور حضرت آدمؑ پر رحم کا سبب کیا تھا۔	۹۳	دیدارِ الہی کی دو قسمیں ہیں۔
۱۰۵	پانی مٹی، ہوا اور آگ جیسی اضداد ایک ہی جسم میں جمع کئے جانے کا سبب کیا ہے۔	۹۳	حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا دیدارِ الہی۔
۱۰۵	وجودِ کبریٰ کیا ہے۔	۹۳	مومن کے قلب کی تشریح طاق و چیراغ کی مثل سے۔
۱۰۵	انسان اسم "جامع" کا نمونہ ہے۔	۹۵	نور کو حدوث و عدم اور طلوع و غروب نہیں ہوتا بلکہ ازلی ہے۔
۱۰۵	قرشتے اسم "سبح" و قدوس کا نمونہ ہیں۔	۹۵	انوار و تجلیاتِ الہی کے رازِ مربوطہ کا نام ہی طفلِ معانی ہے۔
۱۰۵	ابلیس اسم "جبار" کا نمونہ ہے۔	۹۵	تجلی ذات و صفات اور ان کے نتائج۔
۱۰۷	نبیاء و کرام کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔	۹۹	<b>دسویں فصل</b> تائید اور روشن جواب کے بیان میں
۱۰۷	اولیاء و کرام معصوم نہیں ہوتے بلکہ کمالِ دلالت کے بعد محفوظ ہو جاتے ہیں۔	۹۹	قلب کے باطن کی دو آنکھیں لائیں۔
۱۰۷	سعادت کی پانچ علامات	۱۰۱	اللہ سے ملنے کا مطلب کیا ہے۔
۱۰۷	شقاوت کی پانچ علامات	۱۰۳	گیارہویں فصل سعادت (نیکی) اور شقاوت (بدعتی) کے بیان میں۔
۱۰۷	نیک شخص کی چار علامات	۱۰۳	انسان کی نیکی غالب ہو تو شقاوت بھی سعادت سے تبدیل ہو جائے۔
۱۰۷	بُورے شخص کی چار علامات	۱۰۳	نفسانی خواہشات کی پیروی سے باہر عکس ہوتی ہے۔
۲۰۷	تربیت سے شقاوت سعادت میں بدل جاتی ہے۔	۱۰۳	میزان کس لئے بنایا گیا۔

۱۱۳	شریعت طہارت اور معرفت کے نور کی مختلف لباس کے رنگوں سے ہم آہنگی۔	۱۰۶	ہر شخص پیدا تو فطرت اسلام پر ہوتا ہے لیکن اس کے باپ یہودی، نصرانی اور عجمی ہوتے ہیں۔
۱۱۳	دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔	۱۰۷	ہر شخص میں سعادت اور شقاوت کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔
۱۱۵	حضورؐ نے سیاہ علامہ اور سیاہ لباس کیوں زیب تن کیا	۱۰۷	نیک ہونے یا بُرا ہونے سے کیا مراد ہے۔
۱۱۵	انبیاء کرام پر آزمائش مقرر ہے اسکے بعد حبیبِ آرمائش	۱۱۱	بارہویں فصل فقراء کے بیان میں۔
۱۱۵	ذاتِ الہی کے نور کے سوا دوسرے کسی نور کا رنگ ظاہر نہیں ہوتا	۱۱۱	فقراء کا نام صوفیہ ہے۔
۱۱۵	اہلِ قرب کا محبوب، مطلوب اور مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہے	۱۱۱	چار علم شریعت، طہارت، معرفت اور حقیقت کی تشریح۔
۱۱۷	تیرھویں فصل طہارت کے بیان میں۔	۱۱۱	چار ارواح جسمانی، ربانی، سلطانی و قدسی کی تشریح
۱۱۷	طہارت کی دو قسمیں ظاہری و باطنی اور انکی تعریف	۱۱۱	چار تجلیات الٰہیہ افعال، صفات و ذات کی تشریح
۱۱۷	شرعی وضو اور باطنی وضو کی تجدید۔	۱۱۱	عقل معاشی، عقل عادی و عقل کل کی تشریح۔
۱۱۹	چودھویں فصل شریعت اور طہارت کی نماز کے بیان میں۔	۱۱۱	جنت المادوی اور جنت الفردوس کے مستحق کون ہیں۔
۱۱۹	شریعت کی نماز جسم کے ظاہری اعضاء کی حرکت سے ادا ہوتی ہے۔	۱۱۱	فقراء عارفین صاحبانِ تصوف ہیں۔
۱۱۹	صلوٰۃ وسطی سے مراد قلب کی خانہ ہے جو نماز طہارت کا	۱۱۱	حدیث فقر میرے لئے موجبِ فخر ہے۔
۱۱۹	قلبِ رحمن کی دو انگلیوں یعنی لطف و قہر کی صفوں کے درمیان ہے۔	۱۱۱	حدیث قدسی کہ زمین و آسمان مجھے نہ سما سکے مگر بندہ مومن کے قلب نے بچھ لیا۔
۱۱۹	حضورؐ کی قلب کے بغیر کوئی نماز نہیں۔	۱۱۳	دیدارِ الہی کے مشاقق کے تین لباس ہیں۔
		۱۱۳	مبتدی کے لئے بکری کا اون، متوسط کیلئے بھیر کا اون اور منتہی کے لئے روئی کا لباس۔



۱۲۳	باطنی آنکھ میں تو حید کے نور کے ساتھ اسماء توحید کا درد کرنے پر تجلی انوار ذات ظاہر ہوتی ہے۔	۱۱۹	قلب وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جس کی صحت و فساد پر بدن کی صحت و فساد کا دار و مدار ہے۔
۱۲۴	ذات الہی کے سوا ہر چیز فانی ہے۔	۱۱۹	شرعیات کی نماز پانچ مرتبہ اور طریقت کی نماز ہمیشہ عمر بھر ہے۔
۱۲۳	عالم نحو میں عقل یا کوئی غیر خدا باقی نہیں۔	۱۲۱	نماز طریقت کی مسجد جماعت امام اور قبلہ
۱۲۳	حضور کی خلوت کے وقت ہمیشہ کوئی بھی مقرب فرشتہ یا کوئی بھی مرسل موجود نہیں رہتا۔	۱۲۱	قلب نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔
۱۲۵	تجربہ سے مراد تمام بشری صفات کا فنا ہو جانا	۱۲۱	انبیاء کرام اپنے گھروں کی طرح اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔
۱۲۷	سو گھوڑوں فصل شریعت و طریقت کی زکوٰۃ کے بیان میں۔	۱۲۱	ظاہر و باطنی طور پر شریعت و طریقت کی نماز کی یکجائی سے مکمل نماز ہوتی ہے۔
۱۲۷	شرعیات اور طریقت کی زکوٰۃ کیا ہے۔	۱۲۱	حیات قلب کے بغیر طریقت کی نماز ناقص ہے۔
۱۲۷	زکوٰۃ کا حد و قیود فقیر کے ہاتھ سے پہلے خدا کے دست قدرت میں پہنچا ہے۔	۱۲۳	پندرہ سو فصل عالم تجرید میں معرفت کی طہارت کے بیان میں۔
۱۲۷	مفسس اللہ کی امان میں ہوتا ہے۔	۱۲۳	طہارت معرفت کی دو قسمیں
۱۲۷	اللہ کو قرض حسنہ دینے سے کیا مراد ہے۔	۱۲۳	معرفت صفات اور معرفت ذات کی طہارت حاصل کرنے کے طریقے۔
۱۲۹	ستر سو فصل شریعت و طریقت کے روزہ کے بیان میں۔	۱۲۳	مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔
۱۲۹	شرعیات و طریقت کے روزہ سے کیا مراد ہے۔	۱۲۳	مومن مومن کا آئینہ ہے۔
۱۲۹	شرعیات کا روزہ و قیود اور طریقت کا روزہ الہی	۱۲۳	عالم فانی کربا ہے اور عالم حقیقی گری کرتا ہے۔
۱۲۹	روزہ کی دو خوشیاں ہیں۔	۱۲۳	

۱۳۵	عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا بھید ہے۔	۱۲۹	شریعت و طریقت کے اقطار سے کیا مراد ہے۔
۱۳۷	انیسویں فصل وجد اور اسکی صفات کے بیان میں۔	۱۲۹	حقیقت کا روزہ کیا ہے۔
۱۳۷	جو اللہ کیلئے وجد میں نہ آئے اس کا کوئی دین نہیں	۱۲۹	حقیقت کا روزہ کس طرح ٹوٹ جاتا ہے۔
۱۳۷	وجد کے بارے میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۱۳۱	آٹھارویں فصل شریعت و طریقت کے حج کے بیان میں۔
۱۳۷	وجد کی دو قسمیں (۱) جسمانی نفسانی (۲) روحانی حقیقی	۱۳۱	شریعت کا حج اور اس کے ارکان و شرائط کیا ہیں
۱۳۷	وجد نفسانی اور وجد روحانی کی مثالوں سے تشریح	۱۳۱	طریقت کا حج اور اسکے ارکان و شرائط کیا ہیں
۱۳۹	حکمت محبت و عشق کے اشعار اور جذباتی آواز میں	۱۳۱	طریقت کے احرام، کعبہ عرفات مزدلفہ صومی اور قربانی کیا ہے۔
۱۳۹	روح کیلئے نورانی قوت ہیں۔	۱۳۱	طواف، وقوف اور قربانی کیلئے اسماء۔
۱۳۹	روحانی وجد کی کیفیت نور کو نور سے ملاتی ہے۔	۱۳۳	کوہِ ایمان عرش کے اطراف دو مقامات اور بعد
۱۳۹	نفسانی وجد شیطان اور ظلماتی ہوتا ہے۔	۱۳۳	رب کے درمیان دو سیاه و سفید پردے ہیں۔
۱۳۹	حرکت وجد کی دو قسمیں اختیاری، اضطراری ہیں۔	۱۳۳	نویں اور دسویں اسم کی پابندی سے حرم میں داخل ہونا اور معتکف ہونا۔
۱۳۹	وجد و سماع کی تحریک عاشقوں اور عارفوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔	۱۳۳	گیارہویں اسم کے ساتھ طواف کی سات چکر ہیں۔
۱۳۹	وجد و سماع مجبین کی غذا ہے اور طالبوں کو قوت دیتی ہے۔	۱۳۳	بارہویں اسم سے پینا ہے۔
۱۳۹	سماع خواص کیلئے فرض، مجبین کیلئے سنت اور غافلوں کے لئے بدعت ہے۔	۱۳۵	تیرہویں اسم سے اپنے اصلی وطن کی طرف لوٹنا ہے
۱۳۹	وجد کی حرکت دس صورتوں پر ہے۔	۱۳۵	علم ایک پرستیدہ حالت میں ہے جسکو علماء حق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱
۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲
۱۵۳	۱۵۳	۱۵۳	۱۵۳
۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴
۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵
۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶
۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷
۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸
۱۵۹	۱۵۹	۱۵۹	۱۵۹
۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰
۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱
۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲
۱۶۳	۱۶۳	۱۶۳	۱۶۳
۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴
۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶
۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹
۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰
۱۷۱	۱۷۱	۱۷۱	۱۷۱
۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴
۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵
۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
۱۷۷	۱۷۷	۱۷۷	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹
۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰
۱۸۱	۱۸۱	۱۸۱	۱۸۱
۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲
۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳
۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴
۱۸۵	۱۸۵	۱۸۵	۱۸۵
۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶
۱۸۷	۱۸۷	۱۸۷	۱۸۷
۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸
۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹
۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰
۱۹۱	۱۹۱	۱۹۱	۱۹۱
۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲
۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳
۱۹۴	۱۹۴	۱۹۴	۱۹۴
۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۶	۱۹۶	۱۹۶
۱۹۷	۱۹۷	۱۹۷	۱۹۷
۱۹۸	۱۹۸	۱۹۸	۱۹۸
۱۹۹	۱۹۹	۱۹۹	۱۹۹
۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰

- ۱۵۷ حضورؐ نے رب کو بے ریش نوجوان کی صورت میں دیکھا
- ۱۵۸ حقیقت مجھ کو دیکھنے کی صلاحیت کس میں ہو سکتی ہے
- ۱۵۹ اللہ کا حیدر انورانی بشری صورت میں درست ہے۔
- ۱۵۹ حضرت بائزیدؒ کا قول ”سبحانی کا عظم غانی“
- ۱۵۹ حضرت جنیدؒ کا قول ”لیس فی جیتی سوی اللہ“
- ۱۵۹ دنیا میں حضور اللہ کے سوا کسی کے بھی محتاج نہیں ہیں۔
- ۱۶۱ امدادِ جسمانی، روحانی، سلطانی و قدسی کی ترتیب۔
- ۱۶۳ بری عادتوں کے نسبتِ ثواب، امارہ، لواہ، طہمہ سے منسوب ہے۔
- ۱۶۳ تہذوہ، شیر، رچھ اور بھیریا کی تعبیر کیا ہے۔
- ۱۶۳ سور، خرگوش، لکڑی، چیتا، بیہوشی، سانپ، بچھو اور شہد کی مکھی کی تعبیر کیا ہے۔
- ۱۶۳ نفسِ الملوہ کا قویٰ کی صورت میں، نفسِ لواہ، یہودیوں کی صورت میں، اور نفسِ طہمہ نصرانیوں کی صورت میں نظر آتا ہے۔
- ۱۶۵ بیسویں فصل اہل تصوف کے بیان میں
- ۱۶۵ اہل تصوف کے بارہ گروہ ہیں۔
- ۱۶۵ اہل سنت والجماعت کے افعال و اقوال، خیریت و طریقت کے موافق ہیں۔
- ۱۶۷ دوسرے گیارہ گروہوں کی تفصیل۔
- ۱۶۹ حضرت علیؑ کے جذباتِ روحانی، مشائخ طریقت تک وسعت پائے۔
- ۱۶۹ قلندر حیدر، ادھم سے وابستہ شاخیں۔
- ۱۶۹ عرفان حاصل کرنے کیلئے اہل حق کے دو شواہد ظاہر و باطن اور اس کی تفصیل۔
- ۱۷۱ بیسویں فصل خاتمہ کے بیان میں۔
- ۱۷۱ سالک کی صفات و خصوصیات۔
- ۱۷۱ اولیاء کی کرامات، مکر و استدراج سے محفوظ ہیں۔
- ۱۷۱ خاتمہ برائے ہونے کا خوف کرنا خاتمہ برائے ہونے سے نجات پانے کا سبب ہے۔
- ۱۷۱ تندہ رقی کی حالت میں خوف اور بیماری کی حالت میں اُمید غالب ہوتی ہے۔
- ۱۷۱ مومن کا خوف اور اُمید دونوں وزن میں برابر نہیں۔
- ۱۷۱ نزع کے وقت مومن کا فضل الہی یقین ہونا چاہیے۔
- ۱۷۱ فضل الہی کی خاطر کن جذبات سے رجوع خدا ہوتا ہے۔
- ۱۷۳ عالم درجات تا عالم قربت کے نو نام اور تین اسماء توحید جملہ بارہ اسماء اصول ہیں۔

۲۱۱	حضرت بایزید بطامیؒ	۱۹۷	بخل	۱۸۲	تصوف صوفی	۱۷۴	حواشی
۲۱۱	حضرت جنید بغدادیؒ	۱۹۸	بغض	۱۸۲	اخلاص	۱۷۴	اللہ
۲۱۱	حضرت عبد اللہؒ	۱۹۸	حد	۱۸۳	النس	۱۷۴	ازل ابد
۲۱۲	حضرت قاضی عیاضؒ	۱۹۹	حرص	۱۸۳	قرب	۱۷۴	ذات
۲۱۲	حضرت امام غزالیؒ	۱۹۹	تکبر	۱۸۳	توبہ	۱۷۴	برزخ
۲۱۳	حضرت نجم الدین رازیؒ	۲۰۱	غیبت	۱۸۵	فقہ	۱۷۵	تجربہ
۲۱۴	حضرت جلال الدین رومیؒ	۲۰۲	شہوت	۱۸۶	صبر	۱۷۶	قائما بقا
۲۱۴	حضرت فخر الدین رازیؒ		متفرقات :-	۱۸۷	توکل	۱۷۶	منزل
۲۱۵	ماخذ	۲۰۴	روحانی دوکانات		رضا	۱۷۷	ناسوت ملکوت جبروت لاہوت
۲۱۶	قطب تارخ	۲۰۵	جدول	۱۸۸	خوف	۱۷۷	سیر
		۲۰۶	علم کی تشریح	۱۸۹	رجاء	۱۷۸	تجلی
		۲۰۶	صلوۃ تسبیح	۱۹۰	شکر	۱۷۸	جسم
		۲۰۹	کرامت	۱۹۱	زہد	۱۷۸	جوہر
		۲۰۹	استدراج	۱۹۲	ذکر	۱۷۸	عرض
		۲۰۹	رضی اللہ عنہ لکھنے	۱۹۳	دورح	۱۷۹	روح
		۲۱۰	مختصر تذکرہ	۱۹۵	نفسانی خواہشات	۱۸۰	احوال و مقامات
			صوفیہ کرام		ادب برے اخلاق		صوفیہ
		۲۱۰	حضرت شفیق بلخیؒ	۱۹۵	نفس	۱۸۰	شریعت و لہقت
		۲۱۰	حضرت یحییٰ بن معاذؒ	۱۹۶	امارۃ المؤمنین علیہم السلام	۱۸۱	حقیقت معرفت

هذه الرسالة من الامير  
من البقاع

سيدنا شيخ الاسلام والمسلمين الشيخ عبد القادر الكيلاني (رحمته)

ونفعنا الله بالمسلمين من بركاته

(ابتدا)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى لَوْحِ الدِّينِ هُوَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْفَاقِدِ الْعَلِيمِ النَّاطِقِ الْغَلِيظِ  
الْمَجُودِ الْكَرِيمِ الرَّبِّ الرَّحِيمِ هُوَ مُنْزِلُ الذِّكْرِ الْحَكِيمِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ عَلَى الْمُبْعُوثِ بِالدِّينِ  
الْقَرِيبِ وَالْقَرِاطِ الْمُسْتَفِيمِ خَاتَمِ الرِّسَالَةِ وَالْهَادِي مِنَ الصَّلَاةِ وَالْمُشْرِفِ الْمُرْسَلِ  
بِأَشْرَفِ الْكُتُبِ إِلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّبِيُّ الْعَرَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ الْمُتَّقِينَ  
وَأَحْبَابِهِ الْأَخْيَارِ الْمُتَخَبِّينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا وَحَمْدًا كَثِيرًا كَثِيرًا وَبَعْدُ فَإِنَّ الْعِلْمَ  
أَشْرَفُ مَنْفَعَةٍ وَأَجَلُ مَرْتَبَةٍ وَأَجْمَى مَفْخَرَةٍ وَأَوْفَى مَجْدَةٍ إِذْ بِهِ يَتَوَصَّلُ إِلَى رَحْمَةِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَتَصْدُقُ الْأَنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلِينَ خَوَاصُّ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ اجْتَنَبُوا إِلَى مَعَالِمِ  
دِينِهِ وَهَذَا هُوَ مَزِيدُ الْفَضْلِ أَشْرَفُهُمْ وَأَصْطَفَاهُمْ وَهُوَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَخُلَفَاؤُهُمْ  
وَأَرْحَمَةُ سَادَاتِ الْمُرْسَلِينَ وَعَزَافُهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ  
الَّذِينَ أَصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ أَغْلَى"

# سیرالانوار کا ترجمہ نورالانوار

پید سالہ سیرالانوار ہمارے مزار شیخ الاسلام والمسلمین  
(حضرت) شیخ عبدالقادر گیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
کی تالیفات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور مسلمانوں کو اپنی برکتوں سے مالا مال فرمائے  
(آغاز)

”اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے“

اور اللہ (تعالیٰ) ہمارے آقا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل (پاک)

پر اور آپ کے اصحاب (کرام) پر تار و جزا کثرت سے درود اور خوب سلام بھیجے۔ تمام تعریف اللہ کے لئے جو قدرت  
والا، علم والا، دیکھنے والا، علم والا، جو دو کرم والا، پروردگار رحم والا (اور) ذکر حکیم قرآن عظیم کو (انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)  
پر نازل فرمانے والا ہے جو سچے دین اور سیدھی راہ کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ رسالت جن پر ختم ہو گئی اور جو  
مگر اس سے ہدایت کی طرف لانے والا ہے اور جن کو بزرگ ترین کتاب کے ساتھ عربی عجم کی طرف بھیجے جائیگا شرف عطا فرمایا  
گیا (یعنی) نبی عرب (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی ہدایت یافتہ آل پر اور آپ کے برگزیدہ و  
پسندیدہ اصحاب پر درود بھیجے۔

اور سلام شایان و حمد پائیاں کے بعد یہ علم نہایت شریف بخوبی ہے اور اعلیٰ ترین مرتبہ ہے اور نہایت بارونی تہذیب و افتخار اور  
نہایت نفع بخش تجارت ہے کہ رب العالمین کی توحید تک ساری حاصل کرنے اور نبیوں اور رسولوں کی تصدیق سے ہمکنار ہو سکیا ذریعہ  
وہ بندے جو خاصا لکھنا میں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی امتیازی نشانیوں کے لئے چن لیا ہے اور انہیں مزید فضل سے ہوا  
بخشی انہیں فضیلت عطا کی اور انہیں پسند فرمایا اور وہی نبیوں کے وارث و جانشین ہیں سادات مسلمین کے نمونے اور ان کے رتبہ و منزلت  
میں جیسا کہ ارشاد الہی ہے، ہر مہم نے اپنے اپنے لئے ہوئے بندگی کو کتاب و وارث کیا تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے  
اور ان میں کوئی مسلمانہ چال پر ہے اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو جھگڑائیوں پر سبقت لے جائیو والا ہے۔“

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ بِالْعِلْمِ يُحِبُّهُمْ أَهْلُ السَّمَاءِ إِلَى يَوْمِ  
الْقِيَامَةِ" وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "يُنَبِّئُ اللَّهُ الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوَمِيمَهُمُ الْعُلَمَاءُ نَقُولُ  
يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ إِنِّي لَوَاضِعٌ عَلَيْكُمْ فَيَكُونُ إِلَّا لِعِلْمِي بِكُمْ وَلَمْ أَصْنَعُهُ فَيَكُونُ لَا عَذَابَ بَكُمْ  
إِنْ طَلَقُوا إِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَجَعَلَ  
الْجَنَّةَ الدَّرَجَةَ حَطًّا لِلْعَابِدِينَ وَالْمَرْبَةَ لِلْعَارِفِينَ ٥ مَا بَعْدُ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى رُوحَ  
مُحَمَّدٍ ﷺ وَرَجَّاهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُذِّي "وَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِنْ نُورٍ  
وَجَمِّي" وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ رُوحِي أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَأَوَّلُ  
مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ وَأَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ" وَالْمُرَادُ مِنْهُمْ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَهُوَ  
الْحَقِيقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ ﷺ لَكِنْ سَمَّيْتُ نُورَ الْيَكُونِيَّةِ صَافِيًا عَنِ الظُّلُمَاتِ الْبَهْلِيَّةِ  
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ" مَادُهُ "وَسَمَّيْتُ عَقْلًا لِكُونِهِ  
مُدْرِكًا لِلْكَلِّيَّاتِ وَقَلَمًا لِكُونِهِ سَبَبًا لِلنَّفْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ الْقَلَمَ سَبَبٌ لِلنَّفْلِ الْعِلْمِ فِي  
عَالَمِ الْحُرُوفَاتِ فَالرُّوحُ الْمُحَمَّدِيَّةُ خُلَاصَةُ الْأَحْوَانِ وَأَوَّلُ الْكَائِنَاتِ وَأَصْلُهَا  
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي فَيَخْلُقُ مِنْهُ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا فِي  
عَالَمِ اللَّاهُوتِ فِي أَحْسَنِ التَّقْوِيمِ الْحَقِيقِيِّ وَهُوَ اسْمُ جَمَلَةِ الْإِنْسِ فِي ذَلِكَ الْعَالَمِ  
وَهُوَ الْمَوْطِنُ الْأَصْلِيُّ فَلَمَّا مَضَى عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ أَلْفِ سَنَةٍ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْعُرْشَ  
مِنْ نُورِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَوَّأَ فِي الْكَلِّيَّاتِ مِنْهُ فَرْدَ الْأَزْوَاجِ  
الْخَدْرِيِّ أَسْفَلَ الْكَائِنَاتِ اغْنَى الْأَجْسَادَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ  
سُفْلِينَ" بِعَيْنٍ أَنْزَلَهُمْ وَأَوَّلًا مِنْ عَالَمِ اللَّاهُوتِ إِلَى عَالَمِ الْخَبْرُوتِ وَالْبَسْمُ  
لِلَّهِ تَعَالَى بِتَوَارِخِ الْخَبْرُوتِ كِسْرَةً بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَهُوَ الرُّوحُ السُّلْطَانِيُّ شَمْسٌ



چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”علماء نبیوں کے وارث ہیں جنہیں علم کے سبب آسمان والے تاروز قیامت محبوب رکھیں گے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہ ”اسے تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو اٹھائے گا پھر ان میں علماء کو امتیاز عطا کرے گا اور شاہد ہوگا اے علماء کی جماعت میں نے تمہیں علم اسلئے عطا کیا کہ میں تمہیں سکاہل جانا اور

اسلئے (علم) عطا نہیں کیا تمہیں سزاؤں عجزت کی طرف جاؤ کہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے“ اور ہر حال میں تمام تعریف اللہ (تعالیٰ) کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور جنت کو جو درجہ درجہ ہے عابدوں کیلئے حصہ اور عارفوں کیلئے قرب (کا مقام) بنایا۔ اسکے بعد جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو پیدا فرمایا تو اپنے جمال کو روشن فرمایا جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میری ذات کے نور سے پیدا کیا“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اللہ نے سب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ میری روح ہے اور اللہ نے سب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے اور اللہ نے سب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ قلم ہے اور اللہ منتخب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ عقل ہے اور ان سب سے مراد ایک ہی شے ہے اور وہ ہے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اس کے وجود کا نام نور اس لئے رکھا کہ وہ بڑی بڑی ظلمتوں سے پاک و صاف ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب“ اور اسکے وجود کا نام عقل اس لئے رکھا کہ وہ کلیات سمجھنے والی ہے اور اس کو قلم کا نام اسلئے دیا کہ وہ علم کو نقل کرنے کا سبب ہے جیسا کہ دنیا کے حروف میں قلم واقعی علم کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہے لہذا روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات کا خلاصہ ہے اور کائنات کی ابتداء اور اصل بھی ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”میں اللہ (کے نور) سے ہوں اور ایمان والے میرے (نور خاص) سے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی (روح اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلالہ و اح کو عالم لاہوت میں بہترین صورت حقیقی پیدا فرمایا اور اس عالم میں وہ مجسم بن کر انسان سے وہی مراد ہے اور وہی اصلی وطن ہے پس جب ان پر چار ہزار برس کا زمانہ گزر گیا تو اللہ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش کو اور اس سے باقی سب چیزوں کو پیدا فرمایا اور پھر ارواح کائنات کے سب سے نیچے کے درجہ یعنی حملوں میں لوٹا دی گئیں۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے ”پھر اسی کو سب سے نیچے حالت کی طرف پھیر دیا یعنی سب سے پہلے ان کو عالم لاہوت سے عالم جبروت کی طرف آتا اور اللہ تعالیٰ نے دلوں مقدسہ و حد و کے درمیان انہیں بہرتی نور کا پیر بنیاد دیا اور وہی روح سلطانی ہے پھر

اَنْزَلْنَاهُ فِي الْكِتَابِ الْمَكِينِ الْمَكِينُ تَرْكَاهُ يَنْزِلُ الرُّوحُ وَهُوَ الرُّوحُ الْحَيَّانِيَّةُ  
 تَرْكَاهُ يَنْزِلُ الرُّوحُ الْمَكِينُ وَكَسَاهُ يَنْزِلُ الرُّوحُ الْحَيَّانِيَّةُ تَرْكَاهُ يَنْزِلُ الرُّوحُ الْحَيَّانِيَّةُ  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ ارْتَأَى أَنْ تَخْلُقَ فِي الرُّوحِ الْحَيَّانِيَّةِ  
 فَدَخَلَ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ تَعَالَى وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي جَمْرًا ٢٩ فَلَمَّا تَقَلَّتْ الرُّوحُ  
 بِالْأَجْسَادِ نَسِيتُ مَا اتَّخَذْتُ مِنْ عَهْدِ اللَّهِ الْمِيثَاقَ فِي يَوْمٍ ٣٠ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ أَمْرًا ٣١ فَكَلَّمَ  
 تَرْجِعُ إِلَى الْوَلَدِ فَتَرْجِعُ الرُّوحُ الْمُسْتَعَانُ عَلَيْهِمْ فَانْزِلْ لَهُمْ كُنَّا بِأَسْمَاءِ تَائِدِ ذِكْرَهُ لِهَوْبِ ذَلِكَ  
 الرُّوحِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَذَكَرْهُمْ يَا أَيُّهَا اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ ٣٥ أَيُّ أَيَّامٍ وَصَالِهِ فِيمَا سَبَقَ مَعَ  
 الرُّوحِ فَجَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جَاءُوا فِي الدُّنْيَا وَدَهَبُوا إِلَى الْآخِرَةِ لِذَلِكَ  
 التَّغْيِيهِ وَكُلَّمَا يَذْكُرُ مِنْهُ وَطَنَهُ الْأَصْلِي يَرْجِعُ وَيَسْأَلُ الْيَدِ وَيَصِلُ إِلَى الْعَالَمِ  
 الْأَصْلِيِّ حَتَّى يُنْزِلَ الشُّبْرَةَ إِلَى الرُّوحِ الْأَعْظَمِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ  
 أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَكُلِّ الْحَيَاتِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ فَأَرْسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
 إِلَى هَؤُلَاءِ النَّاسِ الْغَافِلِينَ لِيَفْقَهُ عَنْ بَصِيرَةٍ مِمَّنْ نَزَمَ الْغَفْلَةَ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَوَصَالِهِ  
 وَلِقَاءِ حَمَالِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَعْقِلُ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعْتَنِي ٣٦  
 فَلْيَبْصِرْهُ عَنْ الرُّوحِ تَفْقَهُ فِي مَقَامِ الْفَوَادِلِ لِأَيَّامٍ وَذَلِكَ لَا يَحْصُلُ بِعِلْمِ الظَّاهِرِ بَلْ  
 بِعِلْمِ الْبَاطِنِ اللَّدُنِّي كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ٣٧ فَالْوَجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ  
 تَحْصِيلُ تِلْكَ الْغَيْبِ مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ بِأَخْذِ التَّلْفِينِ مِنْ وَلِيِّ مُرْشِدٍ يُخْبِرُ مِنْ عَالَمِ  
 الْأَهْوِيَّاتِ فَإِنَّهَا الْإِخْرَانُ انْتَبَهُوا وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ بِالتَّوْبَةِ فَادْخُلُوا  
 فِي الطَّرِيقِ وَارْجِعُوا إِلَى رَبِّكُمْ مَعَ هَذِهِ الْفَوَائِدِ الرُّوحَانِيَّةِ فَعَنْ قَرِيبٍ يَنْفُطِحُ  
 الطَّرِيقُ وَلَا يُوجِدُ الرَّفِيقُ إِلَى ذَلِكَ الْعَالَمِ فَاجْلِسْ تَابِتٌ نَقِيَّةً هَذِهِ

انہیں اسی لباس میں عالم ملکوت میں آنا پھر انہیں ملکوتی نور کا پیرہن پہنا دیا اور وہی روحِ روحانی ہے پھر انہیں ملک میں آنا اور ملک کے نور کا پیرہن دیا اور وہ روحِ جسمانی ہے پھر جسموں کو پیدا فرمایا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”ہم نے تم کو اسی (زمین) سے پیدا کیا“ پھر اللہ تعالیٰ نے روتوں کو حکم دیا کہ وہ جسموں میں داخل ہو جائیں تو بحکمِ الہی وہ داخل ہو گئیں چنانچہ ارشادِ الہی ہے ”اور اس میں اپنی روح سے چھونک دیا“ پھر حجبِ روحیں جسموں کے ساتھ وابستہ ہو گئیں تو اللہ سے کئے گئے اس وعدہ و اقرار کو وہ بھول گئیں جو انہوں نے ”اَلَمْ نَشْرِكْ لَكَ مِنْ دُونِكَ شَيْئًا“ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، کے دل کیا تھا۔ پس وہ وطن کی جانب نہیں لوٹیں تو ان پر اس رحمن نے رحم فرمایا جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس ان کے لئے آسمانی کتاب نازل فرمائی تاکہ انہیں اس وطن کی یاد دلائی جائے۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور ان کو اللہ کے دلوں کی یاد دلا“ یعنی اللہ سے دھال کے وہ دن (یاد دلا) جن کا روتوں کو سابقہ ہوا تھا۔ پس سب انبیاء ان پر درود و سلام ہو، دنیا میں تشریف لائے اور آخرت کی جانب چلے گئے تاکہ اس سے آگاہی ہو اور وہ سب کے سب اسکے اصلی وطن کی ہی یاد دلاتے اور اسی کی طرف لوٹتے اور اسی کا اشتیاق ظاہر کرتے ہیں اور اصلی عالم سے جا ملے ہیں یہاں تک کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح اعظم کو نبوت کا فیضان عطا فرمایا گیا جو کہ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ پر اور جملہ انبیاء مرسلین پر افضل درود اور کرامت سلام ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب غافل انسانوں کی جانب بھیجا تاکہ خوابِ غفلت سے ان کی چشم بصیرت بیدار ہو جائے اور آپ نے انہیں اللہ اور اس کے دھال اور دیدارِ جمال کی طرف دعوت دی جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”آپ فرما دو یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میری اتباع کرتے ہیں بصیرت رکھتے ہیں“ تو بصیرتِ روح کی آنکھ ہوئی جو اولیاء کرام کے دل کے مقام پر کھلتی ہے اور وہ ظاہری علم سے نہیں بلکہ باطنی علم لدنی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور ہم نے اس کو اپنا علم لدنی عطا کیا۔“ پس انسان پر واجب ہے کہ اس آنکھ کو بصیرت والوں سے حاصل کرے ایک ایسے ولی مرشد کی تلقین کے ذریعہ جو عالمِ لاہوت سے مطلع کرے۔ پس اے بھائیو خبردار ہو جاؤ اور توبہ کے ذریعہ تمہارے پروردگار سے مغفرت پانے میں جلدی کرو اور راہ پر گامزن ہو جاؤ اور ان روحانی قافلوں کے ہمراہ اپنے پروردگار کی جانب رجوع ہو جاؤ پس قریب ہے کہ راستہ ٹوٹ جائیگا اور اس عالم تک رسالت دینے والا کوئی بھی نہ رہے گا پس ہم اسلئے نہیں آئے ہیں کہ ہمیں بے برسرِ پیکار ہوتے ہوئے

الدُّنْيَا الدِّينِيَّةُ الْآخِرَةُ ابْتِغَاءً لِلنَّقَاتِ مُهَيَّاتٍ قَدْ تَبَيَّنَ كُمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَيْرَ لَاحِلٍ أَمَّتِهِ  
 فِي الْآخِرِ الزَّمَانِ هَ عَلَيْنَا عِلْمَانِ ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ، بِحَقِّ الشَّرِيعَةِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَرَّ بِالشَّرِيعَةِ عَلَى  
 ظَاهِرِنَا وَبِالْمَعْرِفَةِ عَلَى بَاطِنِنَا لِيَسْتَجِبَ مِنْ أَجْمَاعِهِمَا الْحَقِيقَةُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَوْجِ الْبَحْرَيْنِ  
 يَلْتَقَيْنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيهِنِ حِجَابٌ" وَالْآ فَمَجَرَّدُ عِلْمِ الظَّاهِرِ لَا يَحْصُلُ الْحَقِيقَةُ وَلَا  
 يُوَصِّلُ إِلَى الْمَقْصُودِ وَالْعِبَادَةُ الْكَامِلَةُ يُمَا لَا تُوجَدُ إِلَّا مِنْهُمَا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ  
 وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ رَأَيْتُمْ أَيَّ لَبِيعٍ قُوْنِي فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ كَيْفَ يَعْبُدُهُ وَالْمَعْرِفَةُ إِنَّمَا تَحْصُلُ بِكَشْفِ  
 حِجَابِ النَّفْسِ عَنْ مِرَاةِ الْهَلْبِ كَمَا قَالَ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُؤْسِي "كَتَبْتُ كَثْرًا مُحْفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أَعْرِفَ فَخَلَقْتُ  
 الْخَلْقَ لِكَيْ أَعْرِفَ فَلَمَّا تَبَيَّنَ ذَلِكَ اللَّهُ خَلَقَ الْإِنْسَانَ لِمَعْرِفَتِهِ لَوْعَانَ مَعْرِفَةَ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَعْرِفَةَ  
 ذَلِكَ اللَّهُ تَعَالَى فَمَعْرِفَةُ صِفَاتِهِ لِكُونِ حَظِّ الْجِسْمِ فِي الدَّائِرِينَ وَمَعْرِفَتُهُ فِي ذَلِكَ تَكُونُ حَظَّ الرُّوحِ  
 الْفُؤْسِي فِي الْآخِرَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْفُؤْسِ بِقَوْلِهِ" وَهَاتَانِ الْمَعْرِفَتَانِ لَا تَحْصُدَانِ  
 إِلَّا بِالْعِلْمَيْنِ عِلْمِ الظَّاهِرِ وَعِلْمِ الْبَاطِنِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ بِاللِّسَانِ فَذَلِكَ حِجَّةُ  
 اللَّهِ تَعَالَى عَلَى ابْنِ آدَمَ وَعِلْمٌ بِالْجَنَانِ فَذَلِكَ عِلْمٌ نَافِعٌ، فَيَحْتَاجُ أَوَّلًا إِلَى عِلْمِ الشَّرِيعَةِ لِيَحْصُلَ الرُّوحُ  
 كِتَابُ الْبَدَنِ بِهِ وَهُوَ الدَّرَجَاتُ ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَى عِلْمِ الْبَاطِنِ لِيَحْصُلَ الرُّوحُ كَسْبُ الْمَعْرِفَةِ فِي عِلْمِ الْمَعْرِفَةِ  
 وَذَلِكَ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِتَرْكِ الرُّسُومَاتِ الَّتِي هِيَ مُخَالَفَةُ الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَحُصُولُ الْقَبُولِ الْمُسْتَقْبَلِ  
 الرُّوحَانِيَةِ لِإِضَاءَةِ اللَّهِ تَعَالَى بِلَا رِيَاءٍ وَلَا مُمْتَحَةٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فَمَنْ كَانَ مِنْ رُجُومِ الْفَأَرْيَدِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا  
 وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا كَيْفَ" وَعَالَمُ الْمَعْرِفَةِ عَالَمُ الدَّلَاهُوتِ وَهُوَ الْوَطْنُ الْأَصْلِيُّ الْمَذْكُورُ الَّذِي  
 خُلِقَ فِيهِ الرُّوحُ الْفُؤْسِي فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ وَالْمُرَادُ مِنَ الرُّوحِ الْفُؤْسِي الْإِنْسَانُ الْحَقِيقِيُّ الَّذِي أُودِعَ فِي  
 لَبِّ الْهَلْبِ بظهور وجوده بالنوبة والتلقين وملازمة كلمة لا اله الا الله بلسانه او لا وجوده بحياة  
 الهلب وكونه حياة الهلب يحصل بلسان الجنان وتسميته المستوصوفه حطفا له لنكار اخذها ان تولده من الهلب

اس بے وفا ویران دنیا کو سٹھری بنائیں پس تمہارے نبی آپ پر درود و سلام ہو آخری زمانے میں امت کے بارے میں فکر مند ہوئے۔ ہم پر دو علم لازم ہیں ظاہری باطنی یعنی شریعت اور معرفت پس ہمارا ظاہر شریعت کا پابند ہے اور ہمارا باطن معرفت کا پابند ہے تاکہ ان دونوں کے یکجا ہونے سے حقیقت حاصل ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اس سے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں پہلے ہوئے معلوم ہوں ان کے درمیان برّخ ہے ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے“ اور تنہا صرف علم ظاہر سے نہ حقیقت حاصل ہوتی ہے اور نہ منزل مقصود تک سائی ہوتی ہے اور ان دونوں کیساتھ ہی عبادت پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور ہم نے جن انسان کو محض عبادت کیلئے پیدا فرمایا اپنی میری معرفت کیلئے پس جس نے اسکی معرفت ہی نہیں حاصل کی تو وہ اسکی عبادت کو سطر ح کرے گا پس معرفت وہ ہے جو قلب کے آئینہ پر پڑے ہوئے نفس کے پردے کو اٹھانے سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”میں پوشیدہ خزانہ تھا پس میں چاہا کہ پھانجا جاؤں تو خلق کو پیدا کیا تاکہ پھانجا جاؤں“ پس ذات الہی الخ انسان کو پیدا کر کے واضح فرمادیا۔ اسکی معرفت دو قسموں پر ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت پس اسکی صفات کی معرفت داریں میں جسم کی معرفت کا سبب ہوتی ہے اور ذات کی معرفت آخرت میں روح قدسی کی معرفت کا سبب ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے اور ہم پاک روح سے اسکی مددگی اور یہ دونوں معرفتیں دو علوم (یعنی) ظاہری علم اور باطنی علم کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”علم دو قسم پر ہے (۱) وہ علم جو زبان سے متعلق ہے اور وہ اولادِ آدم پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور (۲) وہ علم جو دل سے متعلق ہے اور وہی علم نفع بخش ہے پس اس (انسان) کو سیکھئے پہلے علم شریعت کی ضرورت ہے تاکہ روح کے ذریعہ کسب حاصل کرے اور اس کے بعد ہی تا کہ علم معرفت میں روح اپنی معرفت کا کسب حاصل کرے اور وہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک شریعت طریقت کی خلاف ورزی کرنے والے ریت کو ترک نہ کیا جائے اور اسکا حصول روحانی پاکیزگی کی قبولیت سے ہی ممکن ہے جو کسی کو دکھانے یا سننے کی غرض سے ہرگز نہ ہو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تو جسے اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے پروردگار کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے“ اور عالم معرفت ہی عالم الہوت ہے اور وہی مذکورہ صلی وطن ہے جس میں روح قدسی کو اچھی صورت میں پیدا کیا گیا اور روح قدسی مراد وہ حقیقی انسان ہے جو قلب کی گہرائی میں (بطولات) محفوظ رکھا گیا اور اسکا وجود توبہ اور تلقین اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذکر پر پہلے زبان سے اس کے بعد حیات قلب کے ساتھ ہمیشہ قائم رہنے سے ظاہر ہوتا ہے اور حیات قلب کے بعد وہ زبان دل سے حاصل ہوتا ہے جس کو صوفیہ نے لفظ (بحیہ) کا نام دیا اسکی سچے چند نکات ہیں پہلا (ذکر) کہ قلب اسکی پیدائش اسی طرح

كَوَلَّدَ الْغُفْلَ مِنَ الْأُمِّ فَتَرَبَّيَتْهُ الْغُفْلُ كَتَرَبَّيَتْهُ الْأُمُّ لِلْوَلَدِ فَيَكْبُرُ قَلِيلًا وَقَلِيلًا إِلَى  
 السُّلُوعِ، وَالثَّانِيَةِ أَنَّ تَقَلُّمَ الْحِلْمِ لِلْأَطْفَالِ غَائِبًا فَتَعَلَّمُوا مِنْ عِلْمِ الْمَعْرِفَةِ لِهَذَا الْغُفْلِ  
 أَيْضًا وَالثَّلَاثَةَ أَنَّ هَذَا طِفْلٌ مُطَهَّرٌ مِنْ آدَامِ الدُّنُوبِ فِهَذَا أَيْضًا مُطَهَّرٌ مِنْ دَنَسِ الشِّرْكِ  
 وَالْغُفْلَةِ الْجَسَامِينَةِ، وَالرَّابِعَةَ أَنَّ الْأَكْثَرَ فِي الرُّوحِ يَرَى فِي هَذِهِ الصُّورَةِ الصَّافِيَةِ الْوَلَدَ  
 كَذَلِكَ يَرَى فِي الْمَنَاسِكِ عَلَى صُورَةِ الْأَمْرِدِ كَالْمَلِكِ، وَالخَامِسَةَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَصَفَ أَبْنَاءَهُ  
 جَنَّتِهِ بِالْغُفْلَةِ يَقُولُ تَعَالَى «يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى «وَعِلْمَانٌ  
 لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِي السُّبُوحِ» السَّادِسَةَ أَنَّ هَذَا الْإِسْمَ لَهُ بِإِعْثَابِ لَطَافِهِ وَنُظَافَتِهِ  
 وَالتَّابِعَةِ أَنَّ الْخَلْقَ عَلَيْهِ عَلَى الْجَزَائِرِ بِإِعْثَابِ تَقْلُفِهِ بِالْبَدَنِ وَتَمَثُّلِهِ بِصُورَةِ الْبَشَرِ بِنَاءً عَلَى  
 الْمَدَقِّ عَلَيْهِ لِأَجْلِ مَدَاحِهِ لِأَجْلِ اسْتِفْسَارِهِ وَنَظَرِهِ إِلَى بَدَايَةِ حَالِهِ وَهُوَ الْإِنْسَانُ  
 الْحَقِيقِيُّ لِأَنَّ لَهُ التَّنَسُّبَ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْجِسْمِ وَالْجَسَامِينِ لَيْسَ حَرَمًا لَهُ الْقَوْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ  
 السَّلَامُ «لِي مَعَ اللَّهِ وَقَدْ مُسْتَمَرَّ لَا يَسْعُ فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ» وَالْمُرَادُ مِنَ النَّبِيِّ  
 الْمُرْسَلِ بَشَرِيَّةُ النَّبِيِّ وَمِنْ الْمَلَكِ رُوحَانِيَّةُ الَّتِي خُلِفَتْ مِنْ نُورِ الْبَرُوتِ كَمَا أَنَّ الْمَلَكَ مِنْ نُورِ  
 الْبَرُوتِ فَلَا يَدْخُلُ مِنْ نُورِ اللَّاهُوتِ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «إِنَّ لِلَّهِ جَنَّةً لَا فِيهَا خُورٌ وَلَا قُصُورٌ  
 وَلَا جَنَانٌ وَلَا عُسْلٌ وَلَا لَبَنٌ بَلْ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «وَجْهٌ يُؤْمِنُ بِهَا صِرَاطٌ إِلَى  
 رَبِّهَا نَاطِقَةٌ» قِيَامُهُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ «سَتَرُونَ بِكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْفَتْرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ» وَلَوْ دَخَلَ  
 الْمَلَكُ وَالْجَسَامِينَةُ فِي هَذَا الْعَالَمِ لَأَخْرَقَهُمَا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْعَدِيثِ الْهُدُوسِيِّ «لَوْ كَشَفْتُ  
 وَجْهَ جَدِّي لَأَخْرَقْتُ كُلَّ مَا مَدَّ بَصَرِي» كَمَا قَالَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ «لَوْ دَرَكْتُ أُجْمَلَةً  
 لَأَخْرَقْتُ» وَهَذَا الْعِصَابُ عَلَى أَرْبَعَةِ وَخَمْسِينَ فَصْدًا بَعْدَ حُرُوفِ كَلِمَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَبَعْدَ سَاعَةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لِأَنَّ سَاعَاتَهَا أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ سَاعَةً

ہوتی ہے جیسے کوئی بچہ اپنی مٹی سے پید ہوتا ہے۔ پس قلب اسکی پرورش اسی طرح کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے لڑکے کی پرورش کرتی ہے پس رفتہ رفتہ وہ بڑا ہو کر بلوغ تک پہنچ جاتا ہے اور دستار نکلتے۔ بچوں کو علم سکھانا ہے غالباً اس طفل کو بچہ کو بھی علم معرفت کی تعلیم دینا ہے اور تیمم (نکتہ) یہ کہ لڑکا گناہوں کی آلودگیوں سے معصوم ہوتا ہے تو یہ بھی شرک اور جسمانی غفلت کی آلودگی سے پاک و صاف ہے اور چوتھا (نکتہ) یہ کہ روح لڑکے کو اکثر ایسی ہی صاف صورت میں دیکھتی ہے جیسا کہ فرشتے خوابوں میں (بے ڈار صلی) مریخ و بلوچ لڑکے کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ اور پانچواں (نکتہ) یہ کہ بے ترک اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کے بچوں کو طفل سے موسوم کیا اس ارشاد الہی کے مطابق وہ ان کے اطراف ہمیشہ لڑکے لئے پھریں گے۔ اور ارشاد الہی کے مطابق ان کے خدا سے لڑکے (ان کے گرد بھرتے ہیں) گویا وہ چھپا کر رکھے گئے موتی ہیں۔ اور چھٹا نکتہ یہ کہ بے تنگ یہ نام اس کی باریکی اور پاکیزگی کے اعتبار سے ہے اور ساتواں نکتہ یہ کہ بدن سے اس کے تعلق کے اعتبار سے اس کا اطلاق مجاز پر ہے اور اس کی مثال انسان کی صورت ہے جسکی بنیاد اسی اطلاق پر ہے جو اس کی ملاحظہ کے سبب ہے نہ کہ اس کی نامی جھک دمک کے سبب اور اس کی ابتدائی حالت پر ایک نظر ڈالنے کے سبب۔ اور حقیقی انسان وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ (خاص) تعلق ہو اور کوئی جسم یا جسمانیات اس سے ہرگز واقف نہیں۔ بموجب فرمان نبوی آپ پر درود و سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ کی معیت میں میرے لئے استمراری ایسا وقت ہے کہ جس میں نہ کسی ہی مقرب فرشتہ اور نہ کسی نبی مرسل کے لئے التجائش ہے۔ اور نبی مرسل سے مراد نبی کی بشریت ہے اور فرشتہ سے مراد اس کی روحانیت ہے جو جبروتی نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ فرشتے جبروتی نور سے ہے پس وہ نور لاہوتی میں داخل نہیں ہوتا اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اللہ تعالیٰ کے پاس ایک جنت ہے اس میں نہ نور ہے نہ محلات اور نہ باغ اور نہ شہد اور نہ دودھ ہے، بلکہ وہاں ذات الہی کا پس دیدار ہی دیدار ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے: ”کچھ چہرے اس دن ترو تازہ ہونگے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوئے“ پانچواں فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”غفیب تم سب اپنے پروردگار کے جمال کا دیدار ایسا ہی کرو گے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو اور فرشتہ اور جسم اس دنیا میں اگر داخل ہوں تو جہل کر خاکستری ہو جائیں جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے: ”میرے جلال کی تجلی کو اگر میں ظاہر کروں تو جس کسی پر میری نگاہ (جلال) پڑے وہ جل کر خاک ہو جائے۔“ جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”اگر میں سرانگشت برابر بھی آگے بڑھوں تو جلا دیا جاؤں گا۔“ اور یہ کہ چوبیس فصلوں پر مشتمل ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد اور شعبہ رو کی ساتویں تعداد کو برابر کیونکہ انکی چوبیس ساعتیں ہیں۔

# الفصل الأول

## في بيان رجوع الإنسان إلى وطنه

فَالْإِنْسَانُ عَلَى نَوْعَيْنِ جِسْمَانِيٍّ وَرُوحَانِيٍّ فَأَجْسَمَانِيٌّ إِنْسَانٌ عَامٌّ وَالرُّوحَانِيٌّ خَاصٌّ إِلَى  
 وَطَنِهِ وَهُوَ الْفَرُوبَةُ فَرَجُوعُ الْإِنْسَانِ الْعَامِّ إِلَى وَطَنِهِ الرَّجُوعُ إِلَى الدَّرَجَاتِ بِسَبَبِ عِلْمِ  
 الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَالْمَعْرِفَةِ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا بِلَا رِيَاءٍ وَلَا تَمَنٍّ لِأَنَّ الدَّرَجَاتِ ثَلَاثَةٌ طَبَقَاتٍ  
 الْأُولَى جَنَّةُ دُعَاةِ الْمَلِكِ وَهِيَ جَنَّةُ الْمَكَاوِي وَالثَّانِيَّةُ جَنَّةُ دُعَاةِ الْمَلِكِ وَهِيَ جَنَّةُ النَّعِيمِ وَالثَّلَاثَةُ  
 جَنَّةُ دُعَاةِ الْجَبْرُوتِ وَهِيَ جَنَّةُ الْفَرْدُوسِ وَهَذَا الْعَالَمُ بِثَلَاثَةِ عُلُومٍ عِلْمُ الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَالْمَعْرِفَةِ  
 كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْحِكْمَةُ الْجَامِعَةُ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ وَالْعَمَلُ بِهَا مَعْرِفَةُ الْبَاطِلِ" كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ  
 السَّلَامُ "اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَارْزُقْنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ" وَكَأَنَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ وَخَالَفَهَا فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ وَتَابَعَهُ" وَرُجُوعُ الْإِنْسَانِ الْخَاصِّ وَوَصُولُهُ إِلَى  
 وَطَنِهِ وَهُوَ الْفَرُوبَةُ يَعْلَمُ الْحَقِيقَةَ وَهُوَ التَّوْحِيدُ فِي عَالَمِ الْأَهْوَاتِ فِي عَالَمِ خَافِئِهِ فِي الدُّنْيَا بِسَبَبِ  
 عِبَادَتِهِ سَوَاءً كَانَ فَايِمًا أَوْ غَيْرَهُ بَلْ إِذَا نَامَ الْجَسَدُ وَجَدَ الْقَلْبُ فَرَحًا فَهَذَا هَبُّ إِلَى وَطَنِهِ أَمَا  
 بِكَلْبَتِهِ أَوْ بِجُزْئِيَّتِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "يَتَوَقَّى آلَ نَافِثٍ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا  
 فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى زَمُرًا" وَلِذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 "مَنْ قَامَ الْعَالَمُ خَيْرًا مِنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ بَعْدَ حَيَاةِ الْقَلْبِ نُورِ التَّوْحِيدِ وَمَلَأَتْهُ اسْمَاءُ التَّوْحِيدِ  
 بِلِسَانِ السِّرِّ بغيرِ حُرُوفٍ وَلَا صَوْتٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ سُجَّانَهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ الْفُؤَادِيُّ "إِنْ عَمِلَ  
 الْبَاطِلُ هُوَ سِرٌّ مِنْ سِرِّي جَعَلْتُهُ فِي قَلْبِي عَبْدِي وَلَا يَفُفُ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرِي" وَالْمُرَادُ مِنْ  
 وَجُودِ الْإِنْسَانِ هُوَ عِلْمُ التَّفَكُّرِ سَاعَةً خَيْرًا مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِينَ سَنَةً -



# پہلی فصل

## (انسان کے اپنے وطن کو لوٹنے کے بیان میں)

انسان دو قسم پر ہے حیوانی اور روحانی۔ پس قسم انسانی، عام انسان ہے اور قسم روحانی خاص انسان ہے۔ اپنے وطن کی طرف اور وہ قرب ہے۔ پس عام انسان کا اپنے وطن کی طرف لوٹنا، شریعت، طریقت اور معرفت کے علوم پر عمل کی بدولت درجوں کی طرف لوٹنا ہے، جبکہ نیک کام کسی کو دکھانے یا سنانے کیلئے نزدیک ہو۔ اور ان درجوں کے تین طبقے ہیں۔ پہلا (طبقة) وہ جنت ہے جو عالم ملک میں ہے اور وہی جنت المادی ہے اور دوسرا (طبقة) وہ جنت ہے جو ملکوت میں ہے اور وہی جنت النعیم ہے۔ اور تیسرا (طبقة) وہ جنت ہے جو جبروت میں ہے اور وہی جنت الفردوس ہے اور یہ (تینوں) عالم، تینوں علوم یعنی علم شریعت، علم طریقت اور علم معرفت کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”مکنت جامع حق کی پہچان ہے اور اس پر عمل پیمار کی پہچان ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”اے اللہ ہم کو حق کی شکل حق ہی دکھلا اور اس پر چلنا نصیب فرما اور باطل کو بصوت باطل ہی دکھلا اور اس میں بچنے کی توفیق عطا فرما“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور اس کی مخالفت کی پس وہ اپنے پروردگار کو پہچانا اور اس کے حکم کی تعمیل کی اور غافل انسان کا اپنے وطن کی طرف لوٹنا اور جہاد و صل علم حقیقت سے ملنا جو ناپے لہو میں توحید ہے۔ اسکی دنیاوی زندگی کی حالت میں عبادت کے سبب نیند کی حالت میں ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ جب جسم سو گیا تو دل نے فرحت پائی“ پس وہ کبھی پوری طرح کبھی جزوی طور پر اپنے وطن کو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے: ”واللہ تعالیٰ جہانوں کی وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو عمریں انہیں انہی حالت خواب میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک مہیا مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے۔“ اور اسی لئے تو فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”ایک عالم کی نیند ایک جاہل کی عبادت سے بہتر ہے جو نور توحید سے دل کی زندگی پالنے اور حروف و آواز کے بغیر باطن کی زبان سے اسرار توحید کا ہمیتہ ذکر کرنے کے بعد ہی ممکن ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”علم باطن میرے راز کا راز ہے جس کو میں نے میرے بندے ہی کے دل میں جگہ دی اور اس میں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں سما سکتا“ اور انسان کے وجود سے مراد علم فکری ہے کہ اسکی ایک ساعت شتر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ "وَهُوَ عَلِمُ الْفُرْقَانِ هُوَ التَّوْحِيدُ وَبِهِ يَصِلُ

الْعَارِفُ إِلَى مَعْرِفَةِ رَبِّهِ وَيَتَجَنَّبُهُ عَلَى الْعَارِفِ الطَّهْرَانِ بِالرُّوحَانِيَّةِ إِلَى عَالَمِ الْفُرْقَانَةِ

كَأَقَالِ جَلَالِ الدِّينِ الرَّوْمِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ "بيت ٢

الْعَابِدُ مَسِيرًا إِلَى الْجَنَّةِ . وَالْعَارِفُ طَبَارًا إِلَى الْفُرْقَانَةِ

قَالَ بَعْضُهُمْ فِي حَقِّهِ بيت ٣

تَلَوَّبَ الْعَارِفِينَ لَهَا عُبُورٌ . تَرَى مَا لَهَا مِنَ النَّاطِقِ وَنَا

لَهَا أَجْنَحَةٌ فَلَيْسَ بِفَرَسٍ . الْمَلِكُوتِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

فَهَذَا الطَّهْرَانُ فِي بِلَاسِ الْعَارِفِ الَّذِي هُوَ الْإِنْسَانُ الْحَقِيقِيُّ وَهُوَ حَبِيبٌ وَمُحَمَّدٌ وَوَعْدُ رَبِّهِ

كَمَا قَالَ أَهْلُ اللَّهِ هُوَ عَرَّائِسُ اللَّهِ وَلَا يَعْرِفُ الْعَرَّائِسُ إِلَّا مُحَرَّمَهُمْ وَهُمْ مُحَرَّمُونَ فِي حَبَابِ الْأَنْسِ

لَا يَزَالُ أَحَدُهُمْ لِلَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "وَلِيَّائِي تَحْتَ قُبَائِي لَا

يَعْرِفُونَهُ غَيْرِي" وَلَا يَرَوْنِي إِلَّا فِي الظَّاهِرِ مِنَ الْعُمُومِ وَالْإِظْهَارِ مِنْهَا.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنَى رَحِمَهُ اللَّهُ "الْوَلِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَرْضِهِ يَشْتُمُهُ الصِّدِّيقُونَ

فَقَصَلُوا رَأْسَهُ إِلَى قَلْبِهِمْ فَيَشْفَاؤُنَ بِهِ إِلَى مَوْلَاهُمْ وَتَزْدَادُ عِبَادَتُهُمْ عَلَى

تَعَاوُدِ أَخْدَانِهِمْ بِحَسْبِ الْفَنَاءِ لِأَنَّ زِيَادَةَ الْفُرْقَانَةِ بِزِيَادَةِ فَنَاءِ الْفَائِي هُوَ

الْفَائِي فِي مَالِهِ وَالْبَائِي فِي مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ لَوْ يَكُنْ لَهُ فِي نَفْسِهِ اخْتِيَارٌ وَلَا لَهُ مَعَ

أَعْدَائِهِ غَيْرُ اللَّهِ قَرَارٌ" الْوَلِيُّ مَنْ أَبْدَى بِالْكَرَامَاتِ وَعُيِّنَتْ عَنْهُ لَا يَرَوْنَ الْإِفْشَاءَ لِأَنَّ

إِفْشَاءَ سِرِّ رَبِّهِ يَبْتَلِيهِ كُفْرُهُ

كَمَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْمَوْصَلِ رَحِمَهُ اللَّهُ "أَصْحَابُ الْكَرَامَاتِ كُلُّهُمْ مُخْجَرُونَ وَالْكَرَامَةُ مَقْصُودُ

الرِّجَالِ فَالْوَلِيُّ لَهُ أَلْفُ مَقَامٍ وَلَهُ الْكَرَامَةُ مِنْ جَاوَزِهَا نَالَ الْبَقَاءُ"

موریشخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”وہ علم قرآن ہے وہی توحید ہے جس سے عارف اپنے معارف سے ملتا ہے اور اس کا نتیجہ عارف پر یہ کہ عالم قرب کی طرف روحانی پرواز حاصل ہوتی ہے۔“ (عربی اشعار کا منظوم ترجمہ از قمر بنی ہاشم جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سب عابد کی ہوا کرتی ہے جنت کی طرف اور عارف کی ہے پرواز حق سے قربت کی طرف

اور بعضوں نے اسی بارے میں فرمایا سہ عارفوں کے دل کی انگلیں دیکھ لیتی ہیں جو سب ؛ ظاہری آنکھوں کو آتے ہیں مگر حلوہ کب اپنے ایسے بازوؤں سے جن کو بال و پر نہیں ؛ جا پہنچے اڑنے میں ملکوت میں وہ پیش رب

پس عارف کے باطن میں یہ پرواز ہی ہے جو انسان حقیقی ہے اور وہ اس کا دوست ہے اس کا راز دار ہے اور اس کے دلہن ہے چنانچہ فرمایا کہ اللہ دالے اللہ تعالیٰ کی دلہنیں ہیں اور دلہن اپنے ہزار کے سوا کسی اور کو نہیں جانتے اور وہ سب انسانی پردے کے اندر ایسے محفوظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سولے کوئی دوسرا ان کو نہیں دیکھتا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں جنہیں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں پہچانتا“ اور لوگ بظاہر دلہن کی ظاہری زینت کے سوا کچھ اور نہیں دیکھ پاتے۔ حضرت محی المحاور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ”ولی اللہ تعالیٰ کا ہمکا پھول ہے اسکی زمین پر جس کو حدیقین سونگھتے ہیں تو اسکی خوشبو ان کے دلوں تک پہنچ جاتی ہے پس وہ اپنے مولا کی طرف جذبہ شوق ظاہر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اخلاق کے موافق اور ان کے درجہ فنا (توجہ) کے مطابق انکی عبادت افرودں تر ہو جاتی ہے کیونکہ فانی کو جتنا زیادہ درجہ فنا حاصل ہوگا اتنا ہی زیادہ قرب نصیب ہوگا ولی دم ہے جو اپنے انجام میں فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہو اس کو نہ تو اپنے نفس پر کوئی اختیار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو اللہ کے سولے کسی اور کے ساتھ قرار ہوتا ہے۔ ولی وہ ہے جسکو کرامات کے ذریعہ تائید حاصل ہوتی ہے اور جو باتیں اپنے سے مخفی ہیں ان کا افشا نہیں چاہتا کیونکہ اسکی ربوبیت کے راز کا انکشاف کرنا کفر ہے۔

جیسا کہ صاحب کتاب مرصداۃ رحمۃ اللہ نے فرمایا و اہل کرامات حضرات سب کے سب پردے کے اندر ڈھکے ہوئے ہیں اور کرامات مردوں کا حیض ہے پس ولی کے لیک ہزار مقامات ہیں جن میں سب سے پہلا مقام کرامت سے جس نے اس مقام کو طے کر لیا اس نے باقی (مقامات) پالئے۔

# الفصل الثاني

فِي رَدِّ الْإِنْسَانِ إِلَى اسْفَلِ السَّافِلِينَ

تَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الرُّوحَ الْقُدُسِيَّ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فِي عَالَمِ اللَّاهُوتِ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَهُ إِلَى  
 اسْفَلِ لِيَزِيدَهُ الْأُنْسِيَّةَ وَالْقُرْبِيَّةَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُقَدَّرٍ قَرَنَ ٥٥"  
 رَدَّهُ أَوْ لَا إِلَى عَالَمِ الْجَبَرُوتِ وَمَعَهُ بَذَرُ التَّوْحِيدِ فَأَنْزَعَ مِنْ نُورِ إِيَّاهُ فِي ذَلِكَ الْعَالَمِ  
 وَكَذَلِكَ إِلَى عَالَمِ الْمَلَكُوتِ ثُمَّ إِلَى عَالَمِ الْمُلْكِ وَخَلَقَ لَهُ مِنْهُ كِسُوءَةً عُنْصَرِيَّةً كَيْدًا يَخْتَرِقُ  
 بِهِ عَالَمَ الْمُلْكِ بِعَيْنِي هَذَا الْجَسَدَ الْكَثِيفَ وَيُسَمَّى بِإِعْتِبَارِ الْكِسُوءَةِ الْجَبَرُوتِيَّةِ رُوحًا  
 سُلْطَانِيًّا وَبِإِعْتِبَارِ الْمُلْكِيَّةِ رُوحًا جِسْمَانِيًّا وَالْمَقْصُودُ مِنْ جَبْهَتِهِ إِلَى اسْفَلِ كِبَرُ  
 زِيَادَةِ قُرْبِيَّةٍ وَدَرَجَةٍ بِوَاسِطَةِ الْقَلْبِ وَالْقَلْبُ فَيَنْزِعُ بِزُرِّ التَّوْحِيدِ فِي أَرْضِ الْقَلْبِ  
 فَيَنْبُتُ فِيهِ شَجَرَةُ التَّوْحِيدِ أَصْلُهَا ثَابِتٌ فِي هَوَاءِ السِّرِّ وَثَمَرُ مِنْهُ ثَمَرَةُ التَّوْحِيدِ  
 لِرِضَا اللَّهِ تَعَالَى وَفِي أَرْضِ الْقَلْبِ شَجَرَةُ الشَّرِيعَةِ وَثَمَرُ مِنْهُ الدَّرَجَةُ فَأَمَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ  
 تَعَالَى الْأَرْوَاحَ كُلَّهَا بِدُخُولِ الْجَسَدِ فَقَسَمَ لِكُلِّ أَحَدٍ مِنْهَا مَوْضِعًا مِنْهُ فَمَوْضِعُ الرُّوحِ  
 الْجِسْمَانِيِّ فِي الْجَسَدِ مَا بَيْنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ وَالْمَوْضِعُ الرُّوحَانِيُّ فِي الْقَلْبِ وَالْمَوْضِعُ السُّلْطَانِيُّ فِي  
 الْقَوَادِمِ وَمَوْضِعُ الرُّوحِ الْقُدُسِيِّ السِّرِّ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ حَانُوتٌ فِي بَلَدِ الْوُجُودِ  
 لَهُ أَمْنَعَةٌ وَرَبْعٌ وَبِجَارَةٌ لَنْ يَبُورَ وَيَنْبَغِي لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَنْ يَعْرِفَ مُعَامَلَتَهُ فِي  
 وَجُودِهِ لِأَنَّهُ مَا يَحْصُلُ هُنَا يُعْلَنُ فِي عُنُقِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَفَلَا يَعْلَمُونَ إِذَا الْعِشْرَةَ  
 فِي الْقُبُورِ وَحْصَلُ مَا فِي الصُّدُورِ بَلَدَاتٌ" كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَبْعَهُ  
 فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابَهُ أَتَىٰ أَوْ كُتِبَكَ بِنَايِ اللَّهِ"

## دوسری فصل

(انسان کے اسفل السافلین میں لوٹائے جانے کے بیان میں)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے روح قدسی کو عالم لاہوت کے اندر بہترین صورت میں پیدا کیا پھر ارادہ فرمایا کہ اس کو نہایت نیچی جگہ بھیج دے تاکہ اُس وقربت زیادہ ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”سبحانیٰ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور میں ہے۔“ اس کو تخم توحید کے ساتھ پہلے عالم جبروت میں لوٹایا پس نورانیت سے اس عالم میں نکالایا اور اسی طرح عالم ملکوت میں پھر عالم ملک میں نکالایا۔ اس کے لئے عنقریب لباس پیدا فرمایا تاکہ اس سے عالم ملک یعنی یہ کثیف جسم جل نہ جائے۔ اور لباس جبروتی کے لحاظ سے اس کا نام روح سلطانی رکھا پھر (لباس) ملکی کے لحاظ سے (اسی کا نام) روح جسمانی رکھا اور سب سے نیچی جگہ اس کے آنے کی غرض قلب و قالب کے ذریعہ زیادہ قرب اور ترقی حاصل کرنا ہے۔ پس قلب کی زمین میں توحید کا تخم نکلتا ہے تو اس میں توحید کا درخت اُگتا ہے جسکی جڑ سر کی فضا میں مضبوطی سے قائم ہے اور اس سے توحید کا پھل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے پیدا ہوتا ہے اور قلب کی زمین میں شریعت کا درخت اور اس سے درجہ (ترقی) کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جملہ رُوحوں کو جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ان میں سے ہر ایک کو اس کا مکان بانٹ دیا پس روح جسمانی کا مکان بدن میں ہے جو گوشت اور خون کے درمیان آؤر (روح) روحانی کا مکان دل میں ہے اور (روح) سلطانی کا مکان باطن ہے اور روح قدسی کا مکان سر ہے پس ان میں سے ہر ایک کیلئے وجود کے شہر میں ایک دوکان ہے اور اس کے اسباب (سامان) ہیں اور لفع ہے اور تجارت ہے کہ جس میں نقصان ہرگز نہیں اور ہر نقصان کیلئے زیبا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اس کا روبا سے واقفیت حاصل کرے تاکہ جو کچھ یہاں حاصل کرے وہ اسکے گلے میں آؤنراں رہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تو کیا نہیں جانتا جب اُٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائیں گی جو سینوں میں ہے“ اور یہ بھی ارشاد الہی ہے ”اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی“ اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا۔ فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ۔“

# الفصل الثالث

## في بيان حوائج الأرواح في الأجساد

فما نزل الروح الجسداني البدن مع الجوارح الظاهرة ومناعه الشرعية ومعاملته الأعمال المفروضة التي أمر الله تعالى بها من الأحكام الظاهرة بغير شرك كما قال الله تعالى "وَلَا يَشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللَّهَ وَرَجَبُ الْوَرُ" والمراد منه العمل بذكره ولا سمعه ورجحه في الدنيا والآخرة والمكاشفات والمشاهدات في عالم الملك من تحب الثرى إلى السماء ومثله الكرامات الكونية من المراتب الرهبانية كالمنشئ على الماء والطيران في الهواء وطى المكان والسمع من البعيد والرؤية في سر البدن ونحو ذلك وما رجع في الآخرة فهو الجنة والموت والقصور والعلمان والشراب وسائر النعم في الجنة الأولى وما نزل الروح الروحاني القلب ومناعه علم الطهارة ومعاملته اشتغاله بالاسماء الأربعة الأولى من أصول الاسماء الاثنى عشرية كما قال الله تعالى "وَاللَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا" وهذا إشارة إلى أن الاسماء محل الشغل وهو علم الباطن والمعرفة نتيجة أسماء التوحيد كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللَّهَ يُسَعِّدُ وَيُسَعِّدُنِ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" وقال النبي صلى الله عليه وسلم "الدَّرْسُ حَرْفٌ وَالتَّكْرَارُ أَلْفٌ" والمراد من الإحصاء أن يكون متعوثا بها ومتخلفا باخلاصها وهذه الاسماء الاثنى عشر أصول أسماء الله تعالى على عدد حروف لا اله الا الله وفحرف هذه الكلمة اثنى عشر حرفا فثبت الله تعالى في أطوار القلوب

# تیسری فصل

(جسموں میں روحوں کی دوکانات (مقامات) کے بیان میں)

پس روح جسمانی کی دوکان (مقام) بدن ہے جو اعضائے ظاہری کے ساتھ ہوا اور اسکی پونجی شریعت ہے اور اسکے کاروبار قرض اعمال ہیں کہ جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ظاہری احکام کے ذریعہ کسی بھی شرک کے بغیر پابند فرمایا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو بھی شریک نہ بنا“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”بے شک اللہ تعالیٰ طیب (پاک) ہے اور پاکیزگی کو ہی قبول فرماتا ہے“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اللہ تعالیٰ دتہ ہے، دتر کو محبوب رکھتا ہے“ اور اس سے مراد وہ عمل ہے جو کسی کو دکھانے، سنانے کیلئے نہ ہو اور دنیا میں اس کے منافع و ولایت مکاشفات اور علم ملک میں تحت الشریٰ تا آسمان مشاہدات ہیں۔

اسکی مثال رہبانیت کے مراتب سے کرامات کا ہونا جیسے پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا اور فاصلہ طے کر لینا اور در در کی بات سن لینا اور بدن کے راز کو دیکھ لینا وغیرہ وغیرہ اور لیکن آخرت میں اس کا جو نفع ہے وہ جنت اور نور اور محلات اور غلمان اور شراب اور پہلی جنت کی ساری نعمتیں ہیں، اور قلب میں جو روح روحانی کی دوکان (مقام) ہے اس کا سرمایہ علم طریقت اور اس کے کاروبار، پہلے چاروں ناموں کا ذکر و شغل ہے جو بارہ ناموں کے اصول پر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور اللہ ہی کے بہت اچھے نام ہیں پس اس کو ان کے ساتھ بکارو“ اور یہ اس جانب اشارہ ہے کہ اسماء ذکر و شغل کے محل ہیں اور وہی علم باطن ہے اور معرفت و حمید کے ناموں کا نتیجہ ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”بے شک اللہ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوا“ اور فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”سبق ایک حرف ہے اور تکرار ہزار بار ہے“ اور شمار کرنے سے مراد یہ کہ (ان اسماء کی صفات) کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ان کے اخلاق سے متصف ہو جائے۔ اور یہ سب بارہ نام لا الہ الا اللہ کے حروف کی تعداد کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ناموں کی جڑیں (بنیادیں) ہیں پس اس کلمہ کے بارہ حروف ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اطوار میں

لِحَرْفِ اسْمَاءٍ وَاحِدٍ وَلِكُلِّ عَالَمٍ ثَلَاثَةُ اَسْمَاءٍ فَبَيَّنَّ اللَّهُ تَعَالَى بِمَا قَوْلُ رَبِّ الْمُحِبِّينَ  
 كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "بَيَّنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ اَبْرِهِمْ"  
 وَانْزَلَ عَلَيْهِمْ سَكِينَةً فِي الْاُنْسِ وَانْبَتَ فِيهَا شَجَرُهُ التَّوْحِيدِ اَصْلُهَا ثَابِتٌ فِي الْاَرْضِ السَّابِعَةِ  
 بَلْ فِي تَحْتِ الثَّرَى وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَلْ إِلَى مَا فَوْقَ الْعَرْشِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ  
 اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ اَبْرِهِمْ" وَرَجْعُهُ حَيَاةُ الْقَلْبِ وَمُشَاهَدَتُهُ فِي عَالَمِ الْمَلَكُوتِ  
 مِثْلَ مُشَاهَدَةِ الْجَنَانِ وَاهْلِهَا وَانْوَارِهَا وَمَدَائِكِهَا وَمِثْلَ نَظَرِ الْبَاطِنِ بِلِسَانِهِ  
 بِمَحَاطَةِ اسْمَاءِ بِلَانِطِنٍ وَلَا حَرْفٍ وَمَسْكَنُهُ فِي الْآخِرَةِ الْجَنَّةُ الثَّانِيَةُ وَحَاوَرَتْ  
 الرُّوحَ السُّلْطَانِيَّ الْقَوَادِمَ وَمَنَاعَهُ الْمَعْرِفَةَ وَمَعَامَلَتُهُ مُدَازِمَةُ الْاَسْمَاءِ الْارْبَعَةِ  
 مِنَ الْمُنَوَسَّطَاتِ بِلِسَانِ الْجَنَانِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عَلِمٌ بِاللِّسَانِ وَعِلْمٌ  
 بِالْجَنَانِ فَذَلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ" لِأَنَّ كَثِيرَ مَنَافِعِ الْعِلْمِ فِي هَذِهِ الدَّارِ وَفَالِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ  
 السَّلَامُ "إِنَّ الْقُرْآنَ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِبَطْنِهِ بَطْنٌ إِلَى سَبْعَةِ أَبْطُنٍ" وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى عَشْرِ أَبْطُنٍ فَكُلُّ مَا هُوَ بَطْنٌ فَهُوَ نَفْعٌ وَارْتِمَاحٌ لِأَنَّهُ  
 مَعْدِنٌ وَهَذِهِ الْاَسْمَاءُ بِمَنْزِلَةِ اِثْنَيْ عَشَرَ عَيْنًا تَفْجُرُ مِنْ ضَرْبِ مُوسَى بِعَصَاهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 "وَإِذِ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا  
 قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ بَرَاءً" فَعِلْمُ الظَّاهِرِ كَالْمَاءِ الْمُنْطَرِقِ الْعَارِضِي وَعِلْمُ الْبَاطِنِ كَالْمَاءِ  
 الْعَيْنِيِّ الْأَصْلِيِّ وَهُوَ لَا نَفْعَ مِنَ الْاَزَلِ وَلَا يَنْقَطِعُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَابْتِئْنَا لَهُمُ الْقُرْآنَ مِنَ الْاَرْضِ  
 الْمَيْتَةِ اَخْبَيْنَاهَا وَاحْرَيْنَاهَا مِنْهَا حَيًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ لَيْسَ" أَخْرَجَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَقَالَ  
 مِنَ الْاَرْضِ الْاَقَاتِ حَيًّا وَهُوَ قَوْلُ الْحَبِيبِ اِنَّا بِالْاَنْفُسَاتِيَّةِ وَالْاَرْضِ الْاَنْفُسِيَّةِ حَيًّا  
 وَهُوَ قَوْلُ الْاَزْوَاجِ الْمَرْحَانِيَّةِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ خَلَصَ لِلَّهِ اَرْبَعِينَ مَسْجِدًا



ہر حرف کیلئے ایک نام اور ہر عالم کیلئے تین نام قائم فرما دئے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ محبت والوں کے دلوں کو ثنابت رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی بات پر ثنابت رکھا ہے“ اور ان پر محبت کی تسکین اتاری اور اس میں توحید کا درخت اُگایا اس کی جڑ ساقوں زمین میں بلکہ تحت الثریٰ میں مضبوط ہے اور اسکی شاخ ساقوں آسمان میں بلکہ عرش کے بھی اوپر ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہیں“ اور اس کا منافع قلب کی زندگی ہے اور عالم ملکوت میں اس کا مشاہدہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ جنت کا اور اس میں رہنے والوں کا اور اس کے انوار اور اس کے فرشتوں کا مشاہدہ کرنا، اور جیسے آسمان کے ملاحظہ کے بعد کسی خدا یا حرف کے بغیر ہی باطن کا بات چیت کرنا، اور آخرت میں اس کا ٹھکانا دوسری جنت ہے اور روح سلطانی کی دوکان (مقام) دل ہے اور اس کا سرمایہ معرفت ہے اور اس کا کاروبار درمیانی چار ناموں کے ذکر کی ہمیشہ قلب (کی زبان) سے پابندی کرنا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ”علم دو قسم کے ہیں (ایک) زبان کے ذریعہ علم اور (دوسرا) دل کے ذریعہ علم پس وہی علم نفع بخش ہے کیونکہ اسی دائرہ میں علم کے بہت سے فائدے ہیں اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بیشک قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور اس کے باطن کا بھی ایک باطن ہے جو سات بطن کی طرف منتهی ہوتا ہے۔ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے بے شک قرآن کو دس بطنوں پر نازل فرمایا“ ان میں سے ہر بطن نہایت ہی فائدہ مند اور بے حد نفع بخش ہے اس لئے کہ وہ (قرآن) سرچشمہ ہے، اور یہ نام بارہ چشموں کے قائم مقام ہیں جو حضرت (سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کی عصا کی ایک ضرب سے پھوٹ نکلے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا“ پس عظم ظاہری عارضی بادشہ کے پانی کی طرح ہے اور علم باطنی اصلی چشمہ کے پانی کی طرح ہے اور وہ (علم باطنی) پہلے (علم ظاہری) سے زیادہ نفع بخش ہے اور رکھتا نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”اور ان کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور پھر اُس سے اناج (غذا) نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں۔“ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دنیا کی زمین سے اناج (غذا) نکالا اور وہ نفسانی حیوانات کی غذا ہے اور نفوس کی زمین اناج (غذا) نکالا اور وہ روحانی ارواح کی غذا ہے اور فرمان نبوی ہے ”جو کوئی چالیس دن تک کیلئے

ظَهَرَ بِبَيِّنَاتٍ مُحْكَمَةٍ مِنْ قَلْبِهِ إِلَى لِسَانِهِ وَأَمَّا رَجْعُهُ فَرُؤُوبُهُ عَكْسَ جَمَالِ اللَّهِ تَعَالَى  
 كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى نَجْمٌ" وَكَأَمَّا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْمُؤْمِنُ مِرْأَةٌ  
 الْمُؤْمِنِ" وَالْمُرَادُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الْأَوَّلِ قَلْبُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ. وَمِنْ آثَرِهِ هُوَ اللَّهُ  
 الْمُؤْمِنُ الْمُتَّخِذُ مِنَ الْغُرُزِ الْجَبَّارِ الْمُسَكَّبِ كَبْرَهُ

قَالَ صَاحِبُ الْمَرْصَدِ حَمْدُ اللَّهِ "وَمَسْكَنُ هَذِهِ الطَّائِفَةِ الْجَنَّةُ  
 الثَّلَاثَةُ" رَعَانُوكَ الرُّوحُ الْقُدْسِيُّ السِّرُّ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "أَلَا نَسَى  
 سِرِّي وَأَنَا سِرِّي" وَمَنَاعِدُهُ عِلْمُ الْحَقِيقَةِ وَهُوَ عِلْمُ التَّوْحِيدِ وَمُلَازِمَةُ أَسْمَاءِ  
 التَّوْحِيدِ هِيَ الْأَرْبَعَةُ الْآخِرَةُ لِلسِّرِّ فِي السِّرِّ بِلَا نَطْقٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَأِنْ  
 بَجَّهْتُمْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى بَلَدٌ" وَلَا يَطْلُعُ عَلَيْهِ غَيْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَّا  
 رَجْعُهُ فَظُهُورُ طُفْلِ الْمَعَانِي وَمَشَاهِدُهُ وَمَعَانِيَّتُهُ وَنَظَرُهُ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى  
 عِدَلًا وَجَمَالَ أَحْكَامِ اللَّهِ تَعَالَى "وَجُودُهُ يَوْمِيذٍ نَاصِرُهُ إِلَى رَجْعَانَا طَرَفُهُ قِيَامُهُ" بِلَا  
 كَيْفٍ وَلَا تَشْبِيهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ شَوْرِي" فَلَمَّا بَلَغَ  
 الْإِنْسَانُ إِلَى مَقْصُودِهِ انْخَصَرَّتِ الْعُقُولُ وَتَحَبَّرَتِ الْقُلُوبُ وَكَلَّتِ الْأَلْسُنُ لَمْ  
 يَسْتَطِعْ أَنْ يُحْجِزَ ذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مُرَّةً عَنِ الْمِثَالِ فَلَمَّا بَلَغَ الْأَخْبَارُ إِلَى الْعُلَمَاءِ قَبِضَتِ  
 لَهَا أَنْ يَهْلِسُوا مَقَامَاتِ الْقُلُوبِ فَمِنْ شَبَابِهَا وَتَوَجَّهُوا إِلَى أَعْلَى الْعَالَمِينَ وَ  
 يَجْتَهِدُوا أَنْ يَهْلِسُوا إِلَى مَقَامِ عِلْمِ اللَّهِ الَّذِي فِيهِ وَهُوَ مَعْرِفَةُ الذَّاتِ الْوَاحِدَةِ مِنْ  
 غَيْرِ أَنْ يَتَعَرَّضُوا لِيُشْكِرُوا إِلَى هَذَا الْمَقَامِ  
 الَّذِي سَكَنَاهُ



اخلاص اختیار کرے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ ”اور اس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کے جمال کے پیر تو کا دیدار ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا“ اور جیسا کہ قرآن نبوی علی اللہ علیہ وسلم ہے ”(ایک) مومن (دوسرے) مومن کا آئینہ ہے“ اور پہلے مومن سے سزا مومن بندے کا قلب ہے اور دوسرے مومن سے مراد اللہ ہی ہے جو امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، نگہبند والا ہے۔

کتاب مرصاد کے مصنف رحمۃ اللہ نے فرمایا ”اور اس جماعت کا ٹھکانا تیسری جنت ہے“ اور روح قدسی کی دوکان (مقام) ستر ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”انسان میرا ستر لاندہ ہے اور میں اس کا ستر لاندہ ہوں“ اور اس کا سرمایہ علم حقیقت ہے اور وہی علم تو حید ہے اور آخری چار اسماء تو حید کے ذکر پر ہمیشہ کی پابندی ہے جو کچھ بولے بغیر ستر میں ستر کی زبان سے کیا جائے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ بھیہد سکو جانتا ہے اور اس سے بھی بوا اس سے زیادہ چھپا ہے۔“ اس سے اللہ تعالیٰ کے سوء کوئی اور باخبر نہیں ہے اور لیکن اس کا فائدہ طفل معانی کا ظاہر ہونا اس کا مشاہدہ و معاوضہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے جلالی و جمالِ تخلیقات کا نظارہ کرنا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”کچھ چہرے اس دن نہ رہنا رہیں گے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوئے“ جس میں کوئی حالت اور کوئی تشبیہ نہ ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اُس کے جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے،“ تو جب انسان اپنے مقصود تک پہنچے تو عقولِ محصور ہو کر رہ جائیں، دل حیرت زدہ ہو جائیں اور زبانیں تھک کر بند ہو جائیں پھر بھی (اسکے مشاہدہ) کا حال بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کتنی مثال سے پاک ہے پس جب علماء تک یہ باتیں پہنچیں تو انہیں چاہیئے کہ ہم نے جس مقام کا ذکر بیان کیا ہے اس پر اعتراض یا اسکا انکار کئے بغیر دل کے مقامات کو سمجھیں اور ان کے حقائق کی جانب رغبت کریں اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام کی جانب توجہ مرکوز کریں اور اللہ کے علم لدنی کے مقام تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کریں جو کہ ذاتِ احدیت کی معرفت ہے۔

# الفصل الرابع

في بيان العلوم

فَالْعِلْمُ الظَّاهِرُ ثَمَانِي عَشَرَ قَدْرًا كَمَا عَلِمَ الْبَاطِنُ لَهُ إِثْنَيْ عَشَرَ فَتَقَسَّمَ بَيْنَ الْعَوَامِّ  
 الْمُخَوَّلِينَ وَآخَصِ الْخَوَاصِّ عَلَى قَدَرِ الْإِسْتِقْدَادِ فَالْعِلْمُ مُتَحَصِّرٌ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْوَاعٍ الْأَوَّلُ  
 ظَاهِرُ الشَّرِيعَةِ مِنَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنَ الْأَحْكَامِ. وَالثَّانِي بَاطِنُهَا وَيُسَمَّى الطَّرِيقَةُ. وَالثَّلَاثُ  
 بَاطِنُ الطَّرِيقَةِ وَيُسَمَّى الْمَعْرِفَةُ. وَالرَّابِعُ بَاطِنُ الْبَوَاطِنِ وَيُسَمَّى عِلْمُ الْحَقِيقَةِ وَلَا يَدُ مِنْ حُصُولِ  
 كُلِّهَا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الشَّرِيعَةُ شَجَرَةٌ وَالطَّرِيقَةُ أَغْصَانُهَا وَالْمَعْرِفَةُ أَوْزَاقُهَا  
 وَالْحَقِيقَةُ أَثْمَارُهَا وَالْقُرْآنُ جَمَاعُ لُجَمِّهَا بِاللَّيْلِ وَالْإِشَارَةُ تَفْسِيرُهَا وَأَوْنِدًا.  
 قَالَ صَاحِبُ الْمَجْمُوعِ رَحِمَهُ اللَّهُ: "التَّفْسِيرُ لِلْعَوَامِّ وَالتَّأْوِيلُ لِلْخَوَاصِّ لِأَنَّهُمْ الْعُلَمَاءُ  
 الرَّاسِخُونَ لِأَنَّ مَعْنَى الرُّسُوحِ الثَّبَاتُ وَالْإِسْتِقْرَارُ وَالْإِسْتِحْكَامُ فِي الْعِلْمِ كَشَجَرَةِ النَّخْلِ أَصْلًا  
 ثَابِتًا فِي الْأَرْضِ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ وَهَذَا الرُّسُوحُ نَتِيجَةُ الْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ الْمَرْمُوعَةِ فِي لُبِّ  
 الْقَلْبِ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ وَقَدْ عَطَفَ قَوْلُهُ تَعَالَى "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ" أَلِ عَمْدًا "عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى  
 "إِلَّا اللَّهُ" عَلَى أَحَدِ الْأَقْوَالِ.

قَالَ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْ فَتَحَ هَذَا الْبَابَ لَانْفَتَحَ  
 أَبْوَابُ الْبَوَاطِنِ ثُمَّ الْعَبْدُ بِأَمْرِ رُبِّيَاةٍ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَمَحَالِقَةِ النَّفْسِ فِي كُلِّ  
 دَائِرَةٍ مِنْ هَذِهِ الدَّوَابِّ الْأَرْبَعِ فَالنَّفْسُ تُوسَّسُ فِي دَائِرَةِ الشَّرِيعَةِ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ  
 وَفِي دَائِرَةِ الطَّرِيقَةِ مِنَ الْمُوَافَقَاتِ تَلْبِيسًا كَدَعْوَى النُّبُوَّةِ وَالْوِلَايَةِ وَفِي دَائِرَةِ  
 الْمَعْرِفَةِ مِنَ الشُّرُوكِ الْخَفِيِّ مِنَ النُّورِ أَنْبَاءُ كَدَعْوَى الرُّبُوبِيَّةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

## چوتھی فصل == (علوم کے بیان میں) ==

پس علم ظاہر کی بارہ شاخیں ہیں اور اسی طرح علم باطن کی بھی بارہ شاخیں ہیں جو غرام، فواعی اور انھیں مخصوص ہیں ان کی استعداد (قابلیت) کے مطابق تقسیم ہو گئے پس علم چار اقسام پر منحصر ہے پہلی (قسم) ظاہری یعنی شریعت ہے جو امر و نہی کے احکام پر مشتمل ہے اور دوسری (قسم) اس کا باطن ہے اور اس کو طریقت کا نام دیا گیا ہے۔ اور تیسری (قسم) طریقت کا باطن ہے جسکو معرفت کا نام دیا گیا اور چوتھی (قسم) باطنوں کا باطن ہے اور اس کو علم حقیقت کا نام دیا گیا ہے۔ اور ان سب (علوم) کا حاصل کرنا یہ جد ضروری ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ شریعت جھاڑ ہے اور طریقت اس کی شاخیں (ٹہنیاں) اور معرفت اس کے پتے اور حقیقت اس کا پھل ہیں اور قرآن مجید دلالت، اشارت، تفسیر اور تاویل ان سب کا مجموعہ ہے۔

**کتاب صاحب الجمع :** کے مصنف نے فرمایا تفسیر عام لوگوں کیلئے ہے اور تاویل خاص حضرات یعنی علماء راسخ کے لئے ہے کیونکہ رسوخ (گہرائی) کے معنی علم میں استواری، قرار اور مضبوطی کے ہیں جیسا کہ کھجور کا درخت ہے کہ اسکی جڑ زمین میں مضبوط ہے اور اسکی شاخ آسمان میں ہے اور یہ رسوخ اسی کلمہ طیبہ کا نتیجہ ہے کہ جسکی تخم ریزی قلب کی گہرائی میں صفائی کے بعد کی گئی ہو اور ایک قول کے بموجب ارشاد الہی ”وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ فِي الْاَسْوَارِ“ اور پختہ علم والے ”اور ارشاد الہی“ اَلَا اللّٰهُ اللّٰهُ کے سوا ”دونوں (حرف عطف و کے ساتھ) ملائے گئے ہیں تفسیر کبیر کے مصنف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ دروازہ کھل گیا تو باطنوں کے دروازے کھل جائیں گے پھر سب از امر و نہی پر قائم رہنے کا اور ان چاروں دائروں میں ہر ایک میں نفس کی مخالفت کرنے کا پابند ہے پس نفس، دائرہ شریعت میں مختلف باتوں کے ذریعہ دوسرے ڈالتا ہے اور دائرہ طریقت میں مکر و فریب کی موافق باتوں کے ذریعہ (دوسرے ڈالتا ہے) جیسے نبوت اور ولایت کا دعویٰ کرنا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا اور ان کے شرک خفی کے ذریعہ (دوسرے ڈالتا ہے) جیسے پروردگار پر ہنسنا کا دعویٰ کرنا جیسا کہ ارتداد الہی ہے

"أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ. فَقَالَ "وَأَمَّا دَائِرَةُ الْحَقِيقَةِ فَلَا مَدْخَلَ فِيهَا لِلشَّيْطَانِ وَالنَّفْسِ  
 وَلَا لِلْمَلَائِكَةِ لِأَنَّ غَيْرَ اللَّهِ تَعَالَى يَحْتَرِقُ فِيهَا كَمَا قَالَ جِبْرِئِيلُ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ دَنَوْتُ  
 أُنْمَلِكُ لَا حَزَنَتْ فَتَحُلَّصُ الْعَبْدُ مِنَ الْخَطَمِينَ فَيَكُونُ مُخْلِصًا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فَيُعَزِّزُكَ لَا غَوْيَتَهُمْ  
 أَجْمَعِينَ هَ الْإِعْبَادُكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ مِنْهُمْ" وَمَنْ لَمْ يَصِلْ الْحَقِيقَةَ لَمْ يَكُنْ مُخْلِصًا لِأَنَّ الصَّفَاتِ  
 الْبَشَرِيَّةَ لَا تَقْنِي إِلَّا تَجَلَّى الذَّاتِ وَلَا تَرْفَعُ الْجَهْلُولِيَّةَ إِلَّا بِعَرَفَةِ الذَّاتِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فَيَعْلَمُهُ  
 اللَّهُ تَعَالَى بِدَاوَسِطِهِ مِنْ لَدُنْهُ عِنْدَهُ عِلْمًا فَيَعْرِفُ بِتَعْرِيفِهِ وَعَبْدُهُ يَنْعَلِمُهُ كَالْخَاضِرِ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهَذَا بِشَاهِدِ الْأَمْرِ وَاحِ الْفُؤَادِ وَبِحَرْفِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَنْطَلِقُ غَايَتُهُ  
 إِلَى بَدَائِئِهِ ٥ لَا يَنْفِيَا بِبَشَرٍ وَنَهْ بِالْوَسَالِ الْأَبَدِيِّ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَحَسْبُ أَوْلِيكَ رَبِّ قَانَسًا"  
 فَمَنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى هَذَا الْعِلْمِ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا فِي الْحَقِيقَةِ وَلَوْ فَرَأَى الْقَامَرِ الصُّكْبَ حَيْثُ لَمْ يَبْلُغْ  
 إِلَى الزُّوْحَانِيَّةِ فَعَمَلُ الْجَنَانِيَّةِ بِطَوَاهِرِ الْعُلُومِ جَزَاءُ هَ الْجَنَّةِ فَقَطُّ وَتَجَلَّى عَكْسُ الصَّفَاتِ ثَمَّةَ  
 قَالِ الْعَالَمِ لَا يَدْخُلُ بِمَجَرَّدِ عِلْمِ الظَّاهِرِ إِلَى حَرَمِ الْقُدُسِ وَالْقُرْبَةِ لِأَنَّهُ عَالِمُ الظَّاهِرِ وَالظَّاهِرُ  
 لَا يَطِيرُ إِلَّا بِجَنَاحِهِ فَالْعَبْدُ الَّذِي يَعْلَمُ الْعَالَمِينَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ يَصِلُ إِلَى ذَلِكَ  
 الْعَالَمِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "بَاعْبُدْنِي إِذَا مَرَدْتُ أَنْ تَدْخُلَ إِلَى الْحَرَمِ فَلَا  
 تُلْقِفُ إِلَى الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ لِأَنَّ الْمَلِكَ شَيْطَانُ الْعَالَمِ وَالْمَلَكُوتُ  
 شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبْرُوتُ شَيْطَانُ الْوَاقِفِ مَنْ رَضِيَ بِأَحَدٍ مِنْهَا فَلَهُ مَطَرُودٌ عِنْدَ اللَّهِ  
 تَعَالَى. وَالْمُرَادُ مِنَ الْمَطَرُودِ مَطَرُودُ الْقُرْبَةِ لَا مَطَرُودُ الدَّرَجَاتِ وَهُوَ يَطْلُبُونَ  
 الْقُرْبَةَ وَلَا يَصِلُونَ لِأَنَّهُمْ طَمَعُوا غَيْرَ مُطْمَعٍ لِأَنَّ لَهُمْ جَنَاحًا وَاحِدًا لِأَنَّ الْقُرْبَةَ  
 لَا هَلَّ الْقُرْبَةِ الْكَامِلَةِ فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ  
 وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشِيرٍ وَهِيَ جَنَّةُ الْقُرْبَةِ لِأَنَّهَا حَوْزٌ وَلَا فُضُوزٌ وَلَا عَسَلٌ

”اے محبوب کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا لیکن دائرہ حقیقت ایسا میکہ اس میں نہ تو شیطان  
 نفس کا کوئی دخل ہے اور نہ ہی فرشتوں کا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا سب جل کر خاکستہ ہو جاتا ہے جیسا کہ جبیل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے کہا تھا اگر میں سرِ لکشت برابر بھی آگے بڑھنے کی جرأت کر لوں تو جل کر خاکستہ ہو جاؤں گا پس (تب ہی) بندہ دونوں دشمنوں (شیطان و نفس)  
 سے چھٹکارا پائے گا۔ اور غمگین ہو جائے گا جیسا کہ ارشاد الہی ہے: (شیطان نے کہا) تیری عزت کی قسم  
 ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا“ اور جو حقیقت تک رسائی نہیں کرتا وہ مخلص نہیں ہو سکتا کیونکہ تجلی ذات کے  
 بغیر بشری صفات نہیں ہوتے اور ذاتِ سبحانہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر نادانی دور نہیں ہوتی پس اللہ تعالیٰ کسی واسطے کے بغیر ہر کوئی  
 پاس سے راست علم لدنی عطا فرماتا تو وہ اس کے معنی و مفہوم سے واقف ہو ہی۔ اور اسی کی ہدایت سے اکی عبادت کرتا ہی جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی مثال ہے  
 اور تب ہی وہ پاک و پور کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے رتبہ) کا عرفان حاصل کرتا ہے تو  
 ابتدا و تا انتہا (مرتبہ مصطفیٰ) سے واقف ہو جاتا ہے انبیاء و کرام (علیہم السلام) اس کو وصالِ ابدی کی بشارت دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد  
 الہی ہے: ”یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں“ اور جو اس علم تک رسائی حاصل نہیں کرتا وہ حقیقت میں عالم نہیں ہوتا وہ چاہے ہزار کتابیں بھی پڑھ لے  
 تو اس کو روحانیت نصیب نہیں ہوتی پس ظاہری علوم کے ذریعہ جمانی عمل میں جس کا بدلہ صرف جنت اور جہاں صفات کو عکس کی تجلی  
 ہوتی ہے تو تنہا علم ظاہری کے ذریعہ بارگاہِ پال اور قرب (خاص) میں عالم کا گزرنہیں سکتا کیونکہ وہ عالم پرواز ہے اور  
 پرندے بازو کے بغیر پرواز نہیں کر سکتے پس بندہ وہ ہے جو ظاہری باطنی دونوں جہانوں کو جانتا ہو اور اس عالم کو حاصل کرے ہو  
 جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے: ”اے میرے بندو! جب تم حرم (قدس) میں داخل ہونا چاہو تو ملک ملک اور جبروت کی طرف توجہ (الٹات)  
 نہ کرو اس لئے کہ ملک گویا شیطان ہے عالم کا اور ملکوت گویا شیطان ہے عارف کا اور جبروت گویا شیطان ہے واقف کا جو  
 ان میں سے کسی ایک سے راضی ہو او اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہو اور مردود ہونے سے مراد درجہ سے نہیں بلکہ قرب خاص  
 مردود ہونا ہے اور وہ قرب خاص کے طالب نہیں مگر حال نہیں کیا ہے اس لئے کہ انھوں نے اس سے لالچ و رغبت ظاہری کی جس سے لالچ  
 (رغبت) نہیں ہونا چاہئے کہ انھیں لیک ہی بازو ہے کیونکہ اہل قریبہ وہ قریبہ مل نصیب ہوتا ہے جس کو کوئی آنکھ نہیں  
 دیکھ سکتی اور جس کو کوئی کان نہیں سُن سکتا اور اس کا خیال کسی انسان کے دل میں نہیں آتا جنت قریبہ ہے کہ اس میں نور ہو نہ محلات نہ شہدے

وَلَا لَبْسٌ وَتَبْنِي لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَعْرِفَ مِقْدَارَهُ وَلَا يَدَّعِي لِنَفْسِهِ مَا لَيْسَ بِحَقِّهِ لَهُ  
 قَالَ عَيْشِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَحِمَهُ اللَّهُ أَمْرًا عَرَفَ قُدْرَهُ وَلَمْ يُشْعِدْ طَوْرَهُ وَوَسَّطَ لِسَانَهُ  
 وَلَمْ يُضَيِّعْ عُمُرَهُ وَتَبْنِي لِلْعَالِمِينَ بِحُصُولِ مَعْنَى حَقِيقَتِهِ الْإِنْسَانِ الْمُسَمَّى بِطِغْلِ الْمَعَانِي  
 وَرَبِّيَّةٍ بِمِلَادِ زَمَانِهِ أَسْمَاءِ التَّوْحِيدِ وَخَرَجَ مِنْ عَالَمِ الْإِحْسَانِيَّةِ إِلَى عَالَمِ الرَّوحَانِيَّةِ  
 وَهُوَ عَالَمُ السِّرِّ فِيهِ غَيْرُ اللَّهِ دِيَارٌ وَهُوَ كَمِثْلِ صَحْرَاءٍ مِنْ تَوْرٍ لَا نَهَابَ لَهُ وَطِغْلُ  
 الْمَعَانِي يَطِيرُ فِيهَا وَيَرَى الْعَجَائِبَ وَالْفَرَائِبَ فِيهَا لَكِنْ لَا يُمْكِنُ الْإِخْتِبَارُ عَنْهَا وَهِيَ  
 مَقَامُ الْمُوَحِّدِينَ الَّذِينَ قَوَّامُونَ قَائِمِينَ فِي عَيْنِ الْوَحْدَةِ فَلَيْسَ فِي السِّرِّ إِلَّا بَرُوءٌ بِهِ جَمَالَ اللَّهِ  
 تَعَالَى كَمَا لَا يَرَى إِلَّا اللَّهُ نَفْسُهُ فَإِذَا ائْتَدَى الشَّمْسُ فِيهِ فَلَا جَرَمَ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَرَى نَفْسَهُ  
 بِمُقَابَلَةِ جَمَالِ اللَّهِ تَعَالَى بِغَلْبَةِ الْحَبْرَةِ وَوَالْحَقُّ بِهِ فِي نَفْسِهِ كَمَا

قَالَ الشَّيْخُ زَيْنُ الدِّينِ عِطَّارٌ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ عَيْشِي عَلَى بَيْنَانَا  
 وَعَلَيْهِ أَفْضَلُ السَّدَامِ كَنْ يَلِجُ الْإِنْسَانُ حَتَّى يُولَدَ مَرَّتَيْنِ كَمَا يُولَدُ الطَّيْرُ مَرَّتَيْنِ  
 وَالْمَرَّةُ أَوَّلُ النُّوْلِ الطَّيْلِ الْمُعْنَوِي الرَّوحَانِي مِنْ حَقِيقَتِهِ ثَابِتُهُ الْإِنْسَانُ وَهُوَ مَرَّةٌ  
 يَطْلُو عُلُوْفَهُ مِنْ أَجْمَاعِ تَوْرَعِلِ الشَّرِيعَةِ وَالْحَقِيقَةِ لِأَنَّ الْوَلَدَ لَا يَحْصُلُ إِلَّا مِنْ  
 أَجْمَاعِ نُطْفَتَيْنِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ"

أَمْشَاجٍ رُسْرٌ وَبَعْدَهُ هِيَ ظُهُورُ هَذَا الْمَعْنَى بِحُصُولِ الْمَعْبُودِ مِنْ مَحْوَرٍ

الْمَحْبُورِ إِلَى اقْتِصَادِ الْأَمْنِ بِكُلِّ الْعَالَمِ فِي جَنْبِ عَالَمِ الرَّوحِ

كَفَطْرَةٍ وَبَعْدَ ذَلِكَ تَفَاضُّ الْعُلُومِ الرَّوحَانِيَّةِ

وَاللَّهُ تَعَالَى بِدَلَالَةِ حُرُوفٍ وَلَا صَوْتٍ



اور نہ دودھ ہے اور انسان کو چاہئے کہ اس کا انداز مٹھانے اور اپنے نفس کو اس بات کیلئے آمادہ نہ کرے جس کا وہ مستحق نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جسم فرمایا جس نے اپنا مقام جانا اور اپنے طور سے آگے نہ بڑھا اور اپنی زبان کی حفاظت کی اور اپنی عمر کو رانجھا نہیں کیا“ اور عالم کیلئے سنہ اور ہے کہ انسان کی حقیقت کا معنی حاصل کرے جس کا نام طفل معانی ہے اور جسکی پرورش اسما و توحید کے ہمیشہ ذکر کے ذریعہ کرے اور عالم جسمانی سے عالم روحانی کی طرف آگے بڑھے اور وہ (مستر راز) کا عالم ہے کہ جس میں اللہ کے ازلی، ابدی صفات کے سوا کچھ نہیں ہے اور وہ ایسے نورانی بیاباں کی طرح جسکی انتہا نہیں اور طفل معانی اسمیں پرواز کرتا ہے اور اس میں عجیب غریب باتیں دیکھتا ہے۔ لیکن وہاں کی خبریں دینا ناممکن ہے اور یہ ان موحیدین کی منزل ہے جو عین ذات وحدت کی خاطر اپنے آپ کو فنا کر چکے ہیں۔ پس باطن میں اللہ تعالیٰ کے جمال کے مشاہدے کے سوا کچھ بھی نہیں جیسا کہ اسکا نفس اللہ کے (انوار) کے سوا کسی کو بھی نہیں دیکھ پاتا جیسے کوئی سورج کی روشنی کے سامنے ہو (تو آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں) ناگزیر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے جمال کے مقابل ہو تو خود کو نہیں دیکھ پاتا کیونکہ اس پر حیرت اور محویت غالب رہتی ہے چنانچہ شیخ زین الدین عطا اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان ظاہر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دو مرتبہ پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ پرندہ دو مرتبہ پیدا ہوتا ہے اور طفل معنوی کی پیدائش سے مراد انسان کی حقیقی قابلیت سے روحانی (پیدائش) ہے اور وہ ایک بار ہے کہ اس کا وجود علم شریعت و حقیقت کے نور کے ایک جگہ جمع ہونے سے ظاہر ہوتا ہے اسلئے کہ اولیٰ کا سرود وحدت کے لطفوں کے ایک جگہ جمع ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”یہ تک ہم نے انسان کو بلے ہوئے لطف سے پیدا فرمایا“ اور اس کے بعد یہ معنی ظاہر ہے کہ مخلوق کے سمندر دل سے امن کے غلات تک پہنچ کر معبود کو حاصل کر لیتا ہے بلکہ عالم تمام، عالم روح کی جانب ایک قطرہ کی طرح ہے جس کے بعد ہی حرفت و آواز کے بغیر علم روحانی اور سلم لطف کا فیضان حاصل ہوتا ہے۔

# الفصل الخامس

## في بيان التوبة والتلقين

اعلم أن المراد بالذكورة لا يحصل إلا بالتوبة النصوحة والتلقين من أهله كما قال الله تعالى  
 "وَالزَّيْمَةُ كَلِمَةُ النَّفْوَى فَتَح ٢٦" أي كلمة لا إله إلا الله بشرط أخذه من قلب نقي مما سوى الله  
 لا كلمة تستمع من أفواه العامة وإن كان اللفظ واحدًا ولكن المعنى متفاوت لأن القلب  
 إنما يحيا إذا أخذ به والتوحيد من قلب حي فيكون برزًا كاملاً والبرزخ هو البالغ لا ينبت  
 ولذا كثر برزخ كلمة التوحيد في القرآن العظيم في موضعين أحدهما مفارن بالقول الظاهر  
 كما قال الله تعالى "وَأَذِيقُوا آلَ الْفِرْعَوْنَ ذِيقَهُمْ" وهذا التلقين بسبب نزول هذه الآية

لأجل التلقين للتواصي

فقال في بسنيان الشريعة أول من تمتنى أقرب الطرفين على رضي الله عنه من النبي صلى الله عليه  
 وآله ونوحى به جبرئيل على نبينا وعليه أفضل الصلوة والسلام ولقن هذه الكلمة للنبي صلى الله عليه وسلم  
 ثلاث مرات ثم لقن النبي صلى الله عليه وسلم علياً رضي الله عنه ثم جاء عليه الصلوة والسلام إلى  
 أصحابه فلقنهم جميعاً رضي الله عنهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم وجعلنا من الجهاد الأصغر  
 إلى الجهاد الأكبر وهو النفس كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "عدو لك نفسك التي بين جنبيك"  
 ولا تحصل محبة الله تعالى إلا بعد قهر أعدائك في وجودك من النفس الأمارة والنواهي والمهم  
 فظهر من الأخلاق الذميمة البهيمية كحب زيادة الأكل والشرب والنوم واللغو والسبعية  
 كالغضب والشتم والضرب والفهر والشيطان كالكبر والعجب والتعبد وغير ذلك  
 وإذا ظهرت من أهله الذنوب فانت من المظهرين والتواصي كما قال الله تعالى "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

## پانچویں فصل (توبہ و تلقین کے بیان میں)

جان لو کہ یہ مذکورہ مراتب خالص توبہ اور بغیر لائق شخصیت (پیر و مرشد) کی تلقین کے حاصل نہیں ہو سکتے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور یہ مہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا“ یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ بشرطیکہ اسے ایسے دل سے جائز کیا جائے جو ماسویٰ اللہ سے پاک ہو نہ کہ وہ کلمہ جو عام لوگوں کے مُنہ سے سُنا جاتا ہے تو اگرچہ کہ الفاظ وہی ایک ہوں، معنی میں فرق پایا جائے گا۔ اس لئے کہ قلب کو اسی وقت زندگی ملتی ہے جب کہ وہ کسی زندہ دل (مرشدِ روشن ضمیر) سے توحید کا تحم حاصل کرے تو وہی کامل تحم ہوتا ہے اور دیگر تحم جو غیر بالغ (ناقص) ہو وہ بویا نہیں جاتا۔ اور قرآنِ عظیم میں دو ایسے مقامات ہیں جہاں کلمہ توحید کے تحم کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک مقام وہ ہے کہ جو قول ظاہری کے قرین ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جب ان سے کہا جائے لا الہ الا اللہ“ اور یہ تلقین اسی آیت شریف کے نزول کی روشنی میں خاص اصحاب کے لئے موجب تلقین ہے۔ بہستانِ شریعت میں فرمایا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس نے قریب ترین راہ کی سب سے پہلے متمسکاً ظاہر کی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کی وحی کے ساتھ نازل ہو کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلمہ کی تین بار تلقین فرمائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو اس کی تلقین فرمائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف لائے اور ان سب (اصحاب) رضی اللہ عنہم کو آپ نے اس کی تلقین فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اور ہم کو جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر تک پہنچا دینا ہے اور وہ نفس ہے“ جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”تمہارا دشمن تمہارا ہی نفس ہے جو تمہارے اطراف ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ تیری زندگی میں تو اپنے دشمنوں (نفس و امارہ و نفسِ امارہ) اور نفسِ ملہم پر غلبہ نہ پائے پس تو ان برے و حشیانہ عادتوں سے پاک ہو جائے گا مثلاً زیادہ کھانے پینے کا شوق اور زیادہ سونا اور بے ہودگی اور حشیانہ عادتیں مثلاً غصہ، کالی گلوچ، مارنا اور شیطانی عادتیں جیسے غرور، گھمنڈ، حسد اور نفرت وغیرہ اور جب تو ان گناہوں کی اصل (بنیاد) سے ہی پاکی حاصل کرے تو تو پاک لوگوں اور زیادہ توبہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیگا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بشرط اللہ“

التَّوَابِينَ وَجِبَتْ تَطَهَّرِينَ. ﴿٢٢٢﴾ "فَمَنْ تَابَ عَنْ مُجَرَّدِ ظَاهِرِ الذَّنْبِ لَا يَدْخُلُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ  
وَلَوْ كَانَ تَائِبًا لَكِنْ لَمْ يَتَوَابَ فَإِنَّهُ لَقَطَعَ الْمُبَالَغَةَ وَالْمُرَادُ مِنْهُ تَوْبَةُ الْخَوَاتِمِ مِثَالُ  
مَنْ يَتَوَابُ عَنْ مُجَرَّدِ الذَّنْبِ الظَّاهِرِ كَمَنْ يَقْطَعُ حَشَبِشَ الزَّرْعِ مِنْ فَرْعِهِ وَلَا يَسْتَقِيلُ بِقَلْعِهِ مِنْ  
أَصْلِهِ فَيَنْبُتُ ثَانِيًا لَا مَحَالَةَ بَلْ أَكْثَرُ مَا يَنْبُتُ وَمِثَالُ التَّوَابِ مِنَ الذَّنْبِ وَالْإِخْلَافِ  
الَّذِي يَمْضِي كَمَنْ يَقْلَعُهُ مِنْ أَصْلِهِ فَلَا جَرَمَ لَا يَنْبُتُ بَعْدَهُ إِلَّا نَادِرًا فَالْمَقْلَعِينَ أَنَّهُ قَطَعَ مَا  
سِوَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْقَلْبِ مَا لَمْ يَقْطَعْ شَجَرَةَ الْمَرْءِ لَا يُوَصِّلُ الشَّجَرَةَ مُوضِعَهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ  
تَابَ وَأْمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنًا" فَوَافٍ "وَالْتَوْبَةُ عَلَى التَّوْبِينَ  
تَوْبَةُ الْعَامِ وَتَوْبَةُ الْخَاصِّ وَتَوْبَةُ الْعَامِ أَنْ يَرْجِعَ مِنَ الْمُعْصِيَةِ إِلَى الطَّاعَةِ وَمِنَ الذَّمِّ إِلَى  
الْحَمْدِ وَمِنَ الْحُجْمِ إِلَى الْجَنَّةِ وَمِنْ رَاحَةِ الْبَدَنِ إِلَى مُشَقَّةِ النَّفْسِ بِالذِّكْرِ وَالْحَمْدِ  
وَالسَّعْيِ الْقَوِيِّ وَتَوْبَةُ الْخَاصِّ أَنْ يَرْجِعَ بَعْدَ هَذِهِ التَّوْبَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ إِلَى الْمَعَارِفِ وَمِنَ  
الْمَعَارِفِ إِلَى الدَّرَجَاتِ وَمِنَ الدَّرَجَاتِ إِلَى الْقُرْبَةِ وَمِنَ الْقُرْبَةِ إِلَى الدَّلَالَةِ التَّضَائِيهِ إِلَى  
الْمُلَازِمَةِ وَحَاضِيَةٍ وَهُوَ تَرْكُ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى وَالْإِنْسَانِ وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ بَعَيْنِ الْيَقِينِ وَهُوَ لَا  
الْمَذْكُورَ رَأَى مِنْ كَسْبِ الْوُجُودِ وَكَسْبِ الْوُجُودِ ذَنْبٌ كَمَا فِي خُطَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَيُجُودُ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهِ ذَنْبٌ آخَرُ كَمَا قَالَ أَحْسَنُ الْأَوْرَاقِيَّاتِ الْمُفَرِّقِينَ وَلِذَلِكَ  
لَا يُقَاسُ وَكَذَلِكَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
"وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنْبِكَ" مُحَمَّدٌ "أَيُّ لَذَنْبٍ وَجُودُكَ وَهَذَا هُوَ الْإِنَابَةُ فَإِنَّ الْإِنَابَةَ الرَّجُوعُ  
مِنْ كُلِّ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى إِلَيْهِ وَالْإِنْخِلُ فِي سِلْمِ الْقُرْبَةِ فِي الْآخِرَةِ وَالنَّظَرُ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى  
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا أَبَدًا هُمْ فِي الدُّنْيَا يُلْقُونَ بِهَمْزِ حَتَّى الْعَرِشِ" فَإِنَّ رُؤْيَا  
اللَّهِ تَعَالَى لَا تَحْصُلُ فِي الدُّنْيَا بَلْ تَحْصُلُ بِرُؤْيَا صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى فِي مِرَاةِ الْقَلْبِ .

بہت توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں کو پسند فرماتا ہے، پس جو صرف ظاہری گناہ سے توبہ کرے وہ اس بات میں داخل نہیں اور اگرچہ توبہ کیا لیکن توبہ سے نہیں ہوا کیونکہ یہ بالعدو کا لفظ ہے اور اس سے مراد خواص کی توبہ ہے جو محض ظاہری گناہوں سے توبہ کرتا ہے اسکی مثال ایسے شخص کی طرح ہے جو اپنے کھیت میں سے گھاس پوس اور پیر ہی سے توڑتا ہے مگر اس کو پڑ سے اٹھا کر نہیں پھینکتا تو وہ پھر دوبارہ اُگاتی ہے۔ یہ بات کوئی مشکل نہیں بلکہ اکثر اس طرح اُگ جاتی ہے اور گناہوں اور بری عادتوں سے سچی توبہ کرنے والے شخص کی مثال اس شخص کی طرح نہیں ہوتی جو (گھاس کو) اس کی جڑ سے ہی کاٹ دیتا ہے جبکہ بعد شاذ و نادر ہی اُگتی ہے۔ پس یقین بھی دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو جدا کر دیتی ہے۔ جب تک تلخی کا درخت نہ اٹھا دھینکے اور اسکی جگہ (دوسرا) جھاڑ نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو اسیوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا“ پس توبہ دو قسم ہے (ایک) عام توبہ اور (دوسری) خاص توبہ عام توبہ وہ ہے کہ جو گناہ سے نیکی کی طرف، برائیوں سے خوبیوں کی طرف، دوزخ سے جنت کی طرف اور جسمانی آسویں سے نفسانی مشقت کی طرف آتی ہے جو ذکر و جہد اور بڑی کوشش سے حاصل ہوتی ہے اور خاص توبہ وہ ہے کہ اس توبہ کے بعد جنات سے عارف کی طرف اور عارف سے درجاء کی طرف اور جہت سے قربت کی طرف اور قربت اور نفسانی لذتوں سے روحانی لذتوں کی طرف لے آتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کس کو ترک کرنا اسی (اللہ) سے محبت کرنا اور اسکی جانب یقین کی آنکھ سے دیکھنا ہے اور یہ سب باتیں بھی یاد کر لیا گیا کسب وجود سے ہیں یعنی وجودِ عمل کا ذریعہ ہے اور عمل سے یہ سب باتیں حاصل ہوتی ہیں اور (اس راستہ میں) کسب وجود گناہ ہے (کیونکہ ترکِ مسمیٰ میں وجود کی نفی بھی لازم ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب میں فرمایا گیا تیرا وجود گناہ (محجوب) ہے جو دیگر گناہ پر قیاس نہیں ہوتا جیسا کہ (نبرہ گول نے) فرمایا ہے کہ بزرگوار لوگوں کی نیکیاں قربِ خاص رکھنے والوں کے نزدیک (محافظِ درجاء) برائیاں ہیں اور اس پر قیاس نہیں کیا جاتا اسی کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مذکر ایک سو بار استغفار فرمایا کرتے تھے چنانچہ ارشاد الہی ہے ”اپنے گناہ کیلئے استغفار کر“ یعنی اپنے وجود کے گناہ (محجوب) کیلئے استغفار کر اور یہی ”انا توبہ“ ہے پس بیشک ”انا توبہ“ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کس کو چھوڑ کر اس (اللہ) کی طرف رجوع کرنا ہے اور اس کے قربِ خاص کی سلامتی میں داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کرنا ہے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیشک اللہ کے ایسے بندے (محجوب) ہیں کہ جن کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں مگر دل شریعت کے نیچے ہوتے ہیں پس بیشک دنیا میں اللہ کے جمال کا دیدار حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ دل کے اندر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا دیدار حاصل ہو سکتا ہے۔

كَقَالَ عِمْرَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "رَأَى قَلْبِي رَبِّي وَبَنُو رَبِّي وَالْقَلْبُ مِرَاةٌ عَكْسُ  
 جَمَالِ اللَّهِ تَعَالَى" وَهَذِهِ الْمَشَاهِدَةُ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِتِلْكَ الشَّيْءِ شَيْخٍ وَاصِلٍ وَمَقْبُولٍ مِنَ  
 السَّابِقِينَ ثُمَّ رَدَّ إِلَى الْكَمِيلِ النَّافِصِينَ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى بِوَاسِطَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَإِنَّ الْأَوَّلِيَاءَ مُرْسَلُونَ لِلْخَوَاصِّ وَاللَّعْوَامِ فَزُقَابَيْنِ النَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ فَإِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ إِلَى الْعَوَامِ وَالْخَوَاصِّ جَمِيعًا مُسْتَفِيدًا بِنَفْسِهِ وَالْوَلِيُّ الْمُرْسَلُ لِلْخَوَاصِّ  
 غَيْرُ مُسْتَفِيدٍ بِنَفْسِهِ فَإِنَّهُ لَا سِجَةَ لَهُ إِلَّا بِمَعْتَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا دَعَا  
 الْأَسْتِغْدَالَ كَرِهَ وَارْتَمَا شَبَهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُلَمَاءُ أُمَّتِهِ بِأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
 كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَءِيلَ" لَا هُمْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
 مُرْسَلٌ وَهُوَ مُرْسَلٌ عَلَى نَبِيِّنَا عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ لِحُكْمِ كَانُوا بِحُجُودِهَا وَ  
 يُؤْتِي دَرَجَاتٍ مِنْ غَيْرِ اثْنَيْنِ لِشَرِيعَةٍ أُخْرَى فَكَذَا أَعْلَمَاءُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيَاءِ الْعُلَمَاءِ  
 مُرْسَلُونَ لِلْخَوَاصِّ لِتَجْدِيدِ الْأَمْرِ وَالتَّهْفِي وَاسْتِحْكَامِ الْعَمَلِ عَلَى التَّائِيدِ الْأَتْلَعِ وَتَصْفِيَةِ  
 أَهْلِ الشَّرِيعَةِ وَهُوَ فِي الْقَلْبِ مَوْضِعُ الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ بِحُجُودِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَصْحَابِ  
 الصِّفَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَانُوا يَنْطَفِقُونَ بِأَسْرَارِ الْمَعْرَاجِ قَبْلَ عُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْوَلِيُّ  
 كَامِلُ الْأَوَّلِيَّةِ الْمُحَدِّثُ الَّذِي هِيَ جُزْءُ الثَّبُوتِ وَبَاطِنُهُ أَمَانَةٌ عِنْدَهُ وَالْمُرَادُ مِنْهُ  
 لَيْسَ مِنْ تَرْسَمِ بَظَاهِرِ الْعَالَمِ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ وَرَثَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ مِنْ  
 قِبَلِ دَوَى الْأَرْحَامِ فَالْوَارِثُ الْكَامِلُ أَنْ يَكُونَ بِمَنْزِلَةِ الْإِبْنِ مِنَ الْعَصْبَاءِ قَالُوا لَهُ  
 سَيِّدُ الْأَرْبَابِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَكَذَلِكَ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ كَيْفَةً  
 الْمَكْنُونِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللَّهِ" فَإِنَّ تَقْوَى الْمُتَبَكِّرَةِ أَهْلُ الْغُرَّةِ هُوَ السِّرُّ الَّذِي لَسْتُ دَعِ  
 فِي قَلْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهَيْلَةِ الْمَعْرَاجِ فِي الْبَطْنِ الْبَطُونِ الثَّلَاثِينَ أَعْلَامًا وَلَمْ يَفْشَهَا عَلَى

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے قلب نے میرے رب کو میرے رب کے نور کے ذریعہ دیکھا اور قلب اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور یہ مشاہدہ صرف ایسے شیخ کی تلقین سے حاصل ہوتا جو خدا رسید ہو مقبول الہی ہو۔

سابقین میں سے ہو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ناقصوں کی تکمیل کی خاطر بھیجا یا گیا ہو پس اولیاء کرام بے شک عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ نبی اور ولی کے درمیان فرق ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عوام اور خواص سب کیلئے مستقلاً ذاتی طور پر بھیجے گئے ہیں اور چھوٹی مرشد صرف خواص کیلئے بھیجا جاتا ہے اور وہ بالذات مستقل نہیں ہوتا۔ پس اسکے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا کوئی گنجائش نہیں یہاں تک کہ استقلال (بالذات) کا دعویٰ کرنا بھی کفر ہے اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے علماء کو نبی اسرائیل کے انبیاء سے تشبیہ دی چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے جیسے ہیں“ اس لئے کہ وہ ایک رسول کی لائی ہوئی شریعت کے تابع اور وہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام لیکن کسی دوسری شریعت کی جانب متوجہ ہوئے بغیر اپنی (شریعت) کی تجدید اور نہ تاکید کرتے رہے اسی طرح اس اُمت کے علماء جو اولیاء کرام ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جو خواص کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ ان کو عطا کردہ تاکید کے موافق امر و نہی کی تجدید اور عمل میں استحکام پیدا کریں اور اصل شریعت کے جو کہ قلب میں معرفت کا مقام ہے اسکی پائیزی فرمائیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ایسا ہی عرفان پاتے ہیں جیسا کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (عرش پر) تشریف لے جانے سے قبل ہی معراج کے اسرار کی باتیں کر رہے تھے پس ایک ولی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت کامل ہوتا ہے جو کہ نبوت کا ہی حصہ ہے کہ اس کا باطن اس کے پاس بطور امانت ہے اور اس سے مراد وہ نہیں کہ جو علم ظاہری سے اندازہ کرے اس لئے کہ وہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے ہے تو وہ ذوی الارحام کی طرح ہے پس وارث کامل وہی ہو سکتا ہے جو (حقیقی) بیٹے کے درجہ پر عہدات سے جو پس بیٹا ظاہر و باطن میں باپ کا راز (وارث) ہوتا ہے اور اس طرح فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”بیٹا علم کا کچھ حصہ پوشیدہ کل میں چھو گیا حتیٰ کہ کوئی نہ پاتا اگر تقویٰ اختیار کرے تو غز و الہ سے انکار نہیں کرتے و ایسا راز جو تینوں راز کے بعد دین کے سب اندر دفن ہے اور نہ راز معراج و حقیقت مبارک و نبوت کا

احب من العالمه سوى اصحاب المقرين واصحاب الصفه رضوان الله تعالى عليهم اجمعين ورفعنا  
 الله بيزك انهم واقاض علينا من برهم واصحابهم بين بارب العالمين امين وبزك السر  
 قبا المشرقة المشرقة الى يوم القيمة فالعلم الساجد كمن الى ذلك السر فكل العلوم  
 والمعارف كلها بشر ذلك السر ٥ واما علماء العلم الظاهر فهم ورثة السر بفضهم  
 بمنزلة صاحب الفرض بفضهم بمنزلة العصاب وبفضهم بمنزلة ذوى الارحام موكون  
 على شور العلم بدعوة الى سبيل الله تعالى بالموعظة الحسنة ومشايع السيرة للتسلي  
 بسليهم الى على رضي الله عنه موكول بعز العلم على باب العلوم بالدعوة الى الله تعالى  
 بالحكمة كما قال الله تعالى "ادعوا الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وبجاد لهم  
 بالتي هي احسن - نحل ١٥٥" وقوله في الاصل واحد وفي التوع بخلت وهذه المعاني الثلاثة  
 في الآية كانت مجموعته في ذات النبي صلى الله عليه وسلم فلم يخط احد بعد جملة ذلك  
 فقس على ثلثه اقسام ٥ القسم الاول وهو لبها وهو علم الحال اعطى للرجال وهممة  
 الرجال به كما قال صلى الله عليه وسلم "همة الرجال تشلج الرجال" والمراد من الرجال قساوة  
 القلب نحو ابدعاهم ونظرهم كما قال الله تعالى "ومن يؤتي الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا  
 بقوه ٢٦٩" والقسم الثاني فشر ذلك اللب اعطى العلماء العلم الظاهر وهو للموعظة  
 الحسنة والامر بالمعروف والنهي عن المنكر كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "العالم  
 بالعلم والادب يعظ والجاهل يعظ بالقرين والغضب ٥ القسم الثالث هو فشر الفشر اعطى  
 للامراء وهو العدل والسياسة المشار اليه بقوله تعالى "وجاد لهم بالتي هي احسن - نحل ١٥٥"  
 فاهم مظاهر مقام الفشر للامراء الشديدين ومقام الفقر للمصوفين العارفين هو المعزى  
 المفترود من خلق الشجرة ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم "عليكم بمجالسة العلماء



اور تمام مقرب محابہ اور اصحابِ صفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا اس راز کو کسی پر بھی ظاہر نہیں فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے برکت سے ہم کو بھی مالا مال فرمائے اور انکی نیکی اور احسان سے ہم کو بھی فیضیاب فرمائے آمین، یا رب العالمین آمین۔ اور اس راز کی برکت سے قیامت کے دن تک شریعتِ پاک قائم ہے پس علم باطن اسکا راز کی جانب رہنمائی کرتا ہے پس جملہ علوم و معارف سب کے سب اسی راز کا پوسٹ ہیں اور البتہ علم ظاہری کے علماء اس راز کے وارث ہیں جن میں سے بعض صاحبِ فرض کے بعض عصبات کے اور بعض ذوی الارحام کے درجہ پر ہیں۔ جنہیں نیک اوصاف کے ساتھ مواظفہ حسنہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انکی راہ پر لانے کی خاطر علم کے پوسٹ سپرد کئے گئے اور اعلیٰ مرتبت مشائخ کے ذریعہ اپنے اپنے سلسلہ (طریقہ) کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پیوستہ و وابستہ ہیں جنکو حکمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کی خاطر علم کے شرف سے باب العلم (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) تک رسائی کی سعادت سے نوازا گیا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر حکمت اور اچھی نصیحت (مواظفہ حسنہ) سے اس طریقہ پر بحث کرو (مجادلہ) جب سب سے بہتر ہو، اور ان سب کا کہنا اصل میں ایک ہی ہے گو نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہے اور آیت شریفہ میں یہ تین معنی (یعنی حکمت، مواظفہ حسنہ، مجادلہ) ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں ایک ساتھ جمع ہیں اور جو سب کے سب ایک ساتھ آپ کے بعد پھر کسی اور کو عطا نہیں فرمائے گئے پس آپ نے انہیں تین قسموں میں تقسیم فرمایا جو ان کا مغز (خلاصہ) ہے اور وہ علم حال ہے جو جن (مردانِ خدا) کو عطا فرمایا گیا ان کا توصلہ اسی کی بدولت ہے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”مردانِ خدا کا توصلہ بہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے“ اور یہاں سے مراد دل کی سختی ہے جو ان کی دعا اور گریہ و زاری سے مٹ جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”جیسے حکمتِ ملی اُسے بہت بھلائی ملی“ اور دوسری قسم اس مغز (علمِ حال) کا پوسٹ ہے جو علم ظاہر کے علماء کو عطا فرمایا گیا اور وہ ہے نیک نصیحت کرنا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”ایک عالم علم و ادب کے ذریعہ نصیحت کرتا ہے تو ایک جاہل مارے گا اور غصہ و غضب کے ساتھ باقی برعوض

وَاسْتِجْمَاعُ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ الْقَلْبَ الْمُنِيبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ ٥  
 الْحِكْمَةُ مَثَالَةُ النَّحْلِ خَيْرٌ أَخَذَ مَا كَانَتْ وَجِدَتْ وَأَوَّلُ الْكَلِمَةِ الَّتِي فِي أَقْوَاهِ الْعَرَامِ نَزَلَتْ  
 مِنَ اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ وَهُوَ عَالَمُ الْجَبَرُوتِ مِنَ الدَّرَجَاتِ ٥ وَالْكَلِمَةُ الَّتِي فِي أَقْوَاهِ الرِّجَالِ  
 الْوَاصِلِينَ نَزَلَتْ مِنَ اللُّوحِ الْأَكْبَرِ بِلِسَانِ الْفَدَسِ بِلَاوَ اسْطِغَةِ فِي الْقُرْبَةِ فُكِّلَ شَيْءٌ يَرْجِعُ  
 إِلَى أَصْلِهِ وَلِذَا لِكَ طَلَبُ أَهْلِ التَّائِيْدِ فَرَضَ فِي مَحَبَّةِ الْقَلْبِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 «طَلَبُ الْعِلْمِ مَقَرُّ رِضَةٍ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ» وَالْمُرَادُ مِنْهُ عِلْمُ الْمَعْرِفَةِ  
 وَالْقُرْبَةِ وَالتَّوَاتُفِ مِنَ الْعُلُومِ الظَّاهِرَةِ لَا بِحَتَّاجِ إِلَيْهَا إِلَّا مَا هُوَ دَيُّهَا الْفَرِيقُ  
 كَمَا قَالَ الْأَكْبَامُ الْخَيْرُ إِلَى رَحِمَتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ بَيْتٌ ٥

مَحَبَّةُ الْقَلْبِ عِلْمٌ فَأَدِجْرُهُ

وَمَوْتُ الْقَلْبِ حَمَلٌ فَاجْتَنِبْهُ

وَاخْذُ مُرَادَكَ النُّقْوَى فَرِزْدُهُ

فَكَانَ بِمَا وَعَظَنُكَ فَاتَّعَظْهُ

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى بِفَرْقَةٍ» فَرَضَاءُ اللَّهِ

تَعَالَى أَنْ يَجَاوِزَ عِبِيدَهُ إِلَى الْقُرْبَةِ وَلَا يُلْقِىَ إِلَى الدَّرَجَاتِ

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمُوَدَّةَ

فِي الْقُرْبَىٰ شَوَاهِدٌ ١٣» وَالْمُرَادُ مِنْهُ عَالَمُ الْقُرْبَةِ

فِي أَحَدِ الْأَوَّلِ وَبَل



کی ہنستی اور حکماء کی باتوں کا سُنا لازم ہے پس اللہ تعالیٰ بے ترک حکمت کے نور سے مردہ دل کو زندہ فرماتا ہے اور حکمت حکیم کی متاعِ گمشدہ ہے جس کو جب بھی اس نے پایا اسے حاصل کر لیا اور جو بات عوام کے منہ سے نکلے وہ لوحِ محفوظ یعنی درجہِ جہان میں وہ عالمِ جبروت سے نازل ہوئی اور جو بات داخلِ بھقِ اصحاب کے منہ سے نکلے وہ قربِ خاص میں کسی واسطے کے بغیر زبانِ پاک کے ذریعہ لوحِ اکبر سے نازل ہوئی پس ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے اور اسی واسطے قلب کی زندگی کے ساتھ اہلِ تلقین کی طلبِ قلبی زندگی کیلئے فرض ہے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے“ اور اس سے مراد علمِ معرفت اور قربِ الہی ہے اور باقی علومِ ظاہری ہیں کہ جن کی ضرورت نہیں پڑتی اور جو فرائض کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

غزالی اشعار کا منظوم ترجمہ از ترجمہ

علم سے ہے قلب زندہ خوب اُسے حاصل کرو      جہل سے ہے موت دل کی اس سے تم بچتے رہو  
جتنا ہو تقویٰ کرو تو شہید ہی ہے بہترین !      یہ نصیحت حیرتی کافی ہے، عمل کرتے رہو  
جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور تو شہرہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر تو شہرہ پر ہیزگاری ہے“ پس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یہی ہے کہ اپنے بندوں کو قربِ خاص کی اجازت دے اور درجات کی جانب مائل نہ فرمائے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا“ اور کئی اقوال میں سے ایک قول کے مطابق اس سے مراد قربِ الہی ہے۔

★

بقیہ صفحہ سے آگے :- تیسری قسم وہ ہے جو پوست کا بھی پوست ہے جو امراء (اہل حکومت) کو عطا فرمایا گیا۔ اور وہ انصاف و سیاست ہے جس کی جانب اس ارشادِ الہی میں (ارشاد) فرمایا گیا ہے کہ ”اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو“ پس وہ سب بطورِ نمونہ امراء شہید کے لئے قہر کی طرح اور صوفیوں و عارفوں کے لئے فخر کی مانند ہیں۔ پودے کی تخلیق کا مقصد یہی مغز ہے اس لئے فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”تم پر علماء کرام سے (اس کے آگے صفحہ ہذا کی پہلی سطر ملاحظہ ہو)

# الفصل السادس

فِي بَيَانِ الْمُتَصَوِّفِ بِصُفْيِهِ بَاطِنِهِمْ بِمَعْرِفَةِ التَّوْحِيدِ

أَوْ لَا تَعْمُرُ نُسُبُوا إِلَى أَصْحَابِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَوِ اللَّبْسِ بِهِ الصُّوفُ هـ لِلسُّمِّيَةِ عَلَى يَدَيْهِ  
صُوفُ الْغَنَمِ وَالتَّمَوِطُ صُوفُ الْمَعَزِ وَالتَّمَنُّعِيُّ صُوفُ الْمَرْعَزِ وَهُوَ الصُّوفُ الْمُرْبَعُ وَكَذَا  
عَالِمُهُ فِي الْبَاطِنِ عَلَى مَرَاتِبٍ أُخْرَاهُ لَطِيبَاتُ الْأَطْعَمَةِ.

قَالَ حَيْثُ أَحْبَبَ النَّفْسِ الْمَجْمُوعُ بِأَهْلِ الذُّهْدِ كَالْحُشْنِ مِنَ الْمُبْلَسِ وَالْمُطْعَمِ  
وَبِأَهْلِ الْمَعْرِفَةِ كَاللَّهْنِ مِنْهُمَا فَإِنَّ إِنْزَالَ السَّاسِ مَنَازِلَهُمْ مِنَ السُّنَّةِ كَمَا لَا يَتَعَدَّى  
أَحَدٌ طَوْرَهُ أَوْ لَا تَعْمُرُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فِي الْحَضَرَةِ الْأَحَدِيَّةِ فَلَقَطُ النَّصُوفِ أَرْبَعَةٌ  
أَخْرُفُ السَّاءُ وَالصَّادُ وَالْوَاوُ وَالْفَاءُ. فَالسَّاءُ مِنَ التَّوْبَةِ وَهِيَ عَلَى وَجْهِ تَوْبَةِ الظَّاهِرِ  
وَتَوْبَةِ الْبَاطِنِ فَتَوْبَةُ الظَّاهِرِ أَنْ يَرْجِعَ بِجَمِيعِ أَعْضَائِهِ الظَّاهِرَةِ مِنَ الذُّرْبِ وَذِمَائِهِ  
الْأَخْلَاقِ إِلَى الطَّعَاتِ وَمِنْ الْمَخَالَفَاتِ إِلَى الْمَوَافَقَاتِ وَلَا وَفَعَلًا وَتَوْبَةُ الْبَاطِنِ  
أَنْ يَرْجِعَ بِجَمِيعِ أَطْوَارِ الْبَاطِنِ عَنِ الْمَخَالَفَاتِ الْبَاطِنِيَّةِ إِلَى الْمَوَافَقَاتِ بِصُفْيِهِ الْقَلْبِ  
فَإِذَا حَصَلَ يُبَدِّلُ الذِّمَّةَ بِالْحَمِيدَةِ فَقَدْ تَمَّ مَقَامُ السَّاءِ وَيُسَمُّونَهُ نَائِبًا وَالصَّادُ مِنَ  
الصَّفَاءِ وَهُوَ عَلَى تَوْعِينِ صِفَاءِ الْقَلْبِ وَصِفَاءِ الشَّرِّ فَصَفَاءُ الْقَلْبِ أَنْ يَصِفَى قَلْبُهُ مِنَ الْكُدُورِ  
الْبَشَرِيَّةِ مِثْلَ الْعِدَاةِ الَّتِي تَحْصُلُ فِي الْقَلْبِ مِنْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ مِنَ الْخَلَالِ وَكَثْرَةِ  
الْكَلَامِ وَالتَّوَمُّ وَكَثْرَةِ الْمَدْحَلَةِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَتَحْوِيلُكَ مِنَ الْمَتَاهِلِ النَّفْسَانِيَّةِ هـ فَصُفْيَةُ  
الْقَلْبِ مِنْ هَذِهِ الْكُدُورَاتِ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِعَمَلٍ زَمَنِيٍّ ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى جَهْرًا أَوْ سِرًّا  
إِلَى أَنْ يَبْلُغَ مَقَامَ الْحَقِيقَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذَكَرُوا اللَّهَ وَحَلَّتْ**

## چشمی فصل

(توحید کی معرفت کی روشنی میں اپنے باطن کی صفائی کے ذریعہ صوفی بننے کے بیان میں)

(صوفی) اس لئے کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی طرف انہوں نے خود کو منسوب کر لیا یا (صوفی) اسلئے کہ ان کا لباس صوف (یعنی) اون کا ہے جو بیت دی کیلئے بکری کا اون (یعنی کھڑدرا) متوسط کیلئے بھیڑ کا اون (نہ زیادہ نرم نہ سخت) دور منہتی کیلئے بھیڑ کی روئیں کا اون (نرم) ہے اور وہ اون چوک نہ ہوتا ہے اور اسی طرح ان کے باطن کا حال ہے جو کبھی غذا کی پاکیزگی کے لحاظ سے ان کے اقوال کے مراتب پر منحصر ہے۔

صاحبِ تقدیس مجمع نے فرمایا ہے جملہ صاحبانِ زہد لباس و غذا میں سخت (موٹا) استعمال کریں اور صاحبانِ معرفت نرم پس اپنے حال کے لحاظ سے اپنے مقلات پر لوگوں کا قائم رہنا سنت کے مطابق ہے تاکہ کوئی بھی اپنے طور پر حد سے نہ بڑھے یا "صوفی" اسلئے کہ بارگاہِ احدیت میں وہ پہلی صف میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس لفظ "تقوف" کے چار حروف تاء، صاد، واو، اور فاع ہیں کہ تاء توبہ سے ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں (ایک) ظاہری توبہ اور (دوسری) باطنی توبہ۔ تو ظاہری توبہ یہ ہے کہ اپنے تمام ظاہری اعضاء کی مدد سے گناہوں اور بُری عادات سے طاعت کی طرف اور خلافِ درزیوں سے نیک باتوں کی طرف قولاً و فعلاً رجوع کرے اور باطنی توبہ یہ ہے کہ قلب کی پاکیزگی کے ذریعہ تمام باطنی طریقوں کی مدد سے باطنی برائیوں سے (باطنی) بھلائیوں کی طرف رجوع کرے اور حبِ برائیاں توبیوں میں تبدیل ہو جائیں تو تاء کا مقام پورا ہو گیا اور اسکو "تائب" کہانام دیتے ہیں اور صاد، صفا (پاکیزگی) سے ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں (ایک) قلب کی پاکیزگی اور (دوسری) سر (باطن) کی پاکیزگی۔ پس قلب کی پاکیزگی یہ ہے کہ اپنے قلب کو بشری کدورتوں سے پاک و صاف کرے جیسے وہ تمام باتیں جو حلال چیزوں کے زیادہ کھانے پینے اور زیادہ بات جیسے اور زیادہ خند اور دنیوی اشیاء پر زیادہ غلبہ کر کے سب سے یا اسی طریقہ کے نفسانی ممنوعات کے باعث قلب میں پیدا ہوں پس ان کدورتوں سے پاک صفا ہونے کا وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کے جہری ذکر کی شروع ہو جائے پابندی ہمیشہ لازم نہ کرے یہاں تک کہ مقامِ حقیقت تک نہ مسائی ہو جائے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے "ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے

قُلُوبُهُمْ اِنَّمَا اَحْيَيْتُ قُلُوبَهُمْ وَانْخَسِيَتْ لَانْكَوْلُ الْاَبْعَدِ اَنْبَاءِ الْقَلْبِ عَنْ  
 نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَتَصْقِيلِهِ فَيَنْقُشُ فِيهِ صُورُ الْغَيْبِ مِنْ خَيْرٍ وَالشَّرِّ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 "لَا يَمُوتُ يَنْقُشُ وَالْعَارِثُ يَنْقُلُ" وَصَفَاءُ السِّرِّ الْاجْتِنَابُ مِنْ مُمْلَاحَةِ مَا سِوَى اللَّهِ  
 وَمَحَبَّتُهُ عِلَازِمُهُ اَسْمَاءُ التَّوْحِيدِ بِلِسَانِ سِرِّهِ فَاِذَا احْصَيْتَ هَذِهِ التَّصْفِيَةَ وَقَدْ تَمَّ  
 مَقَامُ الصَّادِقِ وَامَّا الْوَاوُ فَهُوَ مِنَ الْوَلَايَةِ يَتَرْتَّبُ عَلَى الصَّفِيَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "اَلَا  
 اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" بِرِسَالَةِ "وَنَبِيْحَةُ الْوَلَايَةِ اَنْ يَخْلُقَ  
 بِاَخْلَاقِ اللَّهِ تَعَالَى فَيَلْبَسَ خَلْعَ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَلَّقُوا  
 بِاَخْلَاقِ اللَّهِ تَعَالَى اَيُّ اِتَّصِفُوا بِصِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى بَعْدَ خَلْعِ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ كَمَا قَالَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْفَدَيْتِي "اِذَا احْبَبْتُ عَبْدًا كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَ  
 يَدًا وَلِسَانًا وَرَجُلًا فَيَسْمَعُ وَبِي يَبْصُرُ وَبِي يَبْطِشُ وَبِي يَنْطِقُ وَبِي يَمْشِي فَمَا سِوَى  
 اللَّهِ تَعَالَى" كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" بِرِسَالَةِ  
 فَحَصَلَ مَقَامُ الْوَاوِ ثُمَّ جَاءَ مَقَامُ الْفَاءِ وَهُوَ الْفَنَاءُ فِي اللَّهِ يَعْنِي عَنْ غَيْرِ اللَّهِ وَاِذَا  
 فَنِيَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ بَقِيَ الصِّفَاتِ الْاِلَهِيَّةِ وَهِيَ لَا تَفْنَى وَتَنْفَعُ وَلَا  
 تَزُولُ فَبَقِيَ الْقَبْدُ الْفَنَاءُ مَعَ الرَّبِّ الْبَاقِي وَمَرْضِيَّاتِهِ وَبَقِيَ قَلْبًا لِفَانٍ مَعَ  
 السِّرِّ الْبَاقِي كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ قَسَمُ" بِمَحْمَلِ اَنَّهُ  
 يُؤَلَّدُ بِالْمَرْضِيَّاتِ اِنَّمَا اِلَامًا يُوجَدُ السُّبْحُ مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ لِوَجْهِهِ وَرَضَائِهِ  
 الْمَرْضِيَّاتِ مَعَ الرَّاغِبِ وَنَبِيْحَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ حَقِيقَةُ اَلَا نَشَأَنَّ الْمُسْتَحْيَ  
 بِطُغْلِ الْمَعْنَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "اَلَيْسَ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ" فَانَّمَا  
 وَكُلُّ عَمَلٍ يَكُونُ يُغَيِّرُهُ فِيهِ شُرُكُهُ فَهُوَ مُهْلِكٌ لِعَامِلِهِ فَاِذَا اَتَمَّ الْفَنَاءُ

تو ان کے دل ڈر جائیں، یعنی ان کے دلوں میں خشیت (خوفِ خدا) پیدا ہو اور خشیت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ قلب کو خوابِ غفلت سے خبردار نہ کریں اور اس کے زنگ کو دور نہ کریں تو پھر اس میں خیر و شر سے متعلق غیبی صورتیں نقش ہو جاتی ہیں جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”عالمِ نقش بناتا ہے اور عارف زنگ دور کرتا ہے“ اور باطن کی صفائی اللہ کے سوا ہر کسی کو دیکھنے سے پرہیز کرنے اور باطن کی زبان سے اسماءِ توہید و جگہ دائمی ذکر کے ذریعہ اس (اللہ) کی محبت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور جب یہ صفائی (باطن) حاصل ہو جائے تو مقام ”صاد“ پورا ہو گیا اور ”واو“ ولایت سے ہے جو صغیہ (پاکیزگی) سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اسکھ ہو جاؤ اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے“ اور ولایت کا نتیجہ یہ ہے کہ (انسان) اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے آراستہ ہو جائے پس اللہ تعالیٰ کی صفات کی خلعتیں زیب تن کرے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے اپنے کو آراستہ کرو“ یعنی بشری صفات دور کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ، جیسا کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”جب میں کسی بندے کو مجرب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ اور زبان ہو جاتا ہوں تو وہ کسی غیر خدا کے ساتھ نہیں بلکہ میرے ساتھ سنا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا (ہاتھ لگاتا) ہے اور میرے ساتھ بات کرتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے کہ ”فرماؤ حق آیا اور باطل مٹ گیا“ پس مقامِ واو حاصل ہو گیا پھر ”فاء“ کا مقام آیا اور وہ ہے ”فنا فی اللہ یعنی“ غیر خدا کو چھوڑ کر اللہ کے ذات میں فنا ہو جانا اور جب بشری صفات فنا ہو گئیں تو صفاتِ احدیت باقی رہ گئیں اور وہ کبھی فنا نہیں ہوتیں اور کبھی ختم نہیں ہوتیں اور کبھی زوال نہیں پاتیں۔ تو فنا ہونے والا بندہ باقی رہنے والے پروردگار اور اس کی خوشنودیوں کے ساتھ باقی رہا (یعنی فنا فی اللہ بندے کو باقی باللہ کا مقام حاصل ہوا۔) اور فنا ہونے والے قلب کو باقی رہنے والے باطن کے ساتھ بقا حاصل ہوئی جیسا کہ ارشادِ الہی ہے کہ ”اس (اللہ) کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے“ وہ (اللہ) اس بات پر قادر ہے کہ (اپنی) رضا کے ساتھ پیدا فرمائے جو اسی (اللہ) کے لئے اور اس کی خوشنودی کیلئے اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اور اس کی

حَصَلَ الْبَقَاءُ فِي عَالَمِ الْقُرْبَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فِي مَعْقَدٍ صِدْقٍ عِنْدَ مَوْلَاكَ مُقَدَّرٍ  
 تَمَرُّهُ" وَهُوَ مَقَامُ الْأَبْدِيَّةِ عَلَيْهِمُ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ وَالْأَوْلِيَاءُ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُمْ وَنَفَقْنَا اللَّهُ بِزَكَاتِهِمْ وَأَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ بَرِّهِمْ وَاحْسَنَ بِهِمْ  
 بِطَعْنِهِ وَفَضَّلَهُ أَمِينُ يَارَبَّ الْعَالَمِينَ فِي عَالَمِ اللَّاهُوتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 "وَكُنْزًا مَعَ الصَّادِقِينَ تَوْبَةً" فَالْحَادِثُ إِذَا فُرِنَ بِالْقَدْرِ لَمْ  
 يَبْقَ لَهُ وَجُودٌ كَمَا قِيلَ بِسِيَرِهِ

صِفَاتِ الذَّاتِ وَالْأَفْعَالِ طَرًّا  
 قَدِيمَاتٍ مَصُونَاتِ التَّوَالِ  
 فَإِذَا تَمَّ الْفَنَاءُ بَعَثَ الصُّوفِي مَعَ الْحَقِّ أَبَدًا  
 كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا  
 حَالِدُونَ بِقَرَّةٍ"





عالم قرب میں بقاء (کا مقام) حاصل ہوا جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”سبح کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور“ اور وہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم کا مقام ہے اللہ اپنی مہربانی اور فضل سے ان کے برکات سے ہم کو مالا مال فرمائے اور انکی نیکی اور ان کے احسان سے عالم لاہوت میں ہم کو فیضیاب فرمائے آمین! اے رب العالمین۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے کہ ”اور سچوں کے ساتھ ہر“ پس نیا پیدا ہونے والا جب قدیم سے ممکن نہ ہوتا ہے تو اس کا وجود باقی نہیں رہتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے ”تبرئ منظم ازہم“

قدیم ذات کے ہیں سب صفات اور افعال

زوال سے ہیں جو محفوظ ہر طرح ہر حال

جب فنا مکمل ہو جائے تو صوفی کو حق کے ساتھ بقا ابدی نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے

”جنت والے ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں“

صفحہ ۱۱ سے آگے باقی سلسلہ۔

رضا پر راضی رہنے کے بغیر ممکن نہیں اور نیک عمل کا نتیجہ انسانی حقیقت کی زندگی ہے جس کا نام ”طفل معانی“ ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے“ اور ہر وہ کام جس میں غیر اللہ کی شرکت ہو اس کام کے کرنے والے کے لئے مہلک ہوتا ہے تو جب فنا (کا مقام) پورا ہوا تو۔ (اس کے آگے صفحہ ۱۱ کی پہلی سطر ملاحظہ ہو)

# الفصل السابع

## في بيان الأذكار

فَقَدْ هَدَى اللَّهُ الذَّكْرَيْنَ يَقُولُهُ تَعَالَى "وَادْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ" - بقوله "إلى مراتب  
 ذِكْرِكُمْ" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَفْضَلُ مَا أَقُولُ مَا نَاوَمَا قَالَ النَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ" فَلِكُلِّ مَقَامٍ رُتَبَةٌ خَاصَّةٌ أَمَّا جَهْرًا أَوْ خَفِيَّةً أَوْ لَاهُتَهُمُ إِلَى ذِكْرِ اللِّسَانِ ثُمَّ  
 إِلَى ذِكْرِ الْقَلْبِ ثُمَّ إِلَى ذِكْرِ الرُّوحِ ثُمَّ إِلَى ذِكْرِ السِّرِّ ثُمَّ إِلَى ذِكْرِ الْخَفِيِّ ثُمَّ إِلَى اخْفَى الْخَفِيِّ  
 أَمَّا ذِكْرُ اللِّسَانِ فَكَانَتْ بِذَلِكَ يَدُ كُرِّ الْقَلْبِ مَا تَسْمَعُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى ٥ وَأَمَّا ذِكْرُ  
 النَّفْسِ فَهُوَ ذِكْرُ غَيْرِ مَسْمُوعٍ بِالْحُرُوفِ بِالصَّوْتِ بِلِاسْمِ مَسْمُوعٍ بِالْحِسِّ وَالْحُرُوكِ فِي الْبَلَدِ  
 وَأَمَّا ذِكْرُ الْقَلْبِ فَهُوَ مَدَاحَةُ الْقَلْبِ مَا فِي ضَمِيرِهِ مِنَ الْجَدَالِ وَالْجَمَالِ ٥ وَأَمَّا نَتِيجَةُ  
 ذِكْرِ الرُّوحِ فَهُوَ أَنْوَاعُ التَّجَلِّيَاتِ الصِّفَاتِ ٥ وَأَمَّا ذِكْرُ السِّرِّ فَهُوَ مَرَاتِبُهُ  
 مُكَاشَفَةُ الْأَسْرَارِ الْإِلَهِيَّةِ ٥ وَأَمَّا الذِّكْرُ الْخَفِيُّ فَهُوَ مَعَانِيَةُ أَنْوَاعِ جَمَالِ  
 ذَاكَ الْوَاحِدِيَّةِ فِي مَقْعَدِ صِدْقِهِ ٥ وَأَمَّا ذِكْرُ اخْفَى الْخَفِيِّ فَهُوَ النَّظَرُ إِلَى حَقِيقَةِ  
 حَقِّ الْيَقِينِ وَلَا يَطَّلِعُ غَيْرُ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى "يَعْلَمُ السِّرَّ وَاخْفَى طَهُ" وَذَلِكَ  
 مَبْلَغُ كُلِّ عَزَائِرٍ وَإِنَّهَا كُلُّ مَقَاصِدِ اعْلَمَ أَنَّ ثَمَّةَ رُوحًا آخَرًا وَهُوَ الْعَفْ  
 مِنْ الْأَرْوَاحِ كُلِّهَا وَهُوَ طِفْلُ الْمُعَانِي وَطَهْفَةُ دَاعِيَةِ هَذِهِ الْأَطْوَارِ إِلَى  
 اللَّهِ تَعَالَى أَوْ قَالُوا هَذَا الرُّوحُ لَا يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ بَلْ هُوَ لِلْخَوَاصِّ كَمَا  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ" - مؤمن ٥ وَهَذَا الرُّوحُ  
 يُدَارِئُهُ عَالَمُ الْقُدْرَةِ وَيَشَاهِدُ الْحَقِيقَةَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَى غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَطُّ كَمَا

# ساتویں فصل

(اذکار کے بیان میں)۔

پس بے شک ذکر کرنے والے اللہ کے ہدایت یافتہ ہیں۔ بموجب ارشاد الہیؑ اور اس کا ذکر کرنا جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت فرمائی (گو یا) تمہارے ذکر کے اعلیٰ مراتب کی جانب (ہدایت فرمائی) اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سب سے افضل ترین بات جو میں کہتا ہوں اور مجھ سے پہلے کے انبیاء نے بھی فرمائی ہے وہ ”لا اِلهَ اِلَّا اللہ“ (محققین) ہے ہر مقام کیلئے ایک خاص مرتبہ پچھلے ظاہری ہو کہ باطنی۔ پھر پہلے انہیں زبان کے ذکر کی ہدایت فرمائی پھر قلب کے ذکر کی پھر روح کے ذکر کی پھر ستر کے ذکر کی پھر ذکر خفی (پوشیدہ) کی پھر اخفی الخفی یعنی پوشیدہ ذکر دل میں بھی سب سے پوشیدہ ذکر کی ہدایت فرمائی تو زبان کا ذکر یہ ہے کہ جس کے واسطے سے دل اس ذکر الہی کی یاد تازہ کرتا ہے جس کو وہ بھول چکا ہے اور نفس کا ذکر وہ ہے جو حروف اور آواز کے ذریعہ نہیں سنا جاسکتا بلکہ باطن میں حس اور حرکت سے سنا جاتا ہے اور قلب کا ذکر دل کا اپنے ضمیر میں جلال و جمال کا ملاحظہ کرنا ہے اور روح کے ذکر کا انجسام صفات کی تجلیات کے انوار ہیں اور باطن کا ذکر اللہ کے آثار ہائے سریتہ کے انکشاف کا مراقبہ کرنا ہے۔ اور ذکر خفی (پوشیدہ) صدق کی مجلس میں ذات احدیت کے جمالی انوار کا معائنہ کرنا ہے۔ مگر ذکر اخفی الخفی (یعنی پوشیدہ ذکر دل میں بھی سب سے زیادہ پوشیدہ ذکر) حق الیقین کی حقیقت کا نظارہ کرنا ہے جس سے اللہ کے سوا دوسرا کوئی بھی واقف نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد الہیؑ ہے ”وہ (اللہ) تو بھید کو جانتا ہے اور اُسے بھی جوہر سے بھی زیادہ چھپا ہے“ اور یہی (ذکر اخفی الخفی) جملہ اراحدوں کی منزل مقصود اور جملہ مقاصد کی انتہا ہے۔ جان لو کہ آخر میں جو روح ہے اور جو جو روحوں میں لطیف ترین ہے وہ طفل مساتی ہے اور وہ ان طریقوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی لطیف (شئے) ہے اور فرماتے ہیں ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ وہ خاصانِ خدا کیلئے مخصوص ہوا کرتی ہے جیسا کہ ارشاد الہیؑ ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الَّذُنبُ أَحْرَامٌ عَلَى أَهْلِ الْآخِرَةِ وَالْآخِرَةُ حُرَامٌ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمَا حَرَامَانِ عَلَى أَهْلِ اللَّهِ" وَكَهْرُبُهُ أَوْ مُصَوِّلٌ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَمَّا بَعْدُ  
 اِجْتَمَعَ عَلَى الصَّحَابَةِ الْمُسْتَفْهِمِ بِأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَارْتَدَوْا مَذْكَرَ  
 اللَّهِ تَعَالَى فَرَضَ فَائِمْ عَلَى الطَّالِبِينَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 "فَاذْكُرُوا اللَّهَ فَيَأْمُرَ وَقَعُودًا وَعَلَى جُنُوبِكُمْ نَارٌ"  
 وَالْمُرَادُ مِنَ الْفَيَامِ النَّهَارُ وَمِنَ الْقُعُودِ اللَّيْلُ وَمِنَ الْجُنُوبِ  
 الْقَبْضُ وَالْبَسْطُ وَالصِّحَّةُ وَالسَّقَامَةُ وَالْفَنَى  
 وَالْفَقْرُ وَالْغِنَى وَالذَّلُّ وَمَا شَبَهَ  
 ذَلِكَ.



جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”آخرت والوں پر دنیا حرام ہے اور دنیا والوں پر آخرت حرام ہے اور دنیا و آخرت یہ دونوں اللہ والوں پر حرام ہیں“ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ دن رات احکام شریعت کے ساتھ مراہم مستقیم پر جسم کو گامزن کر دینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر دائمی پر قائم رہنا صاحبان طلب پر فرض ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور اللہ کی یاد کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے کرو“ اور قیام سے مراد دن، قعود سے مراد رات، کروٹوں سے مراد قبض و بسط صحت و بیماری، غنا و فقر، عزت و ذلت اور ان سے ملتی جلتی دوسری باتیں ہیں۔

صفحہ ۸۵ کے آگے باقی سلسلہ :-

”اپنے بندوں میں جس پر چاہے اپنے حکم سے وحی ڈالنا ہے“ اور یہ روح عالم قدرت سے وابستہ ہوتی ہے اور حقیقت کا مشاہدہ کرنے میں محور تہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کی طرف ہرگز مائل نہیں ہوتی۔ (اس کے آگے صفحہ ۸۶ کی پہلی سطر ملاحظہ ہو)

# الفصل الثامن

## فی بیان شرائط الذکر

وَهُوَ أَنْ يَكُونَ الذِّكْرُ عَلَى وَضْعٍ نَامٍ وَأَنْ يَذْكُرَ بِضَرْبٍ شَدِيدٍ وَصَوْتٍ قَوِيٍّ حَتَّى تَحْصُلَ أَنْوَارُ الذِّكْرِ فِي بَوَاطِنِ الذَّاكِرِينَ وَتَصِيرَ ثَلَاثُوهُمْ حَيًّا بِأَنْوَارِ هَذَا الذِّكْرِ حَيَاةٌ أَبَدِيَّةٌ أَخْرَوِيَّةٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَا يَذْوُقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى" وَكَأَنَّ وَكَأَنَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي مَبْنَعِهِمْ" بِعَنِي مُبَاجِرُونَ رَبَّهُمْ أَبَدًا وَلَيْسَ مَعْنَاهُ ظَاهِرُ الصَّلَاةِ مِنَ الْفِيَامِ وَالْفُعُودِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بَلْ مُجَرَّدُ الْمُنَاجَاةِ مِنْ قِبَلِ الْعَبْدِ وَالْهِدَايَةُ الْمَعْرِفَةُ مِنْ قِبَلِ الْحَقِّ فَكَفَى الْعَارِفُ مُحَرَّمًا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِزِيَادَةِ الْمُنَاجَاةِ فِي قَبْرِهِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْمُصَلِّيُّ مُبَاجِرٌ رَبَّهُ" فَمَا لَا يَهْتَامُ الْفَلَبُّ الْحَقُّ فَكَذَلِكَ لَا يَمُوتُ وَكَأَنَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "نَسَامُ عَيْنِي وَلَا يَتَامُ مُقَلْبِي" وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ مَاتَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ بَعَثَ اللَّهُ فِي قَبْرِهِ مَلَكَ يَحْكُمُ بِهِ عِلْمُهُ الْمَعْرِفَةَ فِي قَبْرِهِ وَقَامَ مِنْ قَبْرِهِ عَالِمًا عَارِفًا" وَ الْمُرَادُ مِنَ الْمَلَكَ يَحْكُمُ بِهِ رُوحَانِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَنَّ الْمَلَكَ لَا يَدْخُلُ فِي عَالَمِ الْمَعْرِفَةِ وَلَا يَعْلَمُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "كُلُّ مَنْ رَجُلٌ مَا كَانَ جَاهِلًا وَقَامَ يَوْمَ الْفِيئَةِ عَالِمًا وَعَارِفًا وَكُلُّ مَنْ رَجُلٌ مَا كَانَ عَالِمًا وَقَامَ يَوْمَ الْفِيئَةِ جَاهِلًا وَمُفْلِسًا" كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَذْهَبْتُمْ طَيْبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ" أَهَاتٌ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ" وَنِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ وَنِيَّةُ الْفَاسِقِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ لِأَنَّ النِّيَّةَ بِنَاءُ الْأَعْمَالِ كَمَا

# آٹھویں فصل

(ذکر کے شرائط کے بیان میں)۔

اور وہ یہ ہے کہ ذکر پوری طرح وضو کے ساتھ ہو اور یہ کہ شدید قرب اور زور دار آواز سے ذکر کیا جائے یہاں تک کہ ذکر کرنے والوں کے باطن میں ذکر کے انوار حاصل ہوں اور ان کے دل اسی ذکر کے انوار کی بدولت ابدی اخروی زندگی کے ساتھ زندہ رہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے“ اور جیسا کہ فرما نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انبیاء اور اولیاء اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں“ یعنی اپنے رب سے ہمیشہ نجات طلب کرتے ہیں اور اس کا معنی ظاہری نماز نہیں جس میں کہ قیام و قعود، رکوع اور سجود ہوں بلکہ (اس سے مراد) بندے کی طرف سے خالص مناجات اور حق کی طرف سے معرفت کی ہدایت ہے پس عارف اپنی قبر میں زیادہ مناجات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راز دار ہوتا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے“ پس جس طرح قلب زندہ سوتا نہیں پس اسی طرح وہ مرتا بھی نہیں اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میری آنکھ سوتی ہے اور میرا قلب نہیں سوتا“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جو علم (معرفت) حاصل کرے کے دوران مر جائے اسکی قبر میں اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے جو اس کو اسکی قبر میں معرفت کا علم سکھاتے ہیں اور اپنی قبر سے عالم و عارف ہو کر اٹھتا ہے“ اور دو فرشتوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور (اللہ کی) ولی رضی اللہ عنہ کی روحانیت ہے اسلئے کہ فرشتہ عالم معرفت میں داخل نہیں ہو سکتا اور اسکو سکھا نہیں سکتا اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”کتنے ایسے لوگ ہیں کہ جاہل مرجائیں روز قیامت عالم و عارف بن کر اٹھیں اور کتنے ایسے لوگ ہیں کہ عالم مرجائیں اور قیامت کے دن جاہل اور مغفل بن کر اٹھیں“ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں فنا کر چکے اور اب تمہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ میں دیا جائے گا“ اس کی سزا تمنا حق تکبر کرتے تھے۔“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے (ما بعد موت پورا عذاب)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "بِنَاءُ الصَّحِيحِ عَلَى الصَّحِيحِ وَبِنَاءُ الْفَاسِدِ عَلَى الْفَاسِدِ فَاسِدٌ"  
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ كَانَ يُرِيدْ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدْ حَرْثَ الدُّنْيَا  
 نُفِثْهُ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ شَرَّاهُ" فَأُلْوَاجِبُ عَلَى الْعَبْدِ طَلَبُ حَاجَةِ الْفَلَسِيَّةِ  
 الْآخِرَةِ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا قَبْلَ قَوْرِ الْوَقْتِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ طَلَبَ  
 الْآخِرَةَ بِأَعْمَالِ الدُّنْيَا قَدْ نَصِيبٌ لَهُ فَكَذَلِكَ يَرْوَعُ بَرٌّ الْآخِرَةَ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا  
 لَوْ يَحْصُدُ فِي الْآخِرَةِ" وَالْمُرَادُ مِنَ الْمَرْعَةِ أَرْضُ الْوُجُودِ  
 لَا الْإِفْنَاءِ ۝





جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”صحیح بنیاد پر صحیح تعمیر صحیح ہے اور فاسد بنیاد پر فاسد تعمیر فاسد ہے۔ (یعنی صحیح نیت کے ساتھ عمل صحیح اور بری نیت کے ساتھ عمل بُرا ہے) اور ارشاد الہی ہے کہ ”جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔“ پس بندہ پر واجب ہے کہ وقت گزر جانے سے قبل ہی اہل تلقین (پیر و مرشد) سے دنیا میں ہی آخرت کی قلبی زندگی حاصل کر لے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو جو دنیاوی اعمال کے ذریعہ آخرت طلب کرے تو اُس کا کچھ حصہ نہیں۔“ پس جب اس نے دنیا میں آخرت کا تخم ہی نہیں بویا تو آخرت میں وہ اس کی فصل بھی نہیں کاٹے گا اور کھیتی سے مراد وجود کی زمین ہے فنا کی زمین نہیں۔

صفحہ ۸۹ کے آگے باقی سلسلہ :-

ہے ”بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے“ اور مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاسق کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے، اس لئے کہ نیت اعمال کی بنیاد ہے۔ (اس کے آگے صفحہ ۹۱ کی سطر ۷ ملاحظہ ہو)

# الفصل التاسع

في بيان رؤية الله تعالى

فَالرُّؤْيَا عَلَى ثَوْنَيْنِ رُؤْيَا جَمَالِهِ فِي الْآخِرَةِ بِدَوَاسِطِهِ مِرَاةِ الْقَلْبِ وَرُؤْيَا صِفَائِهِ فِي الدُّنْيَا بِوَسْطِهِ مِرَاةِ الْقَلْبِ بِنَظَرِ الْقَوَادِمِ مِنْ عَكْسِ ثَوَائِرِ الْجَمَالِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَدِيدُ الْفَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمُ" ٣٣ "فَمَنْ رَأَى صِفَائِهِ بِرُؤْيَا تَعَالَى فِي الْآخِرَةِ بِدَوَاسِطِهِ وَجَمِيعُ الدَّعَاوِي إِلَى صَدْرِهِ مِنَ الْأَوَّلِيَّاتِ فِي رُؤْيَا اللَّهِ تَعَالَى كَقَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "رَأَى قَلْبِي رَبِّي أَيْ ذُورِي" وَقَوْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "لَمْ أَعْبُدْ رَبًّا إِلَّا أَرَاهُ" فَذَلِكَ كُلُّهُ مُشَاهَدَةُ الصِّفَاتِ كَمَا أَنَّ مَنْ رَأَى شُعَاعَ الشَّمْسِ مِنَ الْمَشْكَاهِ وَنَحْوَهَا صَحَّحَ أَنْ يَقُولَ رَأَيْتُ الشَّمْسَ عَلَى سَبِيلِ التَّوَسُّعِ وَقَدْ مَثَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لُورُهُ فِي كَلَامِهِ الْهَدِيمِ بِإِعْتِبَارِ صِفَائِهِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى كَشَفْنَا عَنْهُمَا مِصْبَاحًا - نوره - قَالُوا الْمَشْهُودُ طَلِبُ الْمُؤْمِنِ وَالْمِصْبَاحُ سِرُّ الْقَوَادِمِ وَصِفَةُ الدَّرَجَةِ فِي شِدَّةِ ذُورَانِيَّتِهِ ثُمَّ بَيْنَ الْمُعَدَّنَ فَقَالَ تَعَالَى "لَوْ قَدَّمْتُ شَجَرَةً مُبَارَكَةً" ٣٥ "وَهِيَ شَجَرَةُ التَّلَافُظِ وَالتَّوْحِيدِ الْخَاصِّ مِنْ لِسَانِ الْقُدُّوسِ بِدَوَاسِطِهِ كَمَا لَحَقَّ الْقُرْآنُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَصْلِ ثُمَّ نَزَّوْلُ جِبْرِيلَ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمَصْلَحَةِ الْعَوَامِّ وَإِنْكَارِ الْكَافِرِ وَالْمُتَنَافِيهِ وَالَّذِي لَيْلُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى "وَأَنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ" ٣٦ "وَلِذَاكَ بِسَرِّهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِسَبْقِ جِبْرِيلَ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْوَسْطَى حَتَّى نَزَلَ فِيهِ آيَةٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ"

# نویں فصل

(اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بیان میں)۔

پس دیدار دو قسم کا ہے (ایک) آخرت میں قلبی آئینہ کے واسطے کے بغیر اس (اللہ) کے جمال کا دیدار کرنا اور (دوسرا) دنیا میں قلبی آئینہ کے واسطے سے اس (اللہ) کی صفات کے جمالی انوار کے عکس کا قلبی نگاہ سے دیدار کرنا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک، سلامتی دینے والا، حفاظت فرمانے والا“ پس جس نے اسکی صفات کا دیدار کیا وہ آخرت میں کسی کیفیت کے بغیر ذات حق تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں جو جو دعوے اولیاء کرام نے فرمائے ہیں۔

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ ”میرے قلب نے میرے رب کو دیکھا یعنی میرے رب کے نور (کو دیکھا)“ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ ”میں رب کی عبادت اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ اُس کو دیکھ نہیں لیتا“ وہ سارا صفات (الہی) کا مشاہدہ جس طرح کہ کوئی شخص طاق وغیرہ میں سورج کی شعاع کو دیکھے تو بلحاظ وسعت اس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ میں نے سورج کو دیکھا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں اپنی صفات کے اعتبار سے اپنے نور کی اسی طرح مثال دی ہے جو جب ارشاد الہی ”طاق کی طرح جس میں چراغ ہے“ (بزرگوں نے) فرمایا ہے مومن کا قلب طاق ہے اور قلب کا باطن چراغ ہے جو اپنی تیز روشنی کے سبب موتی کے وصف کی طرح ہے پھر اس نور کے معدن کا بیان فرمایا تو ارشاد الہی ہے ”برکت والی بیڑ (درخت) سے روشنی ہوتا ہے“ اور یہی تحقیق اور خالص توحید کی بیڑ (درخت) ہے جو کسی بھی توسط کے بغیر زبان قدس ہی ہے جیسا کہ قرآن کا تعلق دراصل (راست) ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نازل ہونا (محض) عوام کی مصلحت کیلئے اور کافر و منافق کے انکار کے پیش نظر ہے جس پر دلیل یہ ارشاد الہی ہے ”اور ہے تک تم قرآن سکھاتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے“ اور اسی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلدی فرماتے تھے اور حضرت جبرئیل (علیہ السلام) پہرہ خط جو

طه ١١ " وَكَذَلِكَ نَسْطَعُ جَبْرِيْلُ عَلَى ابْنِيْنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْهُ الْمَصْرَاجُ اَنْ  
 يَتَجَاوَزَ مِنْ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ثُمَّ وَصَفَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَكَ الشَّجَرَةُ بِقَوْلِهِ  
 تَعَالَى " لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ نُوْرٌ " لَا يَمُوتُهَا الْحُدُوثُ وَالْعَدَمُ وَالْعُلُوقُ وَالْغُرُوبُ  
 بَلْ اَزَلِيَّةٌ لَمْ تَزَلْ كَمَا اَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَاجِبُ الوجودِ قَدْ بَرَأَ اَزَلِيَّةً  
 لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ فَكَذَلِكَ اَصْفَانَهُ تَعَالَى قَدْ بَرَأَ اَزَلِيَّةً لَا تَمُوتُ اَنْوَارُهُ وَتَحْلِيَّاتُهُ  
 وَهِيَ نِسْبَةُ قَائِمَةٍ بِدَالِهِ تَعَالَى قَدْ لَا يَبْعُدُ اَنْ يَكْشِفَ حِجَابَ النَّفْسِ مِنْ وَجْهِ الْقَلْبِ  
 فَحَيْثُ الْقَلْبُ بِإِضَافَةِ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ مَعَ اَنْ الْمَقْصُودُ مِنْ خَلْقِ الْعَالَمِ كَشْفُ  
 الْكَزْبِ الْمُخْفِي مَرَّ الْحَدِيثُ .

قَالَ هَيْتَ أَحِبُّ الْمُرْصَافِي فَأَمَّا رُؤْيَا اللهِ تَعَالَى فِيهِ فِي الْآخِرَةِ مَبْدَأُ  
 وَاسِطَةُ الْمِرَاةِ اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى بِنَظَرِ السِّرِّ وَهِيَ ذَاكَ الْمُسَمَّى بِطِفْلِ الْمَعَانِي كَمَا  
 قَالَ اللهُ تَعَالَى " وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ " قِيَامُهُ " وَالْمُرَادُ مِنْ  
 قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ " رَأَيْتُ رَبِّي عَلَى مُوَرَّةٍ شَابٍ اَمْرَدٌ " هُوَ طِفْلُ الْمَعَانِي وَتَحْلِي  
 الرَّبِّ جَلَّ شَانُهُ عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ فِي مِرَاةِ الرُّوحِ بِلَا وَاسِطَةٍ بَيْنَ الْمُتَحَلِّي  
 وَالْمُتَحَلَّى لَهُ وَالْآ فَالْحَقُّ مُنْزَعٌ عَنِ الصُّورَةِ وَالْمَادَةِ وَخَوَاصِ الْجِسَامِ  
 فَالصُّورَةُ مِرَاةُ الْمَوْجُودِ غَيْرِ الْمَادَةِ وَالرَّائِي قَدْ فَهِمَ فَإِنَّهُ لَبَّ السِّرِّ وَهَذَا  
 فِي عَالَمِ الصِّفَاتِ لِأَنَّ فِي عَالَمِ الذَّاتِ تَحْرُوقُ الرُّسَائِطُ وَتَمَحُّوْهُ وَلَا يَسْمَعُ فِي  
 هَذَا لَكَ غَيْرُ اللهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " عَرَفْتُ رَبِّي اَيُّ بَيِّنَةٍ رَبِّي  
 وَحَقِيقَةُ الْإِنْسَانِ مُحَرَّمٌ لِذَلِكَ التَّوَرِكِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ  
 " الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ " وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَنَا مِنْ اللهِ

اور کس طرح شبِ معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہی سے آگے نہ بڑھ سکے پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی بیکر صفت بیان فرمائی بموجب ارشاد الہی ”جو نہ یورب کا نہ کچھم کا“ کے بموجب اس کا حدث و علو طوع و غروب ہونا نہیں بیان فرمایا بلکہ اس کا ازل و ابدی ہونا بیان فرمایا۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود قدیم ازل ہے جو ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور اسی طرح اس (اللہ تعالیٰ) کو صفات بھی ہیں جو قدیم و ازل ہی ہیں اسلئے کہ وہ (صفات) بھی اسی کے اولاد و تجلیات ہیں اور یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ برقرار ہے پس دور نہیں کہ قلب کے چہرہ پر سے نفس کا پردہ اٹھ جائے پس حق سبحانہ کی اعانت سے قلب کو زندگی نصیب ہوتی ہے نیز یہ کہ عالم کی تخلیق سے اسی پوشیدہ قزاق کو ظاہر کرنا مقصود ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا (یعنی گفت گذرا) (مختصاً) والی حدیث شریف میں گزرا۔

مصنف کتاب مرصاح نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار تو آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئینہ (دل) کے واسطے کے بغیر سیر کی نظر سے ہو گا اور یہ وہی ہے جس کو طفل معانی کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”کچھ منہ اُس دن ترو تا نہ ہونگے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوئے“ اور فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میں نے اپنے رب کو ایک بے ڈالھی مونچھ لوجوان کی صورت میں دیکھا“ جس سے مراد طفل معانی ہے اور بلب جل شانہ نے روح کے آئینہ میں اسی صورت میں یوں تجلی فرمائی کہ تجلی فرمانے والے اور تجلی حاصل کرنے والے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں اور حق تعالیٰ صورت (شکل) اور مادی و جسمانی خاصیتوں سے پاک و صاف ہے۔ پس صورت دیکھنے اور دیکھنے والا ایک غیر مادی آئینہ ہے جس سے سمجھ لو کہ یہی خلاصہ راز ہے اور یہ سب عالم صفات میں ہے۔ اسلئے کہ عالم ذات کے اندر سب واسطہ جل کر خاک ہو جاتے اور مٹ جاتے ہیں اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے جلوے کے سوا کسی دوسرے کئی گمانش ہی نہیں جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میں نے اپنے رب کو پہچان لیا“ یعنی اپنے رب کے نور کو (پہچان لیا) اور حقیقت انسانی اس نور کے لئے محرم ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میں اللہ (کے نور) سے ہوں“ اور

وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي“ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُؤْدِيَّ ”خَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِنْ نُورٍ  
وَجْهِي“ وَالْمُرَادُ مِنَ الْوَجْهِ الذَّاكُ الْمُقَدَّسُ الْمُتَجَلَّى فِي صِفَةِ الرَّحْمَةِ كَمَا قَالَ  
اللَّهُ تَعَالَى فِي حَدِيثِ الْفُؤْدِيَّ ”سَيَقْدُ رَحْمَتِي غَضَبِي“ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ ”وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى“ ”لَقَدْ  
جَاءَكُمُ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ تَوْبَةً“ ”وَقَالَ اللَّهُ  
تَعَالَى“ ”قَدْ جَاءَكُمْ مِّنْ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“  
”وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُؤْدِيَّ  
”لَوْلَاكَ لَمْ تَخْلُقْتُ  
الْأَفْدَاكَ“ هـ



ایمان والے مسیح (نور) سے ہیں، اور حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”رحمت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں نے اپنے چہرے کے نور سے پیدا فرمایا“ اور چہرہ سے مراد ذات پاک ہے جو رحمت کی صفت میں روشن ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ”مسیح غضب پر نیری رحمت سبقت لے گئی“ اور ارشاد الہی ہے کہ ”ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا“ اور ارشاد الہی ہے کہ ”بے شک تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک رسول آیا“ اور ارشاد الہی ہے کہ ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر آئی“ اور حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”(اے محبوب) اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہیں فرماتا۔“

صفحہ ۹۳ سے آگے باقی سلسلہ :-

سے وحی میں آگے بڑھ جاتے تھے (یعنی جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے سے قبل ہی حضور آیت پڑھ دیتے تھے) یہاں تک کہ اس بارے میں وحی اتری جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہو جائے“۔ (اس کے آگے صفحہ ۹۵ کی پہلی سطر ملاحظہ ہو)

# الفصل العاشر

فِي بَيَانِ الْحُبِّ الظُّلْمَانِيَّةِ وَالنُّورَانِيَّةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا" بِنِزَالِ  
وَالْمُرَادُ مِنْهُ عَمَى الْقَلْبِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فَإِنَّمَا أَتَى الْأَبْصَارَ وَلَكِنْ تَعْمَلُ هَلُوبًا  
الَّتِي فِي الصُّدُورِ" وَسَبَبُ عَمَاةِ الظُّلُمَاتِ الْحُبُّ الْعَقْلِيَّ وَالنَّيَّاسِيَّ لِسَبَبِ الْعَهْدِ  
مَعَ اللَّهِ تَعَالَى وَسَبَبِ الْعَقْلِيَّ الْجَهْلُ مِنْ حِفْظِهِ الْأَمْرِ الْإِلَهِيِّ وَسَبَبِ الْجَهْلِ اسْتِدْلَا  
صِفَاتِ الظُّلُمَاتِ عَلَيْهِ وَالْكِبَرُ وَالْحَفْدُ وَالْحَسَدُ وَالْعُجْبُ وَالْبُخْلُ وَالْعِيبَةُ وَالنَّمِيمَةُ  
وَالْكَذِبُ وَخَوَازِكُ مِنَ الذَّمِّ مَا تَمُّ وَسَبَبُ تَنَزُّلِهِ فِي أَسْفَلِ سَائِلِينَ هَذِهِ الصِّفَاتُ  
فَإِذَا انْتَبَهَ مِنْ هَذِهِ الْعَقْلِيَّةِ وَاشْتَغَلَ بِالتَّوْحِيدِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْمُجَاهَدَةِ الْقُوَّةِ  
ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَلْيُصَقِّلْ مِرَاةَ الْقَلْبِ بِتَصْقِيلِ التَّوْحِيدِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْمُجَاهَدَةِ  
الْقُوَّةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَتَحْصُلْ حَيَاةُ الْقَلْبِ بِنُورِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ فَيَذْكُرُ  
وَطَنَهُ الْأَصْلِيَّ فَيَشْتَأِقُ إِلَيْهِ فَيَرْجِعُ وَيَصِلُ بِعِنَايَةِ الرَّحْمَنِ وَبَعْدَ ارْتِفَاعِ هَذِهِ  
الْحُبِّ الظُّلْمَانِيَّةِ يَبْقَى النُّورَانِيَّةُ بِصِبْرِ بَصِيرَةِ الرُّوحِ وَنُورِ بَنُورِ  
الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الْحُبُّ النُّورَانِيَّةُ تَذَرِيحًا فَيَنْوَرُ بِنُورِ الذَّاتِ  
وَأَعْلَى أَنْ يَلْقَى فِي السَّابِقِينَ عَيْنِي الْعَيْنِ الصَّغِيرِ وَالْعَيْنِ الْكُبْرَى فَالصَّغِيرِ  
تُشَاهِدُ بِتَجَلِّيَاتِ الصِّفَاتِ إِلَى الْأَسْمَاءِ عَالِمِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَيْنِ الْكُبْرَى تُشَاهِدُ  
بِتَجَلِّيِ أَنْوَارِ الذَّاتِ فِي عَالِمِ اللَّاهُوتِيَّةِ لِلْإِنْسَانِ بِالْمَوْتِ وَقَبْلَ الْفَنَاءِ مِنَ الْبَشَرِيَّةِ  
الْتَّفَسَّاتِيَّةِ وَوُصُولِ الْعَبْدِ إِلَى ذَلِكَ الْعَالَمِ بِقَدَرِ الْإِنْفِطَاحِ مِنَ الْبَشَرِيَّةِ



## دسویں فصل

(تاریک اور روشن حجابات کے بیشان میں)۔

ارشاد الہی ہے ”جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور بھی زیادہ گمراہ“ اور اسی سے مراد دل کا اندھا ہونا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”قریب کر آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں“ اور تاریکیوں کی افزائش کا سبب حجاب اور غفلت اور اللہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو بھول جانا ہے اور غفلت کا سبب اللہ کے حکم کی حقیقت سے لاعلمی ہے اور جہل کا سبب اس پر ظلماتی صفات، جیسے تکبر، بغض، حسد، گفتہ، نجل، (کنجوسی) غیبت، جھگڑی اور جھوٹ وغیرہ پرائیوں کا غالب آنا ہے۔ اور خلی سی خلی حالت میں تنزل کا سبب یہی صفات ہیں۔ پس جب اس غفلت سے خیر دار ہوا اور توحید، علم، عمل اور سخت مجاہدہ پر ظاہر و باطن میں عمل پیرا ہو تو توحید، علم، عمل اور سخت مجاہدہ کی ظاہری و باطنی جلا کی بدولت قلب کا آئینہ چمک اٹھتا ہے۔ پس اسماء و صفات کی روشنی سے قلب کی زندگی حاصل ہوتی ہے پس وہ اپنے اصلی وطن کو یاد کرتا ہے اور اسکی جانب اشتیاق بتاتا ہے پس رمل کی غلیظت سے واپس لوٹتا اور (منزل مقصود تک) رسائی حاصل کر لیتا ہے اور ان تاریک حجابات کے اٹھ جانے کے بعد نورانیت باقی رہ جاتی ہے اور (سبزہ) روحانی آنکھ کی بصیرت حاصل کر لیتا ہے اور اسماء و صفات کے نور سے منور کرتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ نورانی حجابات بھی اٹھ جاتے ہیں اور نور ذات کی تجلی ظاہر ہوتی ہے اور جان کو کہ قلب کی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ (ایک) چھوٹی آنکھ اور (دوسری) بڑی آنکھ۔ پس چھوٹی آنکھ صفات کی تجلیوں کے ذریعہ عالم درجات کی آخری حد تک کا مشاہدہ کرتی ہے اور بڑی انوار ذات کی تجلی کا عالم لاہوت میں مشاہدہ کرتی ہے (جو) انسان کیلئے موت کے ساتھ اور نفسانی بشریت کے فنا ہونے سے پہلے ہے اور اس عالم تک بندے کی رسائی نفسانی بشریت کے منقطع ہونے کے منقطع

التَّقْسَانِيَّةَ وَلَيْسَ مَعْنَى الْوُصُولِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ قَبِيلِ وَصُولِ الْجَسَمِ إِلَى الْجَسَمِ  
وَلَا الْعِلْمِ بِالْمَعْلُومِ وَلَا الْعَقْلِ بِالْمَعْقُولِ وَلَا الْوَهْمِ بِالْمَوْهُومِ ۝ فَمَعْنَى الْوُصُولِ  
بِقَدْرِ الْإِنْفِصَالِ عَنْ غَيْرِهِ ۝ بِدَلَّاقَرَبٍ وَلَا بَعْدٍ وَلَا جِهَةٍ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَلَا اتِّصَالٍ وَلَا  
إِنْفِصَالٍ فَسُبْحَانَ مَنْ فِي ظُهُورِهِ وَخَفَائِهِ تَجَلُّبُهُ وَاسْتِنَارُهُ وَفِي مَعْرِفَتِهِ  
حِكْمَةٌ عَظِيمَةٌ فَمَنْ حَصَلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى فِي الدُّنْيَا وَحَاسَبَ  
نَفْسَهُ قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ فَهُوَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ وَإِلَّا  
فَمُسْتَقْبَلُهُ عُقُوبَاتٌ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْخَشْرِ  
وَالْحِسَابِ وَالْعِزَّانِ وَالْقِرَاطِ وَغَيْرِ  
ذَلِكَ مِنْ شَدَائِدِ الْآخِرَةِ



اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کے معنی جسم سے جسم کے ملنے کی طرح ہرگز نہیں اور نہ ہی علم کے معلوم کے ساتھ اور عقل کے معقول کے ساتھ اور ذہن کے موزون کے ساتھ ہونے کی طرح ہے پس (اللہ سے) ملنے کا مطلب غیر خدا سے منقطع ہونے کے مطابق ہے جس میں نہ نزدیکی کا نہ دوری کا نہ سمت کا نہ رو برو ہونے کا نہ متصل ہونے کا اور نہ منقطع ہونے کا (کوئی تصور) ہے۔ پس اسکی وہ ذات پاک ہے کہ جس کے ظاہر ہونے میں اور اس کے غفی رہنے میں (بالترتیب) اس کی تجلی ہے اور اس کی سرشتگی ہے اور اسکی معرفت میں بڑی حکمت ہے تو جس نے دنیا میں اس مقصد کو حاصل کر لیا اور اپنے نفس کا محاسبہ کیا قبل اس کے کہ اس کا حساب لیا جائے تو وہ فلاح پاتے دالوں میں رہے اور نہ پھر اس کے بعد آئندہ عذاب قبر و حشر، حساب، میزان اور پیمانہ وغیرہ جیسی آخرت کی سختیوں کا سامنا ہوگا۔

# الفصل الحادي عشر

في بيان السعادة والشقاوة

وَعَلِمَ أَنَّ النَّاسَ لَا يَخْلُونَ مِنْ هَذِهِ الْقِسْمَيْنِ وَهُمَا يُوجَدَانِ فِي إِنْسَانٍ وَاحِدٍ فَإِنْ غَلَبَتْ جِهَةٌ حَسَنَاتِهِ وَاخْتَلَصَتْ بِهِ تِلْكَ جِهَةٌ شَقَاؤُهُ إِلَى السَّعَادَةِ لَعَنَ تَبَدَّلَتْ نَفْسَانِيَّتُهُ إِلَى رُوحَانِيَّتِهِ وَإِذَا اتَّبَعَ هَوَاهُ الْعَكْسُ الْأَمْرُ فَإِذَا اسْتَوَتْ الْجِهَتَانِ فَالْجَاءُ الْخَيْرُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا» أَلَا نَعْلَمُ أَنَّ «فَوْضِعَ الْمِيزَانِ لِأَجْلِهَا لَأَنَّهَا إِذَا تَبَدَّلَتْ النَّفْسَانِيَّةُ إِلَى الرُّوحَانِيَّةِ بِالْكُدَيَّةِ فَلَدَاجَةً إِلَى الْمِيزَانِ فَهُوَ يُجْحَى بِغَيْرِ حِسَابٍ فَمَنْ تَرَجَّحَتْ حَسَنَاتُهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِدَعْدَابٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ» الْقَارِئُ «وَمَنْ تَرَجَّحَتْ سَيِّئَاتُهُ يُعَذِّبُ بِقَدْرِ جِنَائِهِ ثُمَّ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ أَنْ كَانَ لَهُ إِيمَانٌ وَيُدْخِلُ الْجَنَّةَ وَمُرَادُنَا مِنَ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ مَعْنَى الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «السَّعِيدُ قَدْ شَفَى وَالشَّفَى قَدْ سَعَدَ» فَإِذَا غَلَبَتْ الْحَسَنَاتُ يَكُونُ سَعِيدًا وَإِذَا غَلَبَتْ السَّيِّئَاتُ يَكُونُ شَفِيًّا فَمَنْ نَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا يَبْدُلُ شَقَاؤَهُ إِلَى السَّعَادَةِ وَأَمَّا الْقَدَرُ فِي الْأَزَلِ مِنَ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ لِكُلِّ وَاحِدٍ جَامِعٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «السَّعِيدُ سَعِيدٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَالشَّفَى شَفَى فِي بَطْنِ أُمِّهِ» وَلَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهِ جَحْتُ لِأَنَّهُ مِنْ سِرِّ الْقَدَرِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَخْتَلِجَ أَحَدٌ بِسِرِّ الْقَدَرِ قَالَ صَاحِبُ تَفْسِيرِ الْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «لَا نَكْثِرُ مِنَ الْأَسْرَارِ

## گیارہویں فصل

”سعادت (نیکبختی) اور شقاوت (بدبختی) کے بیان میں“

اور جان لو کہ انسان ان دونوں قسم (کی باتوں) سے خالی نہیں! اور وہ دونوں (باتیں) ایک ہی انسان میں پائی جاتی ہیں پس اگر اسکی نیکیوں اور اخلاص کی جہت غالب آجائے تو اسکی شقاوت بھی سعادت سے بدل جائے یعنی کہ اسکی نفسانیت اسکی روحانیت سے بدل جائے اور جب وہ اپنی خواہش کی پیروی کرے تو بات برعکس ہو جائے اور جب دونوں جہتیں برابر برابریں تو بھلائی کی اُمید ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”جو ایک نیکی لائے تو اُسکے لئے اس جیسی دس ہیں“ پس میزانِ ان دونوں کی خاطر نیا یا گلیہ ہے تاکہ جب نفسانیت سب کی سب روحانیت سے تبدیل ہو جائے تو میزان کی ضرورت نہیں پس وہ حساب کے بغیر پیدا ہوئے گا تو جس نے اپنی نیکیوں کو ترجیح دی وہ عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تو جس کی تو لیں بھاری ہویں وہ تو من مانے عیش میں ہیں“ اور جس نے اپنی برائیوں کو ترجیح دی اس کو اس کے گناہ کے مطابق عذاب دیا جائے گا پھر آگ سے نکالا جائے گا اگر اس کے پاس ایمان ہو تو جنت میں داخل کیا جائے گا اور سعادت اور شقاوت سے ہماری مراد حسنات (نیک اعمال) اور سیئات (برے اعمال) ہیں جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”و نیک شخص سے بھی برائی سرزد ہوتی ہے اور بُرا آدمی نیکی بھی کرتا ہے“ پس جب نیکیاں غالب آئیں تو وہ نیک ہو گا اور جب برائیاں غالب ہو جائیں تو وہ بُرا ہو گا تو جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیا اسکی برائی نیکی سے بدل جاتی ہے۔ اور سعادت پر شقاوت کا جمع ہونا ازل سے ہر کسی تقدیر میں (لکھا) ہوا ہے فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”نیک شخص اپنی ماں کے شکم میں سے ہی نیک ہوتا ہے اور بُرا شخص اپنی ماں کے شکم میں سے ہی بُرا ہوتا ہے“ اور اس کے بارے میں کسی کے متعلق بحث کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ تقدیر کا راز ہے اور تقدیر کے راز پر کسی کو محبت کہنا جائز نہیں۔ مؤلف تفسیر بخاری رحمۃ اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اسرار (رازوں) میں سے

يَعْلَمُ وَلَا يَسْكُرُ بِهِ كَثَرُ الْقُدْرِ بَانَ الْبَلِيسُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَمَا يَسْتَحِقُّ أَمَالَ  
 أَمْرِهِ فَلَعْنِ بِذَلِكَ وَإِنَّ آدَمَ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ أَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَالتَّسْلِيمِ أَصَنَاتُ  
 عَصِيَانَتِهِ إِلَى نَفْسِهِ فَافْلَحَ وَرُجِعَ وَفِي السَّيَرَةِ رَأْيُهُ نَاجِي بَعْضُ الْعَارِفِينَ هَلْ هِيَ أَنْتَ قَدَرْتُ  
 وَأَنْتَ أَرَدْتَ وَأَنْتَ خَلَقْتَ الْمُعْصِيَةَ فِي نَفْسِي فَهَتَفَ بِهِ هَالِكٌ يَا عِبَادِي هَذَا شَرْطُ  
 التَّوْحِيدِ فَمَا شَرَطَ الْعِبَادِيَّةَ وَفَعَادَ فَعَالَ أَنَا أَخْطَاكَ وَأَنَا أَذْنَبْتُ وَأَنَا ظَلَمْتُ  
 نَفْسِي فَعَادَ الْهَائِلُ أَنَا غَفَرْتُ وَأَنَا عَفُوْتُ وَأَنَا رَحِمْتُ وَقَدْ أَرَلُوا أَنَّ الْمُرَادَ  
 بِالْأَمْرِ فِي حَدِيثِ تَجْمِيعِ الْعَنَاصِرِ الَّتِي هُوَ لَدُمْنَهَا الْقُوَى الْبَشَرِيَّةُ فِيهَا التُّرَابُ وَالْمَاءُ  
 ظَهَرَتْ السَّعَادَةُ لِأَنَّهُمَا مُجْبِيَانِ وَهُنِيئَتَانِ الْعِلْمُ وَالْإِيمَانُ وَالتَّوَاضُّعُ فِي الْقَلْبِ وَأَمَّا  
 النَّارُ وَالرَّيْحُ فِيهَا الْعَكْسُ لِأَنَّهُمَا مُخْرِفَانِ وَتُمْنِيئَتَانِ فَسُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ هَذِهِ  
 الْأَصْدَادِ فِي وَجْهِهِ وَاحِدٍ كَمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالنَّارِ وَالظُّلْمَةِ وَالنُّورِ فِي السَّحَابِ  
 كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ رَعِدًا  
 سُبْحَانَ حُجِّي بْنِ مَعَاذٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ بِمَا عَرَفَ اللَّهُ تَعَالَى ؟ فَقَالَ "يَجْمَعُ بَيْنَ الْأَصْدَادِ"  
 وَلِذَا لِكَانَ الْإِنْسَانُ نُسخَةً أَمَّ الْكِتَابِ وَمِرَاةَ الْخَوَاصِّ وَجَمَالَ وَمَجْمُوعَةَ الْكُونَ  
 وَلِئْسِي كَوْنًا جَامِعًا وَعَالَمًا أَكْبَرَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَهُ بِيَدِهِ أَيْ بِصِفَةِ الْقَهْرِ  
 وَاللُّطْفِ لِأَنَّ الْمِرَاةَ مِنْ جِهَتَيْنِ بَعْنَى الْكِفَاةِ وَاللِّطَافَةِ فَكَوْنُ مَظْهَرِ اسْمِ  
 الْجَمَاعِ بِخِلَافِ سَائِرِ الْأَشْيَاءِ فَإِنَّهَا خُلِقَتْ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ هِيَ أَمَّا صِفَةُ اللَّطْفِ  
 فَقَطُّ كَالْمَدَائِكَةِ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ هُمْ مَظْهَرُ اسْمِ السُّبُوحِ  
 وَالْقُدُّوسِ فَقَطُّ وَأَمَّا صِفَةُ الْقَهْرِ كَالْبَلِيسِ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّ وَذَرِّيَّتِهِ وَهُوَ  
 مَظْهَرُ اسْمِ الْحَبَّارِ وَلِذَا لِكَانَ تَجَبُّرًا تَكَبَّرَ عَنْ السَّجْدَةِ لِآدَمَ عَلَى نَبِيِّنَا

بہت سے ایسے ہیں جن سے واقفیت ہو جائے تو اس پر گفتگو نہیں کی جاتی جیسا کہ تقدیر کی برائی کہ ابلیس اس پر اللہ کی لعنت ہو کہ اس نے اپنے معاملہ کو موٹا پس اسی وجہ سے اس پر لعنت فرمائی گئی اور حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی غلطیوں کی اضاقت (نسبت) اپنے نفس کی طرف فرمائی پس وہ کامیاب رہے اور ان پر رحم کیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض عازمان کرام نے اس طرح نجات مانگی ”میرے معبود تو نے ہی اندازہ فرمایا اور تم نے ہی ارادہ فرمایا اور تو نے ہی میرے نفس میں گناہ کو پیدا فرمایا پس (غیب سے) پکارنے والے نے اس کو یوں ملا دی۔ اے میرے بندے! یہ تو توحید کی شرط ہے تو پس عبودیت کی یہ شرط نہیں پس اس نے پھر یوں عرض کی میں نے خطا کی اور میں نے گناہ کیا اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو (غیب سے) پکارنے والے کی دوبارہ آوائی میں نے بخشش عطا کی میں نے معافی دی میں نے مہربانی فرمائی اور واضح باد کہ حدیث میں اُمّ رماں سے مراد جملہ عناصر ہیں کہ جس سے بشری قوتیں پیدا ہوتی ہیں پس لٹی اور ربانی سعادت کے منظر ہیں اسلئے کہ یہ دونوں علم ایمان اور تواضع قلب کو زندہ کرتے اور اُٹھاتے ہیں اور آگ و ہوا اس کے برخلاف ہیں اسلئے کہ یہ دونوں جلائے والے اور مار ڈالنے والے ہیں پس پاکی ہے اس ذات کیلئے جس نے ایک ہی جسم میں ان دونوں اضداد کو جمع فرمایا جس طرح کہ بادلوں میں پانی اور آگ نیز تارکی اور روشنی کو ایک ساتھ جمع فرما دیتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے نفوس کو اور اُمید کو اور بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے۔“ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانا تو فرمایا فِدوں کے درمیان مجموعہ پایا اور اسی لئے انسان اُمّ الکتاب (قرآن) کا نسخہ ہے۔ اور جلال و جمال حق کا آئینہ ہے اور موجودات کا مجموعہ ہے اور اسی مجموعہ موجودات کو عالم کبریٰ کا نام دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی (قدرت) کے دونوں ہاتھوں سے یعنی قہر اور مہربانی کی صفت کے ساتھ اس کو پیدا فرمایا اسلئے کہ آئینے کے دو رخ یعنی کثافت اور لطافت ہو کر رہے ہیں جو اسم ”جامع“ کا نمونہ ہوتا ہے برخلاف تمام اشیاء کے جو کہ ایک ہی دست قدرت سے یعنی صرف لطف کی صفت سے پیدا فرمائے جیسا کہ فرشتے پھر صلوات و سلام ہو کہ وہ محض اسم ”سُبُّوح و قُدُّوس“ کے منظر (نمونے) ہیں اور قہر کی صفت کہ اس سے ابلیس اور اس کی اولاد کو پیدا فرمایا جس کا وہ مستحق ہے اور وہ سب اسم ”جبار“ کے منظر ہیں اور اسی لئے اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے خلاف جبر و تکبر کا مظاہرہ کیا۔

وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَلَمَّا كَانَ الْإِنْسَانُ جَامِعًا لِلْغَوَامِ بِجَمِيعِ الْكَائِنَاتِ عَلُوًّا أَوْ سُفْلًا  
لَمْ يَخْلُ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ التَّوَلَّى فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَعْصُومُونَ مِنَ  
الْكِبَائِرِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ دُونَ الصَّغَائِرِ وَالْأَرْبَابُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَيْسُوا  
بِمَعْصُومِينَ وَتَدْنِيهِلِ الْأَوْلِيَاءُ مُحْفُوظُونَ بَعْدَ كَمَا لِلْوَلَايَةِ.

فَالشَّقِيقُ الْبَاسِخُ رَحِمَهُ اللَّهُ "عَلَامَةُ السَّعَادَةِ خَمْسَةٌ لِيَنِ الْقَلْبَ وَكَثْرَةُ  
الْبُكَاءِ وَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا وَقَصْرُ الْأَمَلِ وَكَثْرَةُ الْحَيَاءِ وَعَلَامَةُ الشَّقَاوَةِ خَمْسٌ قَسْرُ  
الْقَلْبِ جُمُودُ الْعَيْنِ وَالرَّغْبَةُ فِي الدُّنْيَا وَطُولُ الْأَمَلِ وَفُلَّةُ الْحَيَاءِ" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ "عَلَامَةُ السَّعِيدِ أَرْبَعٌ إِذَا تُتِمِّنَ عَدَلٌ وَإِذَا عَاهَدَ وَفَى وَإِذَا تَكَلَّمَ صَدَقَ وَإِذَا  
خَاصَمَ لَمْ يَشْتُمْ" وَعَلَامَةُ الشَّقِيقِ أَرْبَعٌ إِذَا تُتِمِّنَ خَانَ وَإِذَا عَاهَدَ خَالَفَ وَإِذَا  
تَكَلَّمَ كَذَبَ وَإِذَا خَاصَمَ شَتَمَ النَّاسَ وَلَا يَغْفُوا عَنْهُمْ" قَالَ الرَّبُّ تَعَالَى "فَمَنْ عَفَا  
وَأَصْلَحَ فَاجْزِهِ عَلَى اللَّهِ يَنْصُرُهُمْ" وَاعْلَمْ أَنَّ تَبَدُّلَ الشَّقَاوَةِ إِلَى السَّعَادَةِ وَعَكْسُهَا  
يَكُونُ بِالتَّوْبَةِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى فِطْرَةٍ الْإِسْلَامِ وَلَكِنْ  
أَبَوَاهُ يَهُودِيَانِ وَنَصْرَانِيَانِ وَمَجْجَمِيَانِ" وَالْحَدِيثُ الشَّرِيفُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ فِي كُلِّ  
أَحَدٍ قَابِلِيَّةَ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ نَدَى بِجُورَانِ يُقَالُ هَذَا الرَّجُلُ سَعِيدٌ مُحْضٌ أَوْ شَقِيقٌ  
مُحْضٌ بَلْ بِجُورَانِ يُقَالُ إِنَّهُ سَعِيدٌ إِنْ غَلَبَتْ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ وَكَذَا عَكْسُهُ  
وَمَنْ قَالَ غَيْرَ هَذَا فَقَدْ ضَلَّ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِدَاعِلٍ  
وَتَوْبَةٍ أَوْ يَدْخُلُ النَّارَ بِدَاعِلٍ مَعْصِيَةٍ فَهَذَا الْقَوْلُ خِلَافُ النَّصْرِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
وَعَدَ الْجَنَّةَ لِأَهْلِ الصَّدَاقِ وَالنَّارَ لِأَهْلِ الْمَعَاصِي وَالشَّرِّ وَالْكَفْرِ كَمَا  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا جَانِيهِ" وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

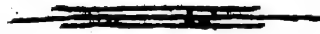


پس انسان جب علوی و سفلی لحاظ سے جملہ کائنات کی صفات کا جامع ہو تو انبیاء کرام بھی اس لغزش سے خالی نہیں ہونگے۔  
 پس بے شک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نبوت و رسالت کے شرف کے بعد صغیرہ گناہوں کے علاوہ کبیرہ گناہوں سے بھی معصوم  
 (پاک) ہوتے ہیں۔ اور اولیاء رضی اللہ عنہم معصوم نہیں ہوتے اور فرمایا گیا ہے کہ اولیاء کرام ولایت کا کمال حاصل کرنے کے  
 بعد (کبیرہ گناہوں سے بھی) محفوظ ہو جاتے ہیں۔ حضرت شعیبؑ بلخی رحمۃ اللہ نے فرمایا سعادت کی نشانیاں پانچ ہیں، دل کا  
 نرم ہونا، زیادہ گریہ و زاری کرنا اور دنیا میں زہد کرنا، اُمیدوں کو مختصر کرنا اور حیا، زیادہ ہونا۔ اور شقاوت کی نشانیاں  
 کُل پانچ ہیں۔ قلب کا سخت ہونا، آنکھ کا ٹھہرنا (یعنی آنسوؤں کا خشک ہو جانا) اور دنیا میں دلچسپی لینا، اُمید طویل کرنا،  
 حیا کا کم ہونا اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”نیک شخص کی چار علامات ہوتی ہیں۔ جب بھی امانت رکھے تو عدل کرے  
 جب بھی وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب بھی بات کرے تو سچ بولے اور جب بھی لڑائی کرے تو کالی گلوچ نہ کرے  
 اور برے شخص کی چار علامات ہوتی ہیں کہ جب بھی امانت رکھے تو خیانت کرے، اور جب بھی وعدہ کرے تو توڑ دے  
 اور جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب بھی لڑائی کرے تو لوگوں کو کالی گلوچ دے اور ان کو معاف نہ کرے۔“  
 ارشاد الہی ہے ”تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔“ اور جان لو کہ تربیت کے ذریعہ  
 شقاوت، سعادت سے بدل جاتی ہے اور ایسا ہی اسکے برعکس ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”پیدا  
 کئے جانے والا اسلام کی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے باپ یہودی، نصرانی اور عجمی ہوں اور حدیث شریف اس  
 بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر ایک میں سعادت و شقاوت کی صلاحیت ہے لہذا یہ کہنا جائز نہیں کہ یہ شخص بالکل نیک  
 ہے یا بالکل بُرا ہے بلکہ یوں کہنا جائز ہے کہ وہ نیک ہے کیونکہ اسکی نیکیاں اسکی برائیوں پر غالب ہوئیں اور برعکس  
 اسی طرح ہے اور جو اس کے مغائر کہے تو وہ گمراہ ہو گا اسلئے کہ وہ گویا اس عقیدہ کا حامل ہو کہ لوگ عمل اور توبہ کے بغیر  
 جنت میں داخل ہونگے یا کسی گناہ کے بغیر دوزخ میں داخل ہونگے۔ پس یہ قول تصوف (کتاب و سنت) کے خلاف ہے  
 اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاح والوں کیلئے جنت کا اور گناہ شرک و کفر والوں کیلئے آگ (دوزخ) کا وعدہ فرمایا ہے۔  
 جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو اور جو برائی کرے اپنے برے کو“ اور ارشاد الہی ہے

"الْيَوْمَ يُخْرِجُ كُلَّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ. قَوْلُهُ" وَقَالَ الْعَالِي "وَأَنْ لَّنِيسَ  
 لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا شَاءَ إِنَّ سَعْيَهُ لَبِئْسَ مَا يَرْجُو" وَقَالَ  
 الْعَالِي "وَمَا تَقْدِرُوا إِلَّا أَنْفُسُكُمْ مِنْ خَيْرٍ  
 تَحْدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ. قَوْلُهُ"



”آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی آج کسی پر زیادتی نہیں“ اور ارشاد الہی ہے کہ  
 ”اور یہ کہ آدمی نہ پائے مگر جو اس نے کوشش کی اور یہ کہ اس کی کوشش غنیمت  
 دیکھی جائے گی“ اور ارشاد الہی ہے ”اور اپنے لئے بھلائی اُگے بھیجے گئے“ اسے اللہ کے  
 پاس بہتر پائے گئے“



# الفصل الثاني عشر

في بيان الفقراء

انما سمى سورة لا تهم كانوا اليه يسون الصوف وقال بعضهم لا تهم صنفوا فلو هم  
 عما سوى الله تعالى وقال بعضهم لا تهم فائمون يوم القيمة في الصف الاول و  
 هو عالم القربة لان عالم الملك والملكوت والجبروت واللاهوت وهو عالم  
 الحقيقة وكذا العلم ما اربعة علم الشريعة وعلم الحقيقة وعلم المعرفة وعلم  
 الحقائق وكذا الروح اربعة الروح الجسماني والروح الرباني والروح السلطاني و  
 الروح القدسي وكذا السموات اربعة تجلي الانوار وتجلي الافعال وتجلي الصفات  
 وتجلي الذات وكذا العقل اربعة العقل المعاشي والعقل العادي والعقل الربوي  
 والعقل الكلي والناس مقيدون لما في مقابله العلوم الاربعة المذكورة يعني العلم  
 الاربعة والارواح والجلالات والعقول فبعض الناس مقيدون الاول ولون بالعلم  
 الاول وبالروح الاول وبالتجلي الاول وبالعقل الاول وهم في الجنة الاولى وهي  
 جنة المأوى وبعضهم مقيدون في الثاني وهم في الجنة الثانية وهي جنة النعيم  
 وبعضهم مقيدون في الثالث وهم في الجنة الثالثة وهي جنة الفردوس وقد عرفت  
 عن حقيقة الامر والفقراء العارفون من اهل التصوف قد علموا كل ما الى القربة  
 ولا يتفقدون بشئ مما سوى الله تعالى كما قال النبي صلى الله عليه وسلم - و  
 هما حرامان على اهل الله تعالى وقال الله تعالى في الحديث القدسي "محبتي  
 محبة الفقراء" وقال صلى الله عليه وسلم "الفقر فخري والمراد من الفقر الفناء

# بارہویں فصل

(فقراء کے بیان میں)

(فقراء کو) صوفیہ کا نام اسلئے دیا گیا ہے کہ وہ اُن کا لباس پہنا کرتے تھے اور اجضوں نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ انہوں نے اپنے قلوب کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کسی کے خیال سے صاف و پاک فرمایا ہے اور اجضوں نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ قیامت کے دن یہ حضرات پہلی صف میں کھڑے ہونگے جو کہ عالم قرب ہے کیونکہ (عالم چار ہیں) عالم ملک، عالم ملکوت، عالم حیرت، اور عالم لاہوت جو کہ عالم حقیقت ہے اور اسی طرح علم چار ہیں علم شریعت، علم طریقت، علم معرفت اور علم حقیقت اور اسی طرح روح چار ہیں روح جسمانی، روح ربانی، روح سلطانی اور روح قدسی اور اسی طرح تجلیات چار ہیں تجلی انوار، تجلی افعال، تجلی صفات اور تجلی ذات اور اسی طرح عقل چار ہیں عقل معاشی، عقل عادی، عقل روحانی اور عقل کلی اور لوگ ان مذکورہ چاروں علوم یعنی علوم، ارواح، تجلیات اور عقلوں کے مقابلے میں محدود ہیں پس بعض لوگ ان میں سے پہلے (علم) کے ساتھ یعنی علم اول، روح اول، تجلی اول عقل اول کی حد تک محدود ہیں اور وہ سب

جنت اول یعنی جنت المادوی میں ہیں اور بعض لوگ علم دوم کی حد تک محدود ہیں اور وہ سب

جنت دوم یعنی جنت النعم میں ہیں اور ان میں سے بعض علوم سوم کی حد تک محدود ہیں اور وہ سب جنت سوم یعنی جنت القود میں ہیں اور یہ لوگ بیشک حقیقت امر سے بے خبر رہے اور فقراء عارفین جو کہ صاحبان تصوف ہیں قرب خاص میں پوری طرح اس (حقیقت) کی تہ کو پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ہر چیز کی پابندی سے آزاد ہیں جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اور وہ دونوں (دنیا و آخرت) (جیسا کہ ساتویں فصل ص ۸ پر ہے) اللہ والوں پر حرام ہے۔ اور حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے مجھ سے محبت فقراء سے محبت ہے اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے فقیر میرے لئے موجب فخر ہے اور فقر سے مراد اللہ (کی ذات) میں اس طرح فنا“

فِي اللَّهِ لَا يَبْقَى ذَنْبُهُ لِنَفْسِهِ وَلَا يَسْعُ فِي قَلْبِهِ غَيْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَحُبُّهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "لَا يَسْعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَاتِي وَلَكِنْ يَسْعُنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ"  
الَّذِي صَفَى قَلْبَهُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَخَلَّى عَنِ الْأَغْيَارِ فَوَسَّعَ الْحَقُّ جِلَّ جَدَلُهُ وَعَمَّ  
تَوَالَهُ فِي قَلْبٍ بِالْعَكْسِ.

قَالَ أَبُو بَرَكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ "لَوْ أَنَّ الْعَرْشَ وَمَا حَوْلَهُ أُلْفِيَ فِي نَزَائِدِهِ قَلْبَ الْعَارِفِ مَا  
أَحْسَنَ بِهِ" فَمَنْ أَحَبَّ هَؤُلَاءِ الْمُحِبِّينَ فَهُوَ مَعَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَعَلَامَةُ حُبِّهِمْ حُبُّ  
صَحْبَتِهِمْ وَالْإِشْيَاقُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ مِلْهَالُ  
شَوْقِ الْأَبْرَارِ إِلَى الْقَاتِنِ وَإِنِّي لَا شَدَّ شَوْقًا إِلَيْهِمْ وَأَمَّا لِبَاسُهُمْ عَلَى ثَلَاثَةِ  
أَوْجُهٍ: صُوفُ الْغَنَمِ لِلْمُبْدِي وَصُوفُ الْمَعْزِ لِلْمُتَوَسِّطِينَ وَصُوفُ الْمِرْعَزِ لِلْمُنْتَهِينَ  
وَهُوَ صُوفُ الْمَرْبَعِ. قَالَ صَيْبُ النَّفْسِ الْمَجْمَعِ "يَلْبِقُ بِالرَّهَادِ كُلَّ خَشْنٍ مِنَ الْمَلْبُوسِ وَ  
الْمَطْعُومِ وَالْمَشْرُوبِ لَا هُمْ أَهْلُ الْإِبْدَاءِ وَيَلْبِقُ بِالْعُرْفَاءِ الْوَاصِلِينَ كُلِّ لَبَنٍ مِنْهَا فَعْمَلُ  
الْمُبْدِي مُتَلَوِّنٌ بِالذَّمِّعَةِ وَعَمَلُ الْمُتَوَسِّطِ مُتَلَوِّنٌ بِالْأَلْوَانِ الْحَمِيدَةِ مِثْلُ نُورِ الشَّرِيعَةِ وَ  
الطَّرِيقَةِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلْيَا سُهُمُ مُتَلَوِّنٌ كَذَلِكَ مِثْلُ الْبَيَاضِ وَالزَّرْقَةِ وَالْحُمْرَةِ وَعَمَلُ الْمُنْتَهِي  
خَالٍ عَنِ الْأَلْوَانِ فَكَيْفَ لِبَاسُهُمْ لَا يَقْبَلُ إِلَّا لَوْ أَنَّ مِثْلَ السَّوَادِ وَهُوَ  
عَدَمَةُ الْقَسَامِ وَهُوَ نِقَابُ نُورٍ مَعْرِفَتُهُمْ كَمَا أَنَّ اللَّيْلَ نِقَابُ نُورِ  
الشَّمْسِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا بَاضًا وَفِيهِ إِشَارَةُ  
لَطِيفَةٍ لِمَنْ لَهُ لُبٌّ وَابْتِغَاءُ يَكُونُ أَهْلُ الْقُرْبَةِ فِي الدُّنْيَا فِي سَجْنٍ وَغُرْبَةٍ وَعَمٍّ  
وَعَصَةِ وَمُحَنَّةٍ وَشِدَّةٍ وَظُلْمَةٍ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الدُّنْيَا سَجْنٌ  
الْمُؤْمِنِ" فَيَلْبِقُ بِالظُّلْمَةِ لِبَاسُ الظُّلْمَةِ وَقَدْ صَحَّ فِي الْحَدِيثِ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"لَيْسَ الْأَسْوَدُ وَتَقَمَّرَ بِالْعَمَامَةِ السَّوْدَاءِ" وَهَذَا اللَّبَاسُ الْبَلَاءُ وَالْبَاسُ الْمُتَعَرِّضُ  
 الْمُتَضَيِّعُ بِنُورِ الْقَائِلَةِ مِنَ الْمَشَاهِدَةِ وَالْمُكَاشَفَةِ وَالْمُعَايَنَةِ وَبِمَوْتِ الْحَيَاةِ  
 الْأَبَدِيَّةِ مِثْلَ الشَّوْقِ وَالْعِشْقِ وَالْأَرْوَاحِ الْفَدَسِيَّةِ وَمَرْتَبَةِ الْقُرْبَةِ وَالْوَسْلَةِ وَ  
 هُوَ لَا مِنْ أَكْثَرِ الْمُضْطَّهِاتِ وَلَا يُدْ مِنْ لِبَاسِ الْمُتَعَرِّضِينَ فِي مَدَّةِ عُمْرِهِمْ لِأَنَّهُ أَفْسَهُ  
 بِالْمُنْفَعَةِ الْآخِرَوِيَّةِ وَكَانَ الْمَرْأَةُ الَّتِي مَاتَ زَوْجُهَا أَمْرَهَا اللَّهُ بِلِبَاسِ الْعِزِّ أَمْرًا لَبِئْسَ  
 أَشْهُرُ وَعَشْرَةٌ أَيَّامٍ بَقِيَتْ الْمُنْفَعَةُ الدُّنْيَوِيَّةُ فَمَدَّةُ عِزِّ الْمُنْفَعَةِ الْآخِرَوِيَّةِ  
 غَيْرُ مُتَسَاهِيَةٍ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْبَلَاءُ مُوَحَّلٌ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ عَلَى  
 الْأَمْثَلِ فَلَا مِثْلَ فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُخْلِصُونَ عَلَى حَظَرِ عَظِيمٍ"  
 فَهَذَا أَكْلُهُ مِنْ صِفَةِ الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَفِي الْخَبَرِ الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارِ بَيْنَ مَعْنَاهُ لَا  
 يَقْبَلُ إِلَّا لَوْ أَنَّ غَيْرَ نُورٍ وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى وَالسَّوَادُ بِمَنْزِلَةِ خَالٍ عَلَى وَجْهِ جَمِيلٍ يَزِيدُ  
 بِهِ حُسْنَ جَمَالِهِ وَمَدَحُهُ فَإِذَا انْظُرَ أَهْلُ الْقُرْبَةِ إِلَى ذَلِكَ الْجَمَالِ بِأَعْيُنِهِمْ فَبَعْدَ  
 ذَلِكَ لَا يَقْبَلُ نُورًا غَيْرَ نُورِ وَجْهِ اللَّهِ فَلَا يَنْظُرُونَ إِلَّا مَا سِوَى اللَّهِ بِالْمُحَبَّةِ بَلْ  
 يَكُونُ مَحْبُوبًا لَهُمْ وَمَطْلُوبًا لَهُمْ فَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدَّارِ بَيْنَ وَلَا يَقْصُدُونَ غَيْرَ اللَّهِ لِأَنَّ  
 اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْإِنْسَانَ لِمَعْرِفَةِهِ وَوَصَلَتْهُ قَالُوا أَجِبْ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ يَطْلُبَ  
 مَا حُلِيَ لِأَجَلِهِ فِي الدَّارِ بَيْنَ كَيْدًا يَضِيعُ عُمْرُهُ  
 بِمَا لَا يَعْنِيهِ وَلَا يَنْتَدِمُ أَبَدًا أَبَعَدَ الْمَوْتِ  
 لِلنَّصِيحَةِ

سیاہ لباس زیب تن فرمایا اور سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا اور یہ بلا (مصیبت) کا لباس ہے اور سوگواروں اور مصیبت زدوں کا لباس ہے جو مشاہدہ مکا شفعہ اور معائنہ کرنے کی صلاحیت کی روشنی کے ساتھ اور عشق اور ارواح قدسی اور مرتبہ قرب خاص و وصال جیسی ابدی زندگی کی موت کے ساتھ ہے اور یہ سب بڑی مصیبتوں سے ہیں اور اس کے لئے عمر بھر سوگواروں کا (ماتمی) لباس پہننا لازمی ہے اس لئے کہ وہ آخر دی فائدوں پر ایک آفت ہے جیسا کہ ایسی عورت کو جس کا کہ شوہر مر گیا ہو۔ دنیوی منفعت کے فوت ہو جانے کے سبب اللہ تعالیٰ نے اسکو چار ماہ دس دن تک تعزیتی (ماتمی) لباس پہننے کا حکم دیا ہے پس آخر دی منفعت (کے فوت ہو جانے) کے ماتم کی مدت ایسی ہے کہ اسکی انتہا نہیں جبکہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انبیاء کرام کو آزمائشوں میں مبتلا فرمایا گیا پھر انکے بعد ان میں جو جتنا زیادہ درجے کا ہوا اس پر اتنی ہی سخت آزمائش ڈالی گئی پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہیں بڑے خطرے سے دوچار ہیں تو یہ سب فقر و غنا کی صفت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ فقر دنیا و آخرت میں روسیہا ہی کا نام ہے اس کا معنی یہ ہے کہ (فقر) اللہ تعالیٰ کے نور ذات کے سوا کسی دوسرے رنگ کو قبول نہیں کرتا اور سیاہی اس تل کی طرح ہے جو کسی خوبصورت چہرہ پر واقع ہو کہ جس سے اسکے جمال کے حسن و ملاحات میں اضافہ ہوتا ہے پس مقربانِ خدا جب اس جمال کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کر لیں تو اسکے بعد اللہ کے نور ذات کے سوائے دوسرے کسی نور کو وہ قبول ہی نہیں کرتے۔ پس اللہ کے سوائے کسی کو بھی محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ دارین میں اللہ تعالیٰ ہی ان کا محبوب و مطلوب ہوتا ہے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی دوسرا مقصد نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت اور اپنے قرب خاص کیلئے پیدا فرمایا۔ تو انسان پر واجب ہے کہ وہ اسی کو طلب کرے جس کے واسطے دارین میں اس کو پیدا کیا گیا تاکہ اسکی عمر ضائع اور بے معنی نہ ہو جائے اور اس کے ضائع ہو جانے پر موت کے بعد ہمیشہ کیلئے پشیمان ہونا نہ پڑے۔



## الفصل الثالث عشر

### في بيان الطهارة

فَالطَّهَارَةُ عَلَى نَوْعَيْنِ طَهَارَةُ الظَّاهِرِ وَطَهَارَةُ الْبَاطِنِ أَمَّا طَهَارَةُ الظَّاهِرِ فِيمَا وَ الشَّرِيعَةُ  
وَأَمَّا طَهَارَةُ الْبَاطِنِ فَيَا التَّوْبَةَ وَالتَّلَافُظَ وَالتَّصْفِيَةَ وَسُلُوكَ الْقَرِينِ فَإِذَا  
انْتَقَضَ رُضْوَةُ الشَّرِيعَةِ بِخُرُوجِ النَّجَسِ حَبِيبُ تَجْدِيدِ الْوُضُوءِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَدَّدَ الْوُضُوءَ جَدَّدَ اللَّهُ إِيْمَانَهُ تَجْدِيدًا" فَإِذَا انْتَقَضَ رُضْوَةُ  
الْبَاطِنِ بِالْأَفْعَالِ الذَّمِيمَةِ وَالْأَخْدَافِ الرَّدِّيَّةِ كَالْكِبْرِ وَالْحَقْدِ وَالْحَسَدِ  
وَالْعُجْبِ وَالْغَيْبَةِ وَالْكَذِبِ وَالْخِيَانَةِ بِعَيْنِ خِيَانَةِ الْعَيْنِ وَالْبَدِّ وَالرَّجُلِ وَالْأُذُنِ  
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْأُذُنَانِ تَزْنِيَانِ إِلَى آخِرِ  
الْحَدِيثِ" فَتَجْدِيدُهُ بِإِخْدَاصِ التَّوْبَةِ عَنْ هَذِهِ الْمُفْسِدَاتِ وَتَجْدِيدِ الْإِيمَانِ  
بِالسَّادِمِ وَالْإِسْتِغْفَارِ وَتَمَعُّهَا مِنَ الْبَاطِنِ فَيَنْبَغِي لِلْعَارِفِ أَنْ يَحْفَظَ تَوْبَتَهُ  
مِنْ هَذِهِ الْأَقَابِ فَتَكُونُ صَلَواتُهُ نَامَةً قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "هَذَا مَا  
تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَتَابٍ حَفِظٍ" ق ٢٣ "فَوُضُوءُ الظَّاهِرِ مَوْقُوتٌ وَوُضُوءُ  
الْبَاطِنِ وَصَلَوَتُهُ مُوَبَّدَةٌ فِي جَمِيعِ عُمْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ  
مُتَّصِلَةٌ ٥



## تیرھویں فصل

(طہارت کے بیان میں)

طہارت دو قسم پر ہے (ایک) طہارت ظاہری اور (دوسری) طہارت باطنی، طہارت ظاہری وہ ہے جو کہ شریعت کے پانی کے ساتھ (حاصل) ہو اور طہارت باطنی تو وہ جو توبہ و تعلقین پاکیزگی اور سلوک طریقت کے ساتھ (حاصل) ہو، پس جب نجاست خارج ہو جانے کے باعث شرعی وضو ٹوٹ جائے تو تازہ وضو بنانا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”وہ جس نے وضو بنوایا اللہ نے اس کے ایمان کو تازگی بخشی“ پس جب غرور، کینہ، حسد، گھمڑ، غیبت، جھوٹ اور خیانت یعنی آنکھ، ہاتھ پاؤں اور کان کی خیانت جیسے بُرے افعال اور گرے ہوئے انلاق کے باعث باطن کا وضو ٹوٹ جائے۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”دونوں آنکھیں زنا کر چکی ہیں اور دونوں کان زنا کرتے ہیں آخر حدیث تک“، تو اخلاص کے ساتھ ان مفسدات سے توبہ کے ذریعہ اور انکی باطنی خلاف ورزیوں پر تدامت اور استغفار کے ساتھ رجوع خدا ہو تے ہوئے باطن سے ان (مفسدات) کے قلع قمع کے ذریعہ اس (باطنی وضو) کی تجدید کرے پس عارف کو چاہیئے کہ آفتوں سے اپنی توبہ کی حفاظت کرے تاکہ اس کی نماز مکمل ہو جائے۔ ارشاد الہی یہ ہے ”وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہو ہر رجوع کرنے والے نگہداشت والے کیلئے“ پس ظاہری وضو و قتیہ (عارضی) ہے اور باطنی وضو اور اس کی نماز عمر بھر شب و روز میں بلا وقفہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

# الفصل الرابع عشر

في بيان صلوة الشريعة والطريقة

أما صلوة الشريعة فقد علمت من هذه الآية الكريمة "حفظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وتوموا لله فاني نين" بقوله ٢٣٨ "والمراد منها ان كان الجوارح انظاره بالحركة الجسمانية مثل القيام والقيام والركوع والسجود والقعود والصوت والاختفاء ومجئ "حفظوا" بـ "على" لفصل الجمع وأما صلوة الطريقة فهي صلوة القلب وهي مؤبدة فقد علمت من هذه الآية يعني قوله تعالى "والصلوة الوسطى" ان المراد بالصلوة الوسطى صلوة القلب لان القلب خلق في وسط الجسد بين اليمين والشمال وبين العلوي والسفلي وبين السعادة والشقاوة كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "القلب بين اصبعين من اصابع الرحمن يقلبها كيف يشاء" والمراد من اصبعين صفة اللطف والقهر لان الله سبحانه وتعالى منزله من اصابع قبه لئل هذه الآية والحديث يعلم ان الصلوة الوسطى صلوة القلب فاذا غفل عن صلوة قلبه فسدت صلواته كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "لا صلوة الا بحضرة القلب" لان المصلي يناجي ربه ومحل المناجاة القلب فاذا غفل القلب بطلت صلوة الجوارح لان القلب اصل والتوا في نايعة له كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "ان في جسد بني آدم لمضغة اذا صلحت صلح الجسد واذا فسدت فسد الجسد لا وهي القلب" و صلوة الشريعة موقفة في كل يوم وليلة خمس مرات والسنة

المُؤَكَّدَةُ أَنْ يُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ بِالْجَمَاعَةِ مُتَوَجِّهًا إِلَى الصَّعْبَةِ وَبَابًا  
لِلْإِمَامِ بِدَارِ بَابٍ وَلَا سَمْعَهُ وَأَمَّا صَلَاةُ الطَّرِيقَةِ فَهِيَ مُؤَكَّدَةٌ فِي عُمْرِهِ وَ  
مَسْجِدِهَا الْقَلْبُ وَجَمَاعَتُهَا اجْتِمَاعُ الْقُورَى الْبَاطِنِ عَلَى الْإِسْتِغَالِ بِأَسْمَاءِ  
التَّوْحِيدِ بِلِسَانِ الْبَاطِنِ وَأَمَامِهَا الشُّرُوقُ فِي الْفُؤَادِ وَقِبْلَتُهَا الْحَضْرَةُ الْأَحَدِيَّةُ  
وَالْجَمَالُ الْقَمَدِيُّ وَهِيَ قِبْلَةُ الْحَقِيقَةِ وَالْقَلْبُ وَالرُّوحُ مَشْغُولَانِ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ  
عَلَى الدَّوَامِ وَالْقَلْبُ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ وَهُوَ مَشْغُولٌ بِحَيَاةِ الْقَلْبِ بِالصُّورَةِ  
وَالْقِيَامِ وَلَا تَعُودُ فَهُوَ مُخَاطَبُ اللَّهِ يَقُولُهُ "إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"  
فَاتَّخَذَ "مَتَابِعًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

قَالَ الْقَاضِي فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ إِشَارَةً إِلَى الْعَارِفِ وَانْتِقَالِهِ  
مِنْ حَالِ الْغَيْبَةِ إِلَى الْحَضْرَةِ فَاسْتَحَقَّ مِثْلَ هَذَا الْخُطَابِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَا نَبِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُبُورِهِمْ كَمَا يُصَلُّونَ فِي بُيُوتِهِمْ" أَيْ  
مَشْغُولُونَ بِاللَّهِ وَمَنَاجَاتِهِ لِحَيَاةِ قُلُوبِهِمْ فَإِذَا اجْتَمَعَتْ صَلَاةُ الشَّرِيعَةِ  
وَالطَّرِيقَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَقَدْ تَمَّتِ الصَّلَاةُ بِعَيْنِ تَكُونُ صَلَاةً

تَامَةً وَاجْرُهُ عَظِيمٌ فِي الْقُرْبَةِ بِرُوحَانِيَّتِهِ

وَالدَّرَجَةُ بِالْجِسْمَانِيَّةِ فَيَكُونُ هَذَا

الرَّجُلُ عَابِدًا فِي الظَّاهِرِ وَ

عِبَادًا فِي الْبَاطِنِ وَإِذَا لَمْ تَحْضُرْ مَسَلَّةُ

الطَّرِيقَةِ بِحَيَاةِ الْقَلْبِ فَهُوَ نَاقِصٌ

وَاجْرُهُ مِنَ الدَّرَجَةِ لَا يَكُونُ مِنَ الْفُرْدَةِ

اور مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا سنتِ موکدہ ہے اس طرح کہ کعبہ کی جانب اپنا منہ کرے، اور امام کے تابع رہے جو دکھانے یا سننے کیلئے ہرگز نہ ہو۔ اور طریقت کی نماز تو دائمی عمر بھر کیلئے ہے اور اسکی مسجد قلب ہے اور اس کی جماعت باطن کی زبان کے ذریعہ اسما و توحید کے ذکر میں مشغول ہو کر باطنی قوتوں کا ایک جگہ جمع کرنا ہے۔ اور اس کا امام دلی شوق ہے اور اس کا قبلہ احریت کا سامنا اور وحدیت کا دیدار ہے اور یہی حقیقت کا قبلہ ہے اور قلب و روح الہی نماز میں ہمیشہ کے لئے مشغول ہیں اور قلب نہ سوتا ہے اور نہ مڑتا ہے اور وہ قلب کی زندگی کے ساتھ کسی صورت کسی قیام اور کسی قعود کے بغیر ہی مشغول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے وہ اللہ سے اسی کے اس ارشاد کے ساتھ مخاطب ہے کہ ”ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔“

قاضی (عیاض رحمۃ اللہ علیہ) نے اس آیت کی تفسیر فرمایا کہ (اس آیت میں) عارف کی طرف اور اس کے غیب سے حضوری کی حالت میں مشغول ہونے کی طرف اشارہ ہے تو وہ اس جیسے خطاب کا مستحق ہو جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انبیاء و کرام اپنی قبروں میں ایسا ہی نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں“ یعنی اپنے قلوب کو زندہ رکھنے کی خاطر اللہ کی اور اس سے مناجات کرنے کی جانب متہمک ہیں۔ پس جب ظاہری اور باطنی طور پر شریعت اور طریقت کی نماز میں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو نماز بے شک تمام ہوئی یعنی نماز مکمل ہوتی ہے۔ اور اس کا ثواب عظیم، روحانی قرب خاص اور جسمانی درجات ہیں پس یہ شخص ظاہر میں ایک عابد اور باطن میں ایک عارف ہوتا ہے۔ اور جب قلب کی زندگی کے ساتھ طریقت کی نماز حاصل نہ ہو تو وہ ناقص ہے اور اس کا اجر درجہ (ثواب) کی حد تک ہے قربِ خاص سے وہ ہٹتا رہتا ہے۔

# الفصل الخامس عشر

في بيان طهارة المعرفة في عالم التجريد

(طهارة المعرفة) على نوعين طهارة معرفة الصفات وطهارة معرفة الذات طهارة معرفة الذات لا تحصل إلا بالتلويح وتصفية مرآة القلب بالآسماء من النقوش البشرية والمحجوبات فيصفوا القلب وتحصل التطهير بعين القلب من نور الله لينتظر نور الصفات أي عكس جمال الله تعالى في مرآة القلب كما قال النبي صلى الله عليه وسلم «المؤمن ينتظر نور الله تعالى والمؤمن مرآة المؤمن» وقال عليه الصلاة والسلام «العالم ينقش والعارف ينقل» وإذا تمت التصفية بملازمة الآسماء حصلت معرفة الصفات بمشاهدتها في مرآة القلب وأما طهارة معرفة الذات في السيرة لا تحصل إلا بملازمة أسماء التوحيد الأخيرة من الآسماء اللاحقة عشرية في عين السيرة بتوحيدها فإذا تجلّى أنوار الذات ثابتة وفينيت بالكلية فهذا مقام الإستهلاك وقضاء بالفناء وهذا التجلي بمحو جميع الأنوار كما قال الله تعالى «كل شيء هالك إلا وجهه» (قمر ٢٨) (تفسيره) قبلي الروح القدس ناظر إليه به منه معه فيه له يدا كفيته ولا تشبيه لأن الله سبحانه وتعالى ليس كمثله شيء «شورى ١٧» قبلي النور المطلق محضاً ولا ممسكاً بالإخبار عما وراء ذلك لأنه عما لم المحو فلا يبقى شيء عقل يحجب عنه ولا شيء غير الله تعالى كما قال النبي صلى الله عليه وسلم «لي مع الله وقت مستمر لا يسع فيه ملك مقرب ولا نبي

## پندرہویں فصل

### (عالم تجرید میں معرفت کی طہارت کے بیان میں)

یہ (معرفت کی طہارت) دو قسم پر ہے (ایک) معرفتِ صفات کی طہارت اور (دوسری) معرفتِ ذات کی طہارت۔ پس معرفتِ ذات کی طہارت، تلقین کرنے اور اسماء کے ذریعہ آئینہ قلب کو بشری و حیوانی نقوش سے پاک صاف کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی پس قلب جلا پاتا ہے اور دل کی آنکھ کو اللہ کے نور سے بینائی نصیب ہوتی ہے تاکہ صفات کی روشنی یعنی اللہ تعالیٰ کے عکسِ جمال کا دل کے آئینہ میں زکارہ ہو۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور (ایک) مومن (دوسرے) مومن کا آئینہ ہے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”عالم نقاشی کرتا ہے اور عارف صیقل گیری کرتا ہے“ اور جب اسماء کے دائمی ذکر کے ذریعہ پوری پاکیزگی حاصل ہو جائے تو دل کے آئینہ میں اس کے مشاہدہ کے ذریعہ صفات کی معرفت حاصل ہو جائے گی لیکن معرفتِ ذات کی طہارت کا مقام سر (باطن) ہے جو اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ باطنی آنکھ میں توحید کے نور کے ساتھ بارہ اسماء میں سے اخیر اسماء توحید کے دائمی ذکر پر پابندی نہ کی جائے۔ پس جب انوارِ ذات کی تجلی ظاہر ہوتی ہے تو وہ (بشریت) بالکل معدوم اور فنا ہو جاتی ہے۔ پس یہ استہلاک (فنا) اور فنا کا مقام ہے اور یہ تجلی جلا نور کو مٹا دیتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اس پس یہ استہلاک (فنا) اور فنا کا مقام ہے اور یہ تجلی جلا نور کو مٹا دیتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے“ اس (اللہ) کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے“ (اسکی تفسیر گزرجکی) پس روح قدسی باقی رہے گی جو اس کی طرف اسکے ذریعہ اس سے اسکے ساتھ اور اس میں اور اس کیلئے دیکھتی رہے گی جسکی کوئی کیفیت نہیں اور جسکی کوئی تشبیہ نہیں اسلئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ (کی ایسی شان ہے) کہ کوئی شے اس (اللہ) کے مثل ہرگز نہیں پس محض نورِ مطلق باقی رہا اور جو کچھ اس کے ارد گرد ہے اسکی اطلاع دینا ممکن نہیں اسلئے کہ وہ عالم محو (فنا) ہے۔ پس وہاں نہ تو عقل باقی رہتی ہے اور نہ ہی کوئی غیر خدا کہ اس کا حال بیان کر سکے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میرے لئے اللہ کی خلوت (استمراری) ہے کہ جس میں

مُرْسَلٌ، فَهَذَا عَالَمُ التَّجَرُّدِ مِنْ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ «تَجَوَّعُ تَرَانِي تَجَرَّدُ تَصِلُ» وَالْمُرَادُ مِنَ  
 التَّجَرُّدِ قَنَاءُ كُلِّ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ قَيْبُهَا  
 فِي عَالَمِهِ بِصِفَةِ اللَّهِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «تَخْلُقُوا  
 بِأَخْلَاقِ اللَّهِ بِعَقْلِ الصِّفَاتِ  
 بِصِفَاتِ اللَّهِ»





نہ تو کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہے، اور نہ ہی کسی نبی مرسل کی تو یہ غیر خدا سے تجرید تنہا ہو جانے کا عالم ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”تو مجھ کا ہو گا تو مجھے دیکھے گا، تجرید حاصل کرے گا تو وصال پائے گا۔“ اور تجرید سے مراد بشری صفات کا بالکل فناء ہو جانا ہے پس اللہ کی صفت سے متصف ہو کر اسی کے عالم میں بقا حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اللہ کے اخلاق سے اپنے اخلاق کو آراستہ کر د یعنی صفاتِ الہی سے متصف ہو جاؤ۔“

---

# الفصل السابع عشر

## في بيان زكوة الشريعة والطريقة

فزكوة الشريعة فهي أن تعطى من كسب الدنيا المصاري فيه مؤقتة معينة في كل سنة مرة واحدة من تصاب معين واما زكوة الطريقة فهي أن تعطى من كسب الآخرة كله في سبيل الله تعالى إلى الفقراء الدنياء والمساكين الآخروية والزكوة سميت صدقة تصل إلى يد الله تعالى قبل أن تصل إلى يد الفقراء والمراد منه قبول الله تعالى لأن الله تعالى منزه عن اليد وزكوة الطريقة فهي مؤبدة وهو أن يعطى ثواب الآخرة للعاصين لرضا الله تعالى فيعبر الله تعالى لهم بسبب ذلك الثواب مثل ثواب الصلوة والصوم والزكوة والحج وثواب التسبيح والتسليم وثواب تلاوة القرآن وثواب السخاوة وغير ذلك من الحسنات فلا يبقى لنفسه شيء من ثواب حسنه فبقى لنفسه مفلسه فالله سبحانه وتعالى يحب السخاوة والإفلاس كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "المفلس في أمان الله في الدارين" فالعبد وما في يده كان لمولاه إذا كان يوم القيامة أعطى الله تعالى لكل حسنة عشر أمثالها وفي معنى الزكوة أيضا زكوة القلب من صفات النفس كما قال الله تعالى "من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا فيضاعفه له أضعافا كثيرة" بقوله ٢٤٥ والمراد من القرص أن يعطى ما له من الحسنات في سبيل الله تعالى إحسانا إلى خلقه لوجه شفقتهم بلامتهم كما قال الله تعالى "لا تبطئوا صدقاتكم باليمن والأذى" بقوله ٢٢٣ ولا تطلب عروضا في الدنيا وهذا من قسم الإنفاق في سبيل الله كما قال الله تعالى "كن تالوا البر حتى تنفقوا مما يحبون آل عمران ٩٢"

## سولہویں فصل

### (شریعت اور طریقت کی زکوٰۃ کے بیان میں)

پس شریعت کی زکوٰۃ وہ ہے کہ دنیاوی کمائی میں سے سال میں ایک مرتبہ مقررہ نصاب کے بموجب اسکے مصارف (مستحقین) کو ادا کی جائے جو وقتیہ اور معین ہے اور لیکن طریقت کی زکوٰۃ وہ ہے جو خدا کی راہ میں سب کی سب آخرت کی کمائی سے دنیا کے فقراء اور آخرت کے مساکین کو ادا کی جاتی ہے۔ اور زکوٰۃ جس کو صدقہ کا نام دیا گیا ہے وہ فقیروں کے ہاتھ تک پہنچنے سے پہلے خدا کے دستِ قدرت تک رسائی کر لیتا ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبولیت حاصل کرتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے پاک و صاف ہے اور طریقت کی زکوٰۃ تو دہائی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے گنہگاروں کو آخرت کا ثواب عطا کرنا پس اللہ تعالیٰ اس ثواب کے سبب انہیں معرفت عطا فرماتا ہے جو کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیع و قبیل، تلاوت قرآن اور سخاوت وغیرہ نیکیوں کے ثواب کی طرح ہے پس اپنی نیکیوں سے اسکے نفس کے لئے ثواب باقی نہیں رہتا پس اس کا نفس بالکل مفلس ہو جاتا ہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اسخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”دارین (دنیا و آخرت) میں ایک مفلس اللہ کی اماں میں ہوتا ہے“ پس ایک بندہ اور جو کچھ بھی اسکے ہاتھ (اختیار) میں ہے سب اسکے مولیٰ کیلئے ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی کیلئے اس جیسی دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور زکوٰۃ کے معنی نفس کی صفات سے قلب کی پاکیزگی بھی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”و کوئی جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تو اللہ کیلئے کئی گنا بڑھادے“ اور قرض سے مراد وہ مال دنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکی ذات اور اسکی محبت کی خاطر اپنی نیکیوں کے ذریعہ بہتر طریقہ پر اسکی مخلوق کو احسان بتائے بغیر دیا جائے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تم اپنے صدقہ یا طل نہ کرو احسان جتنا کرو اور اللہ دے کرے“ دنیا میں کوئی بدلہ طلب نہ کرے اور یہ اللہ کی راہ میں خرچ کر نیکی ایک قسم ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم اپنی پیاری چیز نہ خرچ نہ کرو۔“

# الفصل السابع عشر

## في بيان صوم الشريعة والطريقة

فَصَوْمُ الشَّرِيعَةِ أَنْ يُمْسِكَ مِنَ الْمَذْكُورِ الْمَشْرُوبَاتِ وَمِنْ وَقْعِ النِّسَاءِ فِي النَّهَارِ وَأَمَّا صَوْمُ الطَّرِيقَةِ فَهُوَ أَنْ يُفْسِكَ جَمِيعَ أَعْضَائِهِ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ وَالتَّوَاهِي وَالذَّمَامِ مِثْلَ الْعُجْبِ وَالْكَبْرِ وَالْبُخْلِ وَغَيْرِ ذَلِكَ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَكُلُّهَا يُبْطِلُ صَوْمَ الطَّرِيقَةِ فَصَوْمُ الشَّرِيعَةِ مُوقَّتٌ وَصَوْمُ الطَّرِيقَةِ مُؤَبَّدٌ فِي جَمِيعِ عُمُرِهِ فَلِذَا ذَلِكَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَرَبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا لِعَطَشٍ وَالجُوعِ" فَلِذَا ذَلِكَ فَيُحِلُّ كَرْمٍ مِنْ صَائِمٍ مُفْطِرٌ وَكَرْمٌ مِنْ مُفْطِرٍ صَائِمٌ أَيْ يُمْسِكُ أَعْضَاءَهُ عَنِ الْأَنَامِ وَيُذِلُّ النَّاسَ بِالْجَوَارِحِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ "الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ" وَكَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَصِدُّ الصَّائِمُ نَزْحَانِ فَرَحَةً عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَفَرَحَةً عِنْدَ رُؤْيِهِ حِمَالِ اللَّهِ تَعَالَى" قَالَ أَهْلُ الشَّرِيعَةِ الْمُرَادُ مِنَ الْإِفْطَارِ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَمِنْ رُؤْيِيهِ الْهَيْدَلُ فِي لَيْلَةِ الْعِيدِ وَقَالَ أَهْلُ الطَّرِيقَةِ الْإِفْطَارُ الْأَكْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْجَنَّةِ مِمَّا فِيهَا مِنَ النَّعِيمِ وَفَرَحَهُ عِنْدَ الرُّؤْيَةِ أَيْ عِنْدَ لِقَاءِ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْفَيْصِمَةِ يَنْظُرُ السِّرُّعَايَةَ وَأَمَّا صَوْمُ الْحَقِيقَةِ فَهُوَ إِمْسَاكُ الْفُؤَادِ عَنْ مَحَبَّةِ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى وَإِمْسَاكُ السِّرِّ عَنْ مَحَبَّةِ مَشَاهِدَةٍ غَيْرِ اللَّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "الْإِنْسَانُ سِرِّيٌّ وَأَنَا سِرُّهُ" وَالسِّرُّ مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَا يَمِيلُ إِلَى غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَيْسَ لَهُ سِوَاهُ مُحِبُّوبٌ وَمُحِبُّوبٌ مَطْلُوبٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَذَا وَقَعَ فِيهِ مَحَبَّةُ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَسَدَ صَوْمُ الْحَقِيقَةِ فَلَهُ تَضَاءُ صَوْمِهِ وَهُوَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلِقَائِهِ وَجْزَاءُ هَذَا الصَّوْمِ لِقَاءُ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْآخِرَةِ ٥

## سترہویں فصل (شریعت اور طریقت کے روزہ کے بیان میں)

پس شریعت کا روزہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے کی چیزوں اور عورتوں کی مباشرت سے رکے رہے اور لیکن طریقت کا روزہ یہ ہے کہ جملہ اعضاء کو ان کے محرکات اور منوعات اور برائوں مثلاً گھنڈہ، غرور، کینجوسی اور ایسی ہی دوسری برائیوں سے ظاہری اور باطنی طور پر باز رہے کہ یہ ساری باتیں طریقت کے روزہ کو باطل کر دیتی ہیں تو شریعت کا روزہ وقتیہ محض (عارضی) ہے اور طریقت کا روزہ اس کی عمر بھر کیلئے دائمی (مستقل) ہے پس اسی لئے فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اکثر روزہ دار کو اس کے روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا اور کچھ نہیں ملتا“ اسی لئے کہا گیا ہے کہ کتنے ایسے روزہ دار ہیں کہ جو افطار کرنے (روزہ کھولنے) والے ہیں اور کتنے ایسے افطار کرنے (روزہ کھولنے) والے ہیں جو (حقیقی) روزہ دار ہیں یعنی (جو) اپنے اعضاء کو گناہوں سے اور جوارح کو لوگوں کی ایذا رسانی سے باز رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث (قدسی) میں ارشاد الہی ہے ”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا“ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور (دوسری) اللہ کے جمال کے دیدار کے وقت“ اہل شریعت نے فرمایا ہے کہ افطار سے مراد غروب آفتاب پر کھانا اور پینا ہے اور رویت سے مراد عید کی شب چاند کا دیکھنا ہے اور اہل طریقت نے فرمایا ہے کہ افطار سے مراد جنت میں داخل ہونے کے وقت اس میں کئی نعمتوں سے افطار کرنا ہے اور رویت کے وقت کی خوشی سے مراد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت راز کی آنکھوں سے دیدار کرنا ہے لیکن حقیقت کا روزہ تو بس غیر اللہ کی محبت سے دل کو روکے رکھنا اور باطن کو غیر اللہ کے مشاہدہ کی محبت سے باز رکھنا ہے۔ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں“ اور راز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پس اللہ کے سوا کسی دوسرے کی جانب مائل نہیں ہوتا اور اس کا دنیا و آخرت میں اس (اللہ) کے سوا کوئی دوسرا محبوب مغرب اور مطلوب نہیں ہے پس جب ہمیں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی محبت واقع ہوئی تو حقیقت کا روزہ ٹوٹ گیا پس اس کے لئے اس محبوب مغرب اور مطلوب سے اللہ کی جانب رجوع کرے اور جس کی جزا آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے۔

# الفصل الثامن عشر

## في بيان حج الشريعة وحج الطريقة

فحج الشريعة لبنت الله تعالى بشرطه وأحكامه حتى يحصل ثواب الحج فإذا انقضى بشئ من شرائطه انقضى ثواب الحج لأن الله تعالى أمرنا بأنما أحج بقوله تعالى "وَأَتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" بقوله ١٩٦ "فَمَنْ شَرِطَ الْأَحْرَامَ أَوْ لَا ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ ثُمَّ طَوَّافُ الْقُدُومِ ثُمَّ الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ ثُمَّ الْوُقُوفُ بِمُزْدَلِفَةَ ثُمَّ ذَبْحُ الْأَضْحِيَّةِ فِي مِنًى ثُمَّ دُخُولُ الْحَرَمِ ثُمَّ طَوَّافُ الْكَعْبَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ ثُمَّ شَرِبُ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ بَصَلَى رَكَعَتَيْنِ لِلطَّوَّافِ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ حَجَلَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ مِنَ الْقَبْدِ وَنَحْوِهِ فَجَزَأَ هَذَا الْحَجَّ الْعِنُقُ مِنَ الْحَجِّهِمُ وَالْأَمْنُ مِنَ الْفَهْرِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا" بقوله ١٩٧ "ثُمَّ طَوَّافُ الصَّدْرِ ثُمَّ الرَّجُوعُ إِلَى وَطَنِهِ وَمَا بَيَّانُ حَجِّ الطَّرِيقَةِ فَرَادُهُ وَرَاحِلَتُهُ أَوْ لَا الْمَسَلُ الْمَصْلَبُ الْمَلْفَيْنِ وَآخِذُهُ مِنْهُ ثُمَّ مُلَازِمَةُ الذِّكْرِ بِاللِّسَانِ وَمُلَاحَظَةُ مَعْنَاهُ حَتَّى تَحْصُلَ حَيَاةُ الْقَلْبِ لَهُ ثُمَّ يَسْتَعْمَلُ بِذِكْرِ الْبَاطِنِ حَتَّى يُصَفِّيَهُ مُلَازِمَةُ أَسْمَاءِ الصِّفَاتِ فَتُظْهِرُ كَعْبَةُ السِّرِّ بِأَوَارِ الصِّفَاتِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَعِيلَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ تُصَلِّ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِطَهْرِ الْكَعْبَةِ أَوْ لَا فَقَالَ تَعَالَى "وَعَمِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَعِيلَ أَنْ يَطَهَّرَا نَبِيَّيَ لِلطَّائِفِينَ" بقوله ١٩٨ "فَكَعْبَةُ الظَّاهِرِ طَهْرُهَا لِلطَّائِفِينَ مِنَ الْمُتَخَلِّفَاتِ وَكَعْبَةُ الْبَاطِنِ طَهْرُهَا لِلنَّظَرِ الْخَالِي مِمَّا أَخَذَ هَذِهِ الظُّهْرُ مِمَّا سِوَاهُ ثُمَّ أَحْرَمَ بِنُورِ التَّوْفِيقِ الْقُدْسِيِّ ثُمَّ دَخَلَ كَعْبَةَ الْقَلْبِ ثُمَّ طَافَ طَوَّافُ الْقُدُومِ بِمُلَازِمَةِ الْإِسْمِ الثَّانِي

# اٹھارویں فصل

(شریعت اور طریقت کے حج کے بیان میں)

پس شریعت کا حج اسکی شرط اور ارکان کے ساتھ بیت اللہ کیلئے ہے یہاں تک کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے پس جب شرائط میں سے کوئی بھی شرط ناقص ہو جائے تو حج کے ثواب میں کمی ہوگئی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حج پورا کرنے کا حکم فرمایا بموجب ارشاد الہی... ”اولہ حج اور عمرہ اللہ کیلئے پورا کر“ پس شرائط میں سے سب سے اول احرام ہے پھر مکہ میں داخل ہونا پھر طہارت قدم پھر عرفات میں ٹہرنا پھر مزدلفہ میں ٹہرنا پھر منیٰ میں قربانی کا جانور ذبح کرنا پھر حرم میں داخل ہونا پھر کعبہ کا سات چکروں میں طواف کرنا پھر آب زم زم پینا پھر مقام ابراہیم علیہ السلام میں دو گانہ طواف ادا کرنا پھر شکار اور ایسی ہی باتیں حلال ہو جاتی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے (حالات احرام میں) حرام فرمایا تھا پس اس حج کی جزاء دوزخ سے آزادی اور (اللہ کے) قہر سے امن ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جو اس میں داخل ہوا امن میں ہوگیا“ پھر طوافِ مسجد کرنا پھر وطن کو واپس ہونا اور لیکن طریقت کے حج کا بیان کہ اس کا سامان سفر اور اسکی سوارئی کا جانور پہلے یہ ہے کہ کسی صاحب تلیقین (پیر و مرشد) کی طرف توجہ کرے اور اس سے (تلیقین) حاصل کرے پھر زبان کے ذکر دائمی پر پابندی کرنا اور اسکے معنی (مقصد) کا لحاظ کرنا یا ہاتھ کر اسکے ذریعہ طلب کی زندگی حاصل ہو جائے پھر باطن کے ذکر میں مشغول ہو یہاں تک کہ اساء صفات کے ذکر دائمی پر پابندی کے ذریعہ اس (قلب) کو پاکیزہ بنائے تو صفات الہی کے انوار کے ساتھ باطن کا کعبہ ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کو (ہمارے نبیوں پر اور جملہ انبیاء پر افضل درود و سلام ہو) پہلے کعبہ پاک و صاف کرنے کیلئے حکم فرمایا چنانچہ ارشاد الہی ہے ”اولہ ہم نے ابراہیم و اسمعیل کو تاکید فرمائی کہ میرا گھر طواف والوں کیلئے خوب ستھر کر دو“ پس ظاہری کعبہ وہ ہے جس کا پاک و صاف کرنا غلوحات میں سے طواف کرنے والوں کیلئے ہے اور باطن کا کعبہ وہ ہے کہ جسکو خالق کی ایک نگاہ سے ایسی پاکی و صفائی ملے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے ایسی پاکی حاصل ہی نہ ہو سکے پھر روح قدسی کا احرام پہننے پھر قلب کے کعبہ میں داخل ہو پھر اسم دوم کے دائمی ذکر کے ذریعہ طوافِ قدم کرے۔

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى عَرَفَاتِ الْقَلْبِ وَهِيَ مَوْضِعُ الْمُنَاجَاةِ نَوَفَتْ بِمِلْدَزِمَةِ الْإِسْمِ الثَّالِثِ وَ  
الرَّابِعِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى مِنْ دَلِفَةِ الْقَوَادِ وَجَمَعَ بَيْنَ الْإِسْمِ الْخَامِسِ وَالسَّادِسِ ثُمَّ  
ذَهَبَ إِلَى آمِنِ السِّرِّ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ نَوَفَتْ بَيْنَهُمَا ثُمَّ ذَبَحَ النَّفْسَ الْمُطْمَئِنَّةَ  
بِمِلْدَزِمَةِ الْإِسْمِ السَّابِعِ لِأَنَّهُ اسْمُ الْفَنَاءِ وَرَافِعُ حُجَابِ الْكُفْرِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ "الْكُفْرُ وَالْإِيمَانُ مَعَامَانِ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْشِ وَهُمَا حِجَابَانِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْحَقِّ  
فَعَالِي أَحَدَهُمَا أَسْوَدُ وَالثَّانِي أَبْيَضُ ثُمَّ حَلَّى رَأْسَ الرُّوحِ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ  
بِمِلْدَزِمَةِ الْإِسْمِ الثَّامِنِ ثُمَّ دَخَلَ حَرَمَ السِّرِّ بِمِلْدَزِمَةِ الْإِسْمِ الثَّاسِعِ ثُمَّ وَصَلَ  
رُؤْيَا الْعَاكِفِينَ وَانْحَصَفَ فِي سَاطِئِ الْقُرْبَةِ وَالْأُنْسِ بِمِلْدَزِمَةِ الْإِسْمِ الْعَاشِرِ  
ثُمَّ رَأَى جَمَالَ الْقَسَدِيَّةِ بِدَلَاكِيفٍ وَلَا تَشْبِيهِ ثُمَّ طَافَ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ بِمِلْدَزِمَةِ  
الْإِسْمِ الْحَادِي عَشَرَ وَمَعَهُ سِتَّةُ أَسْمَاءٍ مِنَ الْقُرُونِ ثُمَّ بَشَّرَ مِنْ يَدِ الْقُدْرَةِ  
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَسَفَّلَهُمْ وَهَضَمُوا أَعْنَاقَهُمْ شَرَّ آبَائِهِمْ وَهُمْ أَهْلُ دَهْرٍ" بِفُلْحِ الْإِسْمِ الثَّانِي  
عَشَرَ ثُمَّ بَرَّعَ بِرَفْعِ الرُّوحِ الْبَاقِي الْمَقْدَسِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ بِتَوَرُّمٍ وَهَذَا مَعْنَى  
قَوْلِهِ تَعَالَى "مَا لَاحِظِينَ رَأَيْتُ" بِعَنْ لِقَاءِ اللَّهِ تَعَالَى "وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ" بِعَنْ  
كَلَامِ اللَّهِ بِدَلَاوِ اسْطِطَاءِ الْحُرُوفِ وَالصُّوَرِ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بِشَرِّ لِعَنْ دَوْرٍ  
الرُّؤْيَا وَالْخُطَابِ ثُمَّ حَلَّلَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى بِشَبْدِ السَّيِّئَاتِ إِلَى الْحَسَنَاتِ  
بِنُكْرَارِ أَسْمَاءِ التَّوْحِيدِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا  
صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ" وَقَالَ "ثُمَّ الْعِثُّ مِنْ  
النَّفْسِ فَإِنَّ النَّفْسَانِيَّةَ تَوَّاهُ مِنَ الْخَوْفِ وَالْحُزْنِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِلَّا أَنْ  
أُولِيَ اللَّهُ لَهَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" بِرُسْ "بِفَضْلِهِ وَكَرَمِهِ



پھر قلب کے عرفات کی طرف جائے اور وہ مناجات کا مقام ہے تب تیسرے اور چوتھے اسم کے دائمی ذکر کے ذریعے ہر  
پھر دل کے مزدلفہ کی طرف جائے اور پانچویں اور چھٹے اسم کو جمع کرے پھر باطن کے منی کی طرف جائے اور وہ دونوں  
حرم کے درمیان ہے پس ان دونوں کے بیچ ہرے پھر ساتویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ نفس مطمئنہ کو ذبح کرے اسلئے  
کہ وہ اسم فنا والا اور کفر کا حجاب اٹھانے والا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”کفر اور ایمان عرش کے  
اطراف دو مقامات ہیں اور وہ دونوں بندے اور حق تعالیٰ کے بیچ دو حجابات (پردے) ہیں ان دونوں میں سے  
ایک (حجاب) سیاہ رنگ کا ہے اور دوسرا سفید پھر آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ بشری صفات سے  
روح کے سر کا حلق (سر کے بال منڈوانا) کرے پھر نویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ باطن کے حرم میں داخل ہو پھر  
اعتکاف کرنے والوں کو دیکھے اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ قرب و انس کے مقام میں اعتکاف کرے پھر کسی  
کیفیت یا کسی تشبیہ کے بغیر جلالِ حدیث کا دیدار کرے پھر گیارہویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ سات چکروں میں  
طواف کرے اور اسی کے ساتھ سات اسماءِ فردعات ہیں۔ پھر بموجب ارشادِ الہی ”اور انہیں ان کے رب نے ستھری  
شراب پلائی“ بارہویں اسم کے ساتھ سے قدرت کے ہاتھوں (شرابِ ظہور) پیئے گا پھر باقی رہنے والی پاکیزہ ذات  
کی رفعت کے ساتھ بلند ہو گا پس اسی کے نور کے ذریعہ اسی کی طرف دیکھے گا۔ اور یہی معنی ہے اس ارشادِ الہی کا کہ  
”کوئی آنکھ ایسی نہیں کہ دیکھی ہو“ یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار اور ارشادِ الہی ”کوئی کمان ایسا نہیں کہ سنا ہو“ یعنی حرف  
اور آواز کے واسطے کے بغیر اللہ کا کلام اور ارشادِ الہی ”اور اس کا خیال کسی بشر کے دل میں نہیں ہوا۔“ سے  
مراد ذوقِ دیدار و خطاب ہے۔ پھر اسماءِ توحید کی تکرار سے برائیوں کو نیکیوں سے بدلیں تو وہ سب باتیں  
حلال ہوئیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا تھا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے کہ ”جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا  
سام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو بھیلائیوں سے بدل دے گا۔ پھر نفسانی تصرفات سے آزادی (مل جاتی ہے)  
پھر خوف و غم سے امن (حاصل ہو جاتا ہے) جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”آگاہ ہو جاؤ بے شک اللہ  
تعالیٰ کے دلیوں پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے“ اسی کے فضل و کرم سے،

ثُمَّ طَافَ طَوَافَ الصَّدْرِ بِتَكَرُّرِ الْأَسْمَاءِ كُلِّهَا ثُمَّ الرَّجُوعُ إِلَى وَطْنِهِ الْأَصْلِيِّ  
 فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ بِمُدَّةٍ زَمَنُهَا الْإِسْوَالُ ثَلَاثَ عَشَرَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِعِلْمِ الْبَقَائِنِ وَهَذِهِ  
 الشَّوْهِدَاتُ فِي ذَوَائِرِهِ اللِّسَانِ وَالْعُقُلِ وَأَمَّا مَا وَرَاءَ ذَلِكَ فَدَلِيلُ مَكْنِ الْأَخْبَارِ  
 عَنْهُ لِأَنَّهُ لَا يُدْرِكُهُ إِلَّا فَهْمُهُمْ وَالْأَذْهَانُ وَلَا يَسْمَعُ الْخَوَاطِرُ فِي ذَلِكَ  
 كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّ مِنَ الْعِلْمِ كَهَيْئَةِ الْمَكْنُونِ  
 لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللَّهِ فَإِذَا انْطَفَقُوا الرَّبُّ يَكُونُهُ إِلَّا أَهْلُ الْغَيْبِ"  
 فَالْعَارِفُ يَقُولُ مَا دُونَهُ وَالْعَالِمُ بِاللَّهِ يَقُولُ مَا فَوْقَهُ فَإِنَّ  
 عِلْمَ الْعَارِفِ سِرُّ اللَّهِ تَعَالَى لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَمَا  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَحْصِيُونَ شَيْئًا مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ  
 مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّهُ  
 يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى

طه ٨ " ٥ .



پھر جملہ اسماء کی تکھار کے ذریعہ طوافِ صدر ادا کرے پھر تیرھویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ تہہ پہن صورت میں اپنے اصلی وطن کی جانب واپسی ہے اور وہ علم یقین سے متعلق ہے اور سب تاویلات زبان اور عقل کے دائرہ میں ہیں اور لیکن جو بات (اس سے آگے ہے تو اس کی خبر (اطلاع) دینا ممکن نہیں کیونکہ وہ عقلوں میں اور ذہنوں میں نہیں آسکتی اور وہ دلوں میں نہیں سما سکتی جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”یہ علم ایک پوشیدہ حالت میں ہے جس کو علماء حق کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا پس جب وہ (علماء) اس کے ساتھ کچھ لڑتے ہیں تو اہل غیرت (نخوت یا حسد کرنے والے) کے سوا کوئی بھی اس سے انکار نہیں کرتا پس عارف اس کی گہرائی کی بات کہتا ہے اور عالم ربانی اس کے اوپر کی (سطحی) بات کہتا ہے پس بے شک عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا بھید ہے کہ اس کو کوئی دوسرا نہیں جانتا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے مگر جتنا وہ چاہے“ (یعنی) انبیاء اور اولیاء میں سے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”وہ بے شک وہ (اللہ) بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب لچھے نام اسی کے ہیں۔“

# الفصل التاسع عشر

فِي بَيَانِ الْوَجْدِ وَصِفَاتِهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "تَفْشَعُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ يَلْبِثُنَّ جُلُودُهُمْ وَ  
قُلُوبُهُمْ فِي الذِّكْرِ لِلَّهِ زمر ٢٣" وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ  
لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلنَّفْسَانِ لِمَا يَكْفُرُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ زمر ٢٤" وَ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَا وَجْدَ لَهُ لَا دِينَ لَهُ".

قَالَ الْجُنَيْدُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ "الْوَجْدُ مُصَادِقَةُ الْبَاطِنِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى يُؤْتِي  
سُرُورًا وَخُرَافًا الْوَجْدُ عَلَى نَوْعَيْنِ الْوَجْدُ الْجِسْمَانِيَّةُ النَّفْسَانِيَّةُ وَالْوَجْدُ الرُّوحَانِيَّةُ  
الرَّحْمِيَّةُ فَالْوَجْدُ النَّفْسَانِيَّةُ تَتَوَحَّدُ بِقُوَّةِ الْجِسْمِ بِغَيْرِ قُوَّةِ الْمَجْدِبَةِ الْعَالِيَةِ  
الرَّحْمَانِيَّةِ مِثْلَ الرِّبَايَةِ وَالسَّمْعَةِ وَالشَّمْرَةِ وَهَذَا الْقِسْمُ كُلُّهُ بَاطِلٌ لِأَنَّهُ  
اخْتِيَارٌ غَيْرُ مَعْلُوبٍ وَمَسْلُوبٍ فَلَا تَجُوزُ الْمُوَافَقَةُ بِمِثْلِ هَذَا الْوَجْدِ وَأَمَّا الْوَجْدُ  
الرُّوحَانِيَّةُ بِقُوَّةِ الْمَجْدِبَةِ بِمِثْلِ فِرَاعَةِ الْفُرَّانِ بِصَوْتِ حَسَنِ أَوْ شَعِيرِ مُؤَدِّي أَرْ  
ذِكْرِ مُؤَثِّرٍ لَا يَبْقَى لِلْجِسْمِ قُوَّةٌ وَلَا اخْتِيَارٌ وَهَذَا الْوَجْدُ رُوحَانِيَّةٌ وَجْهَانِيَّةٌ  
فَتُسَخِّبُ مُوَافَقَتَهُ وَالْبَهْ إِشَارَةً فِي قَوْلِهِ تَعَالَى "فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ  
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ زمر ٢٥" وَكَذَلِكَ أَصَوْتُ الْعُشَّانِ وَالطُّيُورِ وَالْحَانَ الْأَغَانِي  
فِي كُلِّ ذَلِكَ قُوَّةُ الرُّوحِ لَا مَدْخَلَ لِلنَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ فِي مِثْلِ هَذَا الْوَجْدِ لِأَنَّهُ  
الشَّيْطَانُ يَمْتَصِرُ فِي الْقُلُوبِ النَّفْسَانِيَّةِ وَلَا تَصَرَّفُ لَهُ فِي النُّورِ أَيْنَهُ وَالرُّوحَانِيَّةُ  
لَا تَهْدِي وَلَا يَدُوبُ فِيهَا كَمَا يَدُوبُ الْمَلَحُ فِي الْمَاءِ وَكَذَا الْوَجْدُ بِسَبَبِ لَانَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## انیسویں فصل

### (وجد اور اس کی صفات کے بیان میں)

ارشاد الہی ہے ”دوہرے بیان واللہ اعلم ان کے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں بواپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یا دِخدا (کی رغبت) میں“ ارشاد الہی ہے ”تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو فرابی ہے ان کی جن کے دل یا دِخدا نہیں“ کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں“ اور فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جس کو وجد نصیب نہیں اسکو دین بھی حاصل نہیں“ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”وجد اللہ کی جانب سے باطن میں جگہ پاتاہے تو خوشی یا غم اکثر رونما ہوتا ہے“ پس وجد دو اقسام میں ہے (ایک وجد جنی نفسانی اور دوسرا وجد روحانی رحمی۔ پس وجد نفسانی غالب جذبہ روحانی کی قوت کے بغیر جہانی قوت سے پیدا ہوتا ہے جیسے دکھانے کیلئے سُننے کیلئے اور شہرت کیلئے اور اس قسم کا وجد بالکل باطل ہے اسلئے کہ اس کا اختیار غلوب یا سلب نہیں ہوتا اور اس قسم کے وجد کی موافقت جائز نہیں ہے۔ اور لیکن وجد روحانی قوتِ جذبی سے ہے جیسے قرآن کو قوتِ کلام سے پڑھنے پڑھانے یا موزوں شعر یا مؤثر ذکر سے پیدا ہوتا ہے کہ (حسین) جسمانی طور پر نہ کوئی قوت باقی رہتی ہے نہ کوئی اختیار۔ اور یہ وجد روحانی و روحانی ہے پس اسکی موافقت مستحب (پسندیدہ) ہے اور اس ارشاد الہی میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ”تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان جگا کر بات سُنیں پھر اسکی بہتری پر چلیں۔“

اور اسی طرح عاشقوں اور پرندوں کی (مُزنی) آواز باجوں کی موسیقی ہے کہ ان سب میں ایک روحانی قوت ہے اور نفس و شیطان کا اس وجد میں کوئی دخل ہی نہیں اسلئے کہ شیطان نفسانی ظلمات میں تصرف کرتا ہے اور نورانیت اور روحانیت میں اس کو تصرف حاصل نہیں اسلئے کہ وہ اس میں ایسا گھل جاتا ہے جیسا کہ پانی میں مک گھل جاتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) یوں

قَالَ "فِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَاشْعَارُ الْحِكْمَةِ وَالْمَحَبَّةُ وَالْعِشْقُ وَالْأَصْوَاتُ الْجَذِبِيَّةُ  
 قُوَّةٌ نُورَانِيَّةٌ لِلرُّوحِ" فَالْوَجْدُ أَنْ يَصِلَ النُّورُ إِلَى النَّوْرِ وَهُوَ الرُّوحُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 "الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ" <sup>٢١</sup> أَمَّا إِذَا كَانَ الْوَجْدُ نَفْسَانِيًّا وَشَبَعَانِيًّا لَا يَكُونُ فِيهِ  
 نُورٌ بَلْ يَكُونُ ظُلْمَانِيًّا وَكَهْرًا وَظُلْمَةً يَصِلُ إِلَى الظُّلْمَانِي وَهُوَ النَّفْسُ فَتَقْوَى بِجَنَسِهِ كَمَا  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "الْمُتَشَابِهَاتُ لِلْمُتَشَابِهِينَ" <sup>٢٢</sup> وَلَيْسَ فِيهَا الرُّوحُ قُوَّةٌ تُفَرِّكَ كَاتِ الْوَجْدِ  
 نَوْعَانِ اخْتِلَافِيَّةٌ وَاضْطِرَارِيَّةٌ ٥ فَالْاِخْتِلَافِيَّةُ تَحْرِكَةُ الْإِنْسَانِ الصَّحِيحِ لَيْسَ فِي  
 جَسَدِهِ أَلَمٌ وَلَا مَرَضٌ وَلَا مَسْقُوفٌ فَهَذِهِ الْحَرَكَةُ غَيْرُ مَشْرُوعَةٍ كَمَا مَرَّ وَالْاضْطِرَارِيَّةُ  
 هِيَ الْحَرَكَةُ الَّتِي تَحْصُلُ بِسَبَبِ اخْتِلَافِ قُوَّةِ الرُّوحِ فَتَدْقِدُ النَّفْسُ عَلَى مَعْمَلِهَا لِأَنَّ هَذِهِ  
 الْحَرَكَاتُ غَالِبَةٌ عَلَى الْحَرَكَاتِ الْجَسْمَانِيَّةِ مِثْلَ حَرَكَةِ الْحُمَى لِأَنَّهُ إِذَا غَلَبَتْ الْحُمَى عَلَى  
 أَحَدٍ عَجَزَتْ نَفْسُهُ عَنْ تَحْمِيلِهَا فَلَا اخْتِلَافَ لِلنَّفْسِ حِينَئِذٍ فَالْوَجْدُ إِذَا غَلَبَتْ عَلَيْهِ  
 الْحَرَكَاتُ الرُّوحَانِيَّةُ يَكُونُ حَقِيقِيًّا وَالْوَجْدُ وَالسَّمَاعُ الْمُحَرَّكَ كَمَا فِي قُلُوبِ  
 الْعُشَّاقِ وَالْعَارِفِينَ وَطَعَامِ الْمُحِبِّينَ وَمُقَوَّي الطَّالِبِينَ وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 "أَنْ سَمِعَ الصَّوْتِ الْحَسَنَ الْمَشْرُوعَ لِقَوْمٍ قَرَضُوا لِقَوْمٍ سُنَّتَهُ وَلِقَوْمٍ يَدْعُوهُ الْفَرَضُ  
 لِلْخَوَاصِرِ وَالسُّنَّةِ لِلْمُحِبِّينَ وَالْبِدْعَةُ لِلْغَافِلِينَ وَلِذَا لِكَانَ الطَّبَوْرُ تَعَفُّو عَلَى  
 رَأْسِ دَاوُدَ عَلَى نَبِيَّنَا وَعَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسَدُّمُ لِاسْمَاعِ صَوْتِهِ ٥ وَحَرَكَةُ الْوَجْدِ  
 عَلَى عَشْرَةِ أَوْجِهٍ بَعْضُهَا جَلِيٌّ يَطْهَرُ أَشْرَافُهَا فِي الْحَرَكَاتِ وَبَعْضُهَا خَفِيٌّ لَا يَطْهَرُ أَشْرَافُهَا فِي  
 الْجَسَدِ كَمَثَلِ الْغَلَبِ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَفِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالْقُرْآنِ الْحَسَنِ وَمِنْهَا الْبُكَاءُ  
 وَالنَّالَمُ وَالْخَوْفُ وَالْحُزْنُ وَالنَّاسُفُ وَالْحَبْرَةُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّجَرُّدُ وَالنُّصْرَةُ  
 وَالتَّغَيُّرُ فِي الْبَاطِنِ الظَّاهِرِ وَمِنْهَا الطَّلَبُ وَالشَّوْقُ وَالْحَرَارَةُ وَالْعَرَقُ.

فرمایا کہ ”قرآن کا پڑھنا اور حکمت محبت اور عشق کے اشعار اور جذباتی آوازیں روح کے لئے نورانی قوت ہیں۔“ پس وجد کی کیفیت یہ ہے کہ (ایک) نور (دوسرے) نور سے جا ملتا ہے اور وہ ہے روح۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لئے ہیں“ مگر وجد جب نفسانی اور شیطانی ہوتا ہے تو اس میں نور نہیں ہوتا بلکہ وہ کفر و ظلمت بھرا ہوتا ہے۔ اور ظلمتِ ظلمات سے جا ملتا ہے اور وہی نفس ہے کہ اس کو اپنی ہی جنس سے تقویت پہنچتی ہے چنانچہ ارشادِ الہی ہے کہ ”گندری عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں“ جس میں روح کے لئے کوئی قوت نہیں ہے۔ پس وجد کی حرکات دو قسم ہیں (ایک) اختیاری اور (دوسری) اضطراری۔ اختیاری تو صحیح (مندرست) انسان کی حرکت کی طرح ہے کہ اس کے بدن میں نہ دکھ ہے نہ بیماری ہے نہ لگاؤ ہے تو یہ حرکت غیر شرعی ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور اضطراری وہ حرکت ہے جو دوسرے سبب جیسے روحانی قوت سے حاصل ہوتی ہے۔ پس نفس میں اس کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں اس لئے کہ یہ حرکات جہانی حرکتوں پر غالب ہیں جیسے بخار کی حرکت کہ جب کسی پر بخار غالب ہو تو اس کا نفس اس کو برداشت کرنے سے عاجز ہوتا ہے پس نفس کو اس وقت کوئی اختیار حاصل نہیں رہتا۔ پس وجد جبکہ اس پر روحانی حرکات غالب آجائیں حقیقی ہوتا ہے۔ اور وجد و سماع عاشقوں اور عارفوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرنے کا ذریعہ اور محبت کرنے والوں کیلئے غذا ہے اور طالبوں کیلئے قوت بخشنے والے ہوتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ شرع کے موافق خوش آواز سماع بیشک ایک قوم کیلئے سنت اور ایک قوم کیلئے بدعت ہے (یعنی) خاصانِ خدا کیلئے فرض، اہل محبت کیلئے سنت اور غافلوں کیلئے بدعت ہے اور اسی لئے پرندے حضرت داؤد علیہ السلام پر (بیٹھ) جاتے تھے تاکہ آپ کی آواز کو سنیں۔ حالت وجد کی دس وجوہات ہیں جن میں سے بعض حلی (ظاہر) ہیں جن کا اثر حرکات میں ظاہر ہوتا ہے اور ان میں سے بعض خفی (پوشیدہ) ہیں جن کا اثر بدن میں ظاہر نہیں ہوتا جیسے اللہ کے ذکر کی طرف دلی توجہ اور خوش آواز سے قرآن پڑھنا اور ان ہی وجوہات میں سے ہیں رونا، دکھ کا اظہار کرنا، اور خوف و غم کرنا اور افسوس کرنا اور حیرت کرنا جبکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جو نیز تجرد (تنہائی) نصرت اور ظاہر و باطن میں تعظیم اور ان ہی وجوہات میں سے ہیں طلبِ شوق، گرمی اور پسینہ کا پیدا ہونا۔

# الفصل العشر

## في بيان الخلوة والعزلة

وهي على وجهين ظاهر وباطن فالخلوة الظاهرة عزال نفسية وحبس بدنه عن الناس كحبس كلب أو ذئب الناس بأخدق الذميمة وتترك النفس مع ما لو فاتها وتحبس حراسها الظاهرة لفتح الحراس الباطنية بنيتها الإخلاص والمودة بالإرادة ودخول القبر يكون نيتها في ذلك رضا الله تعالى ورفع شر نفسه عن المسلمين كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "المسلم من سلم المسلمون من يده ولسانه وكف لسانه عما لا يحنيه" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "سلامة الإنسان من قبل اللسان وكف عنسيه عن الخيانة والنظر إلى الحرام وكذا كف أدنبيه ويديه ورجليه" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "العينان نزيهان" وبحصل من كل زنا من هذه الأعطاء شخص قبيح في الصورة الخبيثة يقوم معه يوم القيامة ويشهد عليه عند الله تعالى ويأخذ صاحبه فعذب به في النار فإذا تاب وحبس نفسه تبدل الصورة الخبيثة إلى صورة امرئ مليم ويأخذ صاحبه إلى الجنة كما قال الله تعالى "وحي النفس عن الهوى فإن الجنة هي المأوى" فكانت الخلوة حصنة عن المعاصي فينبغي أن يعمل صاحبها ويكون محسنا كما قال الله تعالى "إن رَحِمَ اللَّهُ رَبَّيْ مِنَ الْمُحْسِنِينَ" ارف ٥٦ "وكما قال الله تعالى "فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا هفت ١١" وأما خلوة الباطنية أن لا يدخل في قلبه من التفكرات النفسانية الشيطانية



## بیسویں فصل

### (خلوت اور گوشہ نشینی کے بیان میں)

اور وہ دو صورتوں پر ہے ظاہر اور باطن۔ پس ظاہری خلوت اپنے نفس کی گوشہ نشینی ہے اور وہ لوگوں سے اپنے جسم کا میل جول بند رکھتا ہے تاکہ وہ اپنے بُرے سلوک سے لوگوں کو نہ ستا سکے اور نفس کی پسندیدہ باتوں (خواہشات) کو ترک کر دے اور ظاہری حواس پر پابندی عائد کر دے تاکہ اخلاص نیت، موت ارادی اور قبر میں داخل ہونے کے خیال سے باطنی حواس کھل جائیں اور اس سلسلہ میں اس کی نیت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور مسلمانوں سے نفس کی بُرائی کو دور کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”مسلمان وہی ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور وہ اپنی زبان کو لایعنی (فضول) باتوں سے روکے“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انسان کی سلامتی کا تعلق زبان کی طرف سے ہے اور اپنی دونوں آنکھوں کو خیانت سے اور حرام کی جانب نظر کرنے سے باز رکھے نیز اسی طرح اپنے دونوں کانوں، ہاتھوں اور پاؤں کو بھی (حرام سے) روکے رکھے“ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں“ اور ان اعضاء کے زنا کا انجہام ایک بد صورت جھنشی (سیاہ صورت والا) انسان وہ بری شخصیت بنتی ہے جو قیامت کے دن اس (زانی) کے ساتھ کھڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس پر گواہی دے گا اور (زنا) والے کو پکڑے گا پھر اس کو آگ کے عذاب میں ڈال جائے گا پس جب توبہ کرے اور اپنے نفس کو قابو میں رکھے تو اسکی بد صورت، ایک بے ڈاڑھی مونچھے نیکن چہرہ والے لڑکے کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا اور اسکو پکڑ کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے“ پس خلوت گناہوں سے بچانے والا قلعہ ہے۔ پس اسکو چاہیے کہ نیک کام کرے اور وہ نیک خصلت ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے“ اور ارشاد الہی ہے ”تو مجھے اپنے رب سے ملنے کی امید ہوئے چاہے نیک کام کرے“ اور البتہ باطنی خلوت یہ ہے کہ اپنے قلب میں نفسانی میلان کو مٹا کر نہ ہو۔

مِثْلَ مَحَبَّةِ الْمَأْكُولَاتِ وَالْمَكْسُورَاتِ وَالْمُسْتَرْوَبَاتِ وَمِثْلَ مَحَبَّةِ الْأَهْلِ  
وَالْعِيَالِ وَمِثْلَ مَحَبَّةِ الْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتِ وَالشَّجَرَةِ وَالشَّهْرَةِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الشَّهْرَةُ أَفْهٌ وَكُلُّ مَا يَهْتَمُّ بِهَا الْخَمُولُ رَاحَةٌ وَكُلُّ مَا  
يَتَوَقَّاهَا لَا يَدْخُلُ فِي قَلْبِهِ بِاخْتِيَارٍ مِثْلُ الصَّغِيرِ وَالْعَجَبِ وَالْبُحْلِ وَغَيْرِ ذَلِكَ  
مِنْ الدَّمَامِ فَإِذَا دَخَلَ فِي قَلْبِ الْخَلْقِ مِنْ هَذِهِ الدَّمَامِ يُفْسِدُ خَلْقَهُ وَقَلْبَهُ  
وَيُفْسِدُ مَا فِي قَلْبِهِ مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ وَالْإِحْسَانِ فَيَبْقَى الْقَلْبُ بِلَا مَنْفَعَةٍ كَمَا  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ يُوَسِّرُ» فَكُلُّ مَنْ كَانَ فِيهِ مِنْ هَذِهِ  
الْمُفْسِدَاتِ فَهُوَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ وَإِنْ كَانَ فِي طَاهِرِ الصُّورَةِ مِنَ الصَّالِحِينَ كَمَا قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ» وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا» وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ  
أَقْبَضَهَا» وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْبُحْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَوْ كَانَ عَابِدًا أَوْ زَاهِدًا» وَقَالَ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الرِّبَاءُ شِرْكٌ وَتَرْكُهُ كَفَّارَةٌ» وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْتِمَامُ  
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ» وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ فِي الْإِخْلَاقِ وَالذِّمَمَةِ فَهَذَا الْأَخِيَّاطُ  
فَالْمَقْصُودُ مِنَ التَّصَوُّفَاتِ تَصْفِيَةُ الْقَلْبِ لَهَا وَقَلْعُ الْأَهْوَاءِ التَّفَسَّيْنِيَّةِ عَنْ  
أَصْلِهَا بِالْخُلُقِ وَالرِّبَاضَةِ وَالصَّمْتِ وَمَدَامَتِ الدِّكْرِ بِالْإِرَادَةِ وَالْمُحَبَّةِ وَالْإِخْلَاصِ  
وَالتَّوْبَةِ وَالْإِعْتِمَادِ الصَّحِيحِ السَّيِّئِ تَبَعًا عَلَى آثَرِ السَّلَفِ مِنَ الصُّلَحَاءِ وَالصَّحَابَةِ  
وَالتَّالِعِينَ وَالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ وَمِنَ الْمُشَائِخِ الصَّالِحِينَ فَإِذَا اجْتَلَسَ الْمُؤْمِنُ  
الْمُوحَّدُ فِي الْخُلُوعِ بِالتَّوْبَةِ وَالتَّلَافُظِ وَمَعَ هَذِهِ الشَّرَاطِطِ الْمُنَكَّرَةِ خَلَصَ اللَّهُ  
عَمَلَهُ وَنَوَّرَ قَلْبَهُ وَلَبَّنَ جِلْدَهُ وَطَهَّرَ لِسَانَهُ وَجَمَعَ حَوَاسِدَ مِنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ

مثلاً کھانے، پینے کی چیزوں سے محبت اور جیسے بیوی بچوں سے محبت اور جیسے جانوروں سے محبت (اور دکھانے سنانے اور شہرت حاصل کرنے کی باتیں۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”شہر اور شہرت حاصل کرنے کی ہر تمنا ایک آفت ہے اور گنہامی اور اس سے ہم آہنگ ہر بات راحت ہے اور غرور، گھنڈ، کجخوئی وغیرہ جیسا کہ برائیاں اس کے قلب میں اپنے اختیار سے آتے نہ پائیں۔ پس جیب الی برائیوں میں سے کوئی ایک کسی خلوت دلے شخص کے قلب میں داخل ہو تو اس کی خلوت اس کا دل اور اس کے دل میں موجود نیک اعمال اور بھلائی سب رائگاں ہو گئے پس قلب کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر باقی رہا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک اللہ مفسد کے کلم کو نہیں منور کرتا“ پس ہر وہ بات جو اس (دل) میں ان مفسدات میں سے موجود ہو وہی مفسد دل سے ہے اگرچہ وہ ظاہری صورت میں نیک لوگوں کی طرح نظر آئے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”حد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ”فتنہ سونے والی (بلا) ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے جس نے اس (رسولتے فتنے) کو بگایا“ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”بخیل جنت میں داخل نہ ہو گا اگرچہ کہ وہ عابد یا زاہد بھی ہو“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”ریا (دکھاوا) شرک ہے اور اس کا ترک کر دینا کفارہ ہے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا“ اور اسی طرح کی دیگر احادیث بڑی عادتوں کے بارے میں ہیں پس یہ احتیاط (کا مقام) ہے پس تصوف سے مقصود یہی ہے کہ بُرے قلب کی صفائی ہو اور احلاق بھٹے صاف کیا جائے اور نیک احلاق ریاضت، خاموشی ارادۂ دائمی ذکر پر پابندی، محبت و اخلاص، توبہ اور صبر و روشن اعتقاد کے ذریعہ نفسانی خواہشات کا بڑھاپا سے قلع قمع کر دیا جائے جو کہ صالحین، صحابہ، تابعین اور باعمل علماء اور برگزیدہ مشائخ جیسے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے سے نصیب ہو گئے ہیں ایک توحید کا متوالا مومن توبہ و تلقین اور بیان کردہ شرائط کے ساتھ جب خلوت نشینی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے عمل کو خالص کر دیتا ہے اور اسکے دل کو روش کر دیتا ہے اور اسکی جلد کو ملائم کر دیتا ہے اور اسکی زبان کو پاک کر دیتا ہے اور اسکے ظاہر و باطنی خواص کو ساتھ جمع فرما دیتا ہے۔

وَرَفَعَ عَمَلَهُ الْحُضْرَةَ وَسَمِعَ دُعَاءَهُ كَمَا يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَيْ قَبِلَ اللَّهُ  
دَعْوَتَهُ وَشَأْنَهُ وَتَضَرُّعَهُ وَأَنَالَ عِرْضَهُ وَتَوَنَّنَهُ إِلَى تَجَسُّدِهِ مِنَ الْقُرْبَانِ وَالذَّرَجَةِ  
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ مِنْكُمْ فَهُوَ" فَأَمَّا  
وَالْمُرَادُ مِنَ الْكَلِمِ الطَّيِّبِ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانُهُ مِنَ اللَّغْوِ بَابٍ بَعْدَ كَوْنِهِ إِلَهَ لِذِكْرِ  
اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْجِيدهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَقَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ  
خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ" وَتَوَنَّنَ "فَرَفَعَ الْعَمَلَ وَالْعَمَلُ  
وَالْعَامِلُ إِلَى رَحْمَتِهِ وَقُرْبِهِ وَدَرَجَاتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّضْوَانِ وَإِذَا حَصَلَ  
لِلنَّاسِ فِي هَذِهِ الْمَقَامَاتِ كَانَ قَلْبُهُ كَالْبَصْرِ لَا يَتَغَيَّرُ بِإِدَاءِ النَّاسِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُنْ بَحْرًا لَا يَنْغَيَّرُ فَيَمُوتُ الْبَرِّيَّاتُ النَّفْسَانِيَّةُ كَمَا  
غُرِقَ فِرْعَوْنُ وَالْأَلَةُ عَلَيْهِمْ مَا يَسْتَحِقُّونَ فِي الْبَحْرِ وَلَمْ يَفْسِدِ الْبَحْرُ ثُمَّ تَكُونُ  
سَفِينَةُ الشَّرِيعَةِ سَلِيمَةً تَجَارِيهِ عَلَيْهِ وَيَكُونُ الرِّيحُ الْقُدْسِيَّةُ غَوَّاصًا  
إِلَى قَعْرِهِ فَيَصِلُ إِلَى دُرَّةِ الْحَقِيقَةِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ لِأَنَّ  
هَذَا الْبَحْرَ حَصَلَ لِمَنْ جَمَعَ بَحْرَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ فَلَا يُمْكِنُ بَعْدَهُ الْفَسَادُ  
فِي الْقَلْبِ وَتَكُونُ تَوْبَتُهُ نَاصِحَةً لَهُ وَعَمَلُهُ نَافِعًا لَهُ وَلَا يَمِيلُ إِلَى  
الْمُنَاهِي قَصْدًا وَيَكُونُ السَّهْمُ وَالنِّسْيَانُ  
مَغْفُورًا عَنْهُ بِالِاسْتِغْفَارِ وَالسَّادِمِ  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى



اور اس کے عمل کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی دعا کو مستجاب ہے جیسا کہ کہتا ہے۔  
 ”اللہ اس کو سن لیا جو بھی حمد بیان کی گئی“۔ یعنی اللہ نے اس کی پکار اس کی ثناء اور اس کے گڑ گڑانے کو قبول فرمایا اور اس کے بدلے اپنے بندے کو قریب خاص اور رتبہ بلند سے نوازا۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے  
 ”اسی کی طرف رخ پڑھا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے“ اور کلم الطیب (پاکیزہ کلمات) سے مراد اپنی زبان کو لغو باتوں سے محفوظ رکھنا ہے جبکہ زبان اللہ کے ذکر اور اس کی توحید کا آلہ بن جائے۔  
 جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک ایمان والے مراد کو پہونچے جو اپنی غازیں گڑ گڑاتے ہیں اور جو کسی سپردہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے“ پس علم و عمل قبول کئے جاتے ہیں اور عامل کو مغفرت اور خوشنودی کے ذریعہ  
 اس (اللہ) کی رحمت، قریب خاص اور درجات عطا کئے جاتے ہیں۔ اور جب خلوت نشین کو یہ رُتیبے حاصل ہو جائیں تو اس کا قلب سمندر کی طرح ہو جاتا ہے۔ جو لوگوں کے ایذا پہنچانے سے تغیر پذیر ہی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ”ایسا سمندر ہو جائی جس میں تغیر نہ آئے“  
 پس نفسانی زمینیں فنا ہو جاتی ہیں جیسا کہ فرعون اور اس کی اولاد سمندر میں ڈوب گئی جس کے کہ وہ مستحق تھے اور سمندر کا کچھ نہیں بگڑا۔ پھر شریعت کا جہاز اس میں سلامتی کے ساتھ رواں ہوتا ہے اور روح قدسی اس (سمندر) کی تہ تک غوطہ لگاتے ہوئے وہ حقیقت کے گہر تک جا پہنچتا ہے اور اس سے موتی اور مونگے نکال لاتا ہے اور اس لئے کہ یہ سمندر اُسی نے پایا جس نے ظاہری و باطنی سمندروں کو جمع کیا پھر اس کے بعد قلب میں کوئی فساد ممکن نہیں اور اس کی توبہ اس کے لئے خاص ہو جاتی ہے اور اس کا عمل اس کے لئے نفع بخش ہو جاتا ہے اور ممنوعات (شریعت کی خلاف ورزیاں) کی طرف وہ عمداً راغب نہیں ہوتا اور اگر اللہ چاہے تو استغفار اور ندامت کے ذریعہ اس کی بھول چوک معاف ہو جاتی ہے۔

# الفصل الحادي والعشرون

في أوامر الخلوة

يَنْبَغِي لِلْخُلُوتِيِّ أَنْ يُغْنِيَ لِلْخُلُوةِ بِالصَّوْمِ إِنْ اسْتَطَاعَ وَيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِأَوْفَاتِهَا مَعَ سُنَّهَا وَشَرَايِطِهَا وَأَمَّا كَاهَا عَلَى التَّعَدُّلِ وَيُصَلِّيَ اثْنَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ وَثَلَاثَةَ بَيْتِهِ التَّحِيَّاتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ" <sup>١٩</sup> "وَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "تَتَجَافَى جُنُودُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" <sup>٢٠</sup> وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بَيْتَهُ الْأَشْرَاقِ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهُ بَيْتَهُ الْإِسْتِعَاذَةِ بِالْمَعْوَذَتَيْنِ وَرَكْعَتَيْنِ بَيْتَهُ الْإِسْتِخَارَةِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً وَسُورَةَ الْأَخْلَاصِ سَبْعًا وَسِتِّ رَكَاتٍ بَعْدَهَا بَيْتَهُ الْفُضْحَى وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا بَيْتَهُ كِفَارَةَ الذَّنْبِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ أَنَا عَطَيْتُكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِذَا أَصَلَى ذَلِكَ كَفَّرَ ذُنُوبَ الذَّنْبِ وَنَجَّاهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَنْزِ هُوَ مِنَ الْبُؤْسِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ هُنَّ" وَيُصَلِّيُ أَرْبَعَ رَكَاتٍ بَيْتَهُ صَلَاةَ السَّبِيحِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ مَعَهَا وَيَقُولُ بَعْدَ الْفَرَاةِ فِي الْقِيَامِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْكَعُ وَيَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ (الخ) عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْقَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَقُولُ عَشْرَ مَرَّاتٍ أَيْضًا

ثُمَّ يَهْجُو

## اکیسویں فصل

(خلوت کے اور اد کے بیان میں)

خلوت نشین کے شایان ہے کہ اگر سکت ہو تو خلوت (نہائی) کو روزہ سے آراستہ کرے اور پانچوں نمازیں بہ پابندی وقت مسجد میں یا جماعت، ان کے سنتوں کے ساتھ اور ان کے شرائط اور ارکان کے ساتھ اعتدال سے ادا کرے اور نصف دہائی رات کے بعد بارہ رکعتیں نماز تہجد کی نیت سے پڑھے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کر دینا خاص تمہارے لئے زیادہ ہے“ اور جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”ان کی کر دینا خواب گاہوں سے جدا ہوتی ہیں“ اور آفتاب طلوع ہونے کے بعد اشراق کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد استعاذہ کی نیت سے دو تین (سورہ فلق و ناس) کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اسکے بعد استغفار کی نیت سے دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ ایک بار ایتہ اور سات بار سورہ اخلاص پڑھے اور اس کے بعد چاشت کی نیت سے چھ رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد کفارہ گناہ کی نیت سے دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات بار سورہ کوثر پڑھے پس جب یہ سب پڑھ لیا تو انشاء اللہ گناہ کے گناہوں کا کفارہ ہوا اور قبر کے عذاب سے نجات پایا۔ جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ”پیشاب سے اپنے کو پاک رکھو کہ عام لوگوں کو اسی سے عذاب قبر ہوتا ہے“ اور صلوٰۃ التبع کی نیت سے چار رکعت نماز پڑھے اس طرح کہ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ ہو اور قرأت کے بعد قیام میں ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پندرہ بار کہے پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے اور رکوع میں سبحان اللہ سے آخر تک (دہی تسبیح) دس بار کہے۔ پھر تکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے۔ پھر دس بار دہی (تسبیح) کہے۔

ثُمَّ لَيَسْجُدُ وَيَقُولُ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى اِضْئَاعًا عَشْرًا مَرَّاتٍ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ  
وَيَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ عَشْرًا مَرَّاتٍ اِضْئَاعًا وَسَجْدًا ثَانِيًا وَيَقُولُ فِي السَّجْدَةِ  
الثَّانِيَةِ عَشْرًا مَرَّاتٍ اِضْئَاعًا وَيَقُولُ اِضْئَاعًا عَشْرًا مَرَّاتٍ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فَيَقُومُ وَيَقُولُ فِي  
رُكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً هَكَذَا يَفْعَلُ فِي  
الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَيُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ بِعَنَى  
صَلَاةِ التَّيْبِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِنْ اسْتَطَاعَ وَلَا أَفْنَى كُلِّ جُمُعَةٍ  
مَرَّةً وَلَا أَفْنَى كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً وَلَا أَفْنَى كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً وَلَا أَفْنَى عُمْرِهِ  
مَرَّةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِمَّةِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "مَنْ صَلَّى  
هَذِهِ الصَّلَاةَ غُفِرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ كُلُّهَا وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا مِنْ عَدَدِ الرِّمَالِ  
وَعَدَدِ نَجْمِ السَّمَاءِ وَعَدَدِ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا وَيَنْبَغِي لِلطَّالِبِ أَنْ يَقْرَأَ دُعَاءَ  
التَّيْبِ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَيَقْرَأَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَقْدَامًا  
مِائَتَيْنِ آيَةً ثُمَّ يَذْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى كَثِيرًا أَمَّا جَهْرًا إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَهْرِ وَخَفِيَةً  
إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْخَفِيَةِ وَمَقَامُ الْخَفِيَةِ يَكُونُ بَعْدَ حَبَاةِ الْقَلْبِ وَتُطْفِئُهَا  
بِلِسَانِ السِّرِّ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَادْكُرْوهَ كَمَا هَدَاكُمْ" <sup>١٩٤</sup> ثُمَّ فِي كُلِّ  
يَوْمٍ اسْمُكَ وَالسَّبَّابُ بِمَعْرِفَةِ أَهْلِهِ وَيَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ  
وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ  
اِضْئَاعًا فِي كُلِّ يَوْمٍ إِنْ اسْتَطَاعَ إِذَا دَامَ مَا شَاءَ مِنَ التَّوَابِلِ وَالتَّلَادَةِ وَلَا يَصِغُ  
أَجْرَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّ اللَّهَ لَا يَصِغُ  
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ - صوره ١١٥"



پھر سجدہ کرے اور اپنے پہلے سجدہ میں بھی دس بار وہی (تسبیح) کہے پھر سر اٹھائے اور دونوں  
سجدوں کے درمیان بھی دس بار وہی (تسبیح) کہے اور دوسرا سجدہ کرے اور سجدہ ثانی میں بھی  
دس بار وہی (تسبیح) کہے پھر دونوں سجدوں کے بعد بھی دس بار وہی (تسبیح) کہے پھر کھڑا ہو اور  
دوسری رکعت میں قرأت کے بعد پندرہ بار (ذی تسبیح) کہے اسی طرح دوسری تیسری اور چوتھی رکعت  
میں کرے اور یہ نماز یعنی صلوٰۃ التسبیح اگر ہو سکے تو ہر دن میں اور ہر رات میں پڑھے ورنہ ہر جمعہ میں  
ایک بار ورنہ ہر مہینہ میں ایک بار ورنہ ہر سال میں ایک بار ورنہ اپنی عمر میں ایک بار پڑھے اور حضور  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو کوئی یہ نماز پڑھے  
اللہ اس کے جملہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اگرچہ (اسکے گناہ) تعداد میں سنگینہ نہ ہوں اور آسمان  
کے ستاروں اور سب اشیاء کی تعداد سے بھی زیادہ ہوں۔ اور طالب کو چاہئے کہ روز آٹھ ایک بار  
یا دو بار دعائے سیفی پڑھے اور روز آٹھ قرآن میں سے تقریباً دو سو آیتیں پڑھے پھر اللہ تعالیٰ  
کا ذکر کثرت سے کرے اگر جہری ذکر کا اہل ہو تو جہری (آواز سے) ذکر کرے اور اگر ذکر خفی کا  
اہل ہو تو خفیہ (آہستہ) ذکر کرے اور ذکر خفی والوں کا مقام قلب کے زندہ ہونے کے بعد ہے  
اور اس (ذکر خفی) کا ادا کرنا سہ (باطن) کی زبان کے ذریعہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”و اللہ  
کو یاد کرو جیسا کہ تمہیں ہدایت دی ہے“ پھر ہر روز کے لئے ایک نام ہے اور پروردگار ہی اسکے  
اہل کو جانتا ہے اور روز آٹھ سو مرتبہ قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھے اور تسبیح مرتبہ  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور ”استغفر اللہ و التوب الیہ“  
روز آٹھ اتنی ہی تسبیح مرتبہ پڑھے اگر ہو سکے تو نوافل اور تلاوت میں جو چاہے زیادہ کرے اور اللہ کے  
پاس اس کا اجر رائیگاں نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک اللہ تعالیٰ محنتوں کا اجر رائیگاں  
نہیں فرمائیے گا۔“ (نوٹ: صلوٰۃ التسبیح سے متعلق مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ص ۱۵۰)

# الفصل الثاني والعشرون

في بيان الواقيات في التوهم والسنة

قَالَ اِفْعَالُ مُعْتَبَرَةٍ فِي التَّوْهِمِ وَالسَّنَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ  
الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ" فَتَح ٢٤ "وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ تَبْقَ بَعْدَ النَّبُوَّةِ إِلَّا  
الْمُبَشِّرَاتُ بِرَوَاهَا الْمُؤْمِنُونَ أَوْ تَرَى لَهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ "لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ  
الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ" يونس ٦٢ "وَالْمُرَادُ مِنَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ فِي قَوْلِ الْبَعْضِ كَمَا قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ وَفِيهِ سِتَّةٌ وَأَرْبَعُونَ جُزْءًا مِنْ  
النَّبُوَّةِ" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فِي الْبَقِيَّةِ  
لَا أَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يُمَثِّلُ فِي وَبْنٍ تَبَعِي أَيْ تَابَعِي يَتَوَرَّعُ عَنِ الشَّرِّ لِعَدْوِ الطَّرِيقَةِ  
وَالْمَعْرِفَةِ وَتَوَرُّعِ الْخَفِيفَةِ وَالْبَصِيرَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "ادْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى  
بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعْنِي" يوسف ١٨ "فَلَا يُمَثِّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ بِهَذِهِ الْأَوَانِ وَ  
الْأَوَانِ اللَّطِيفَةُ كُلُّهَا.

قَالَ صَاحِبُ الْمُبْتَذِرِ هَذَا الْهَسْلُ لِلْإِخْتِصَاصِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَلْ لَا يُمَثِّلُ بِكُلِّ مَا هُوَ مظهرُ الرَّحْمَةِ وَاللَّطْفِ وَالْهُدَايَةِ كَجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْكُتُبِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالسَّحَابِ الْأَبْيَضِ وَالْمُصْحَفِ وَأَمْثَالِ ذَلِكَ  
لَا أَنَّ الشَّيْطَانَ مظهرُ الْقَهْرِ فَلَا يَظْهَرُ إِلَّا فِي صُورَةِ اسْمِ الْمُحْضَلِ فَمَنْ كَانَ بِمَظْهَرِ  
اسْمِ الْهَادِي كَيْفَ يَظْهَرُ بِظُهُورِيَّةِ الضِّدِّ فَإِنَّ الضِّدَّ لَا يَظْهَرُ بِصُورَةِ الضِّدِّ لِمَا  
بَيْنَهُمَا مِنَ التَّنَافُرِ وَالْبُعْدِ وَلِاسْمِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "كَذَلِكَ

## بائیسویں فصل

(نہند اور اونگھ کے دوران ہونے والے واقعات کے بیان میں)

نہند اور اونگھ کے دوران ہونے والے واقعات معتبر ہوا کرتے ہیں جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”بے شک اللہ نے اپنے رسول کے سچے خواب کو سچ کر دیا“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”نبوت کے بعد پندھو شیخرویں کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا جنہیں کہ مومنین دیکھیں گے یا انہیں دکھائی جائیں گی“ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”انکے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے“ اور بعض کا کہنا ہے کہ نیک خواب سے مراد جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نیک خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہوتے ہیں اور فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جس نے خواب میں میری زیارت کی تو بیشک اُس نے بیداری میں میری زیارت کی اسلئے کہ شیطان نہ تو میری مشابہت اختیار کر سکتا ہے اور نہ اُنکی جھوٹ نے شریعت، طریقت، معرفت کے عمل کے نور اور حقیقت و بصیرت کے نور کے ذریعہ میری فراتر داری کی یعنی مسلسل ہلکا تاہ میری بیرونی کرشمہ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں“ پس شیطان ان سب رنگوں اور لطیف روشنیوں کے ساتھ حضور کی مشابہت اختیار نہیں کر سکتا صاحبِ مظہر نے کہا ہے کہ یہ خصوصیت حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ (شیطان) ہر اس (شخصیت) کی مشابہت اختیار نہیں کر سکتا جو رحمت، لطف اور ہدایت کی مظہر ہو جیسے جملہ انبیاء اور اولیاء اور کعبہ، سورج، چاند، سفید بادل، صحفہ قرآن اور ایسی ہی دیگر مثالیں۔ کیونکہ شیطان قہر کا مظہر ہو تو وہ صرف کسی گمراہ شخص ہی کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ پس جو ہدایت کی صفات کا مظہر ہو تو وہ اپنی ضد کی شکل میں کس طرح ظاہر ہو گا۔ پس بے شک ضد، ضد کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتی کیوں کہ ان دونوں کے درمیان نفرت اور دوری ہے اور حق و باطل میں تمیز کے لئے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اللہ بتاتا ہے“

يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ. رَحْمَةً. وَأَمَّا تَمَثَّلُهُ بِكَوْنِهِ فِي صُورَةِ الرَّبُّوبِيَّةِ وَدَعْوَى الرَّبُّوبِيَّةِ  
تَجِيءُ لَا تَخَافُ صِفَةَ اللَّهِ تَعَالَى أَحَدًا وَلَا وَجَالَ وَالشَّيْطَانُ يَمَثُلُ بِصِفَةِ الْجَدَلِ  
لَا أَنَّهُ مَظْهَرُ الْفَهْرِ فَظُهُورُهُ تَمَثَّلُ بِرُبُّوبِيَّةِهِ وَدَعْوَاهُ مِنْ اسْمِ الْمُضِلِّ فَقَطْ  
كَمَا وَلَا يَظْهَرُ فِي صُورَةِ اسْمِ الْجَامِعِ لِمَا فِيهِ مِنْ مَعْنَى الْهَدَايَةِ وَفِيهِ  
كَلَامٌ كَثِيرٌ يَطُولُ شَرْحُهُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى "عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي"  
يُشِيرُ إِلَى الْإِشَارَةِ إِلَى الْوَارِثَةِ الْمَحَامِلِ الْمُرْشِدَةِ إِلَى الْإِرْشَادِ بَعْدِي لِمَنْ  
لَهُ بَصِيرَةٌ بِأَمْنِيَّةٍ مِثْلُ بَصِيرَتِي مِنْ وَجْهِ الْمُرَادِ مِنَ الْوَلَايَةِ الْكَامِلَةِ  
كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ بِقَوْلِهِ "وَلَيْتَ مُرْشِدًا كَيْفَ أَكُنَّ" اَعْلَمَنَّ أَنَّ الرَّبُّوِيَّةَ عَلَى نَوْعَيْنِ  
أَفَاتِيٍّ أَوْ الْفُسْطِيِّ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى نَوْعَيْنِ فَلَا نَفْسِيٍّ أَمَّا مِنَ الْإِخْلَاقِ  
الْحَمِيدَةِ أَوْ الذَّمِّيمَةِ فَالْحَمِيدَةُ مِثْلُ رُؤْيَا الْجَنَانِ وَالْحُورِ وَالْقُصُورِ  
الْعِلْمَانِ وَالْقُصَرَاءِ النَّوْرِ فِي الْأَبْنِصِ وَمِثْلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْقُصُورِ  
وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ فِي الْجُمْلَةِ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِالْقُنْدِيلِ وَالزُّجَاجِ وَالْمُسْجِدِ وَ  
النُّورِ وَالسِّرَاجِ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِحَالِ الْقَلْبِ ثُمَّ إِذَا أَرَى السَّمَاءَ ذَاتَ  
الْكَوَاكِبِ وَهُوَ أَيْضًا حَالُ قَلْبِهِ يَتَنَوَّرُ بِنُورِ الذِّكْرِ وَإِذَا أَرَى الْقَمَرَ  
وَهُوَ أَيْضًا حَالُ قَلْبِهِ وَلُحْبَرِ الصَّفَا وَعَدَمُهُ. وَإِذَا أَرَى الشَّمْسَ فَهُوَ  
سُورَةُ الرُّوحِ وَإِذَا أَرَى الزَّهْرَةَ قِبَالَ عَيْفٍ مِنْ لَعِينٍ عَلَى وَصْفِ  
الصَّفَا فَهُوَ كَوَكْبُ سِرِّهِ وَقَسَّ عَلَى هَذِهِ فَإِذَا سَرَى الذِّكْرُ إِلَى الْعَنَاصِرِ  
فَتَارَةً هَرَى أَنَّهُ هَمَشَى فِي بَرِّيَّةٍ وَتَارَةً يَطِيرُ فِي الْهَوَاءِ أَوْ يَسْبَحُ فِي الْبَحْرِ  
أَوْ يَدْخُلُ السَّارَ أَوْ يَدْخُلُ حَوْلَ السَّارِ إِلَى إِخْتِلَافِ الْعَنَاصِرِ أَمَّا

حق اور باطل کی یہی مثال ہے، ”البتہ (شیطان) رب تعالیٰ کی مشابہت اختیار کر سکتا ہے اور اس سے دعویٰ ربوبیت بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ (ربوبیت) اللہ تعالیٰ کی صفت جلالی اور جالی ہے اور شیطان جلال کی صفت کے ساتھ رب تعالیٰ کی مشابہت میں ظاہر ہو سکتا ہے اسلئے کہ وہ قہر کا مظہر ہے پس ربوبیت کی مشابہت اختیار کرنا اور دعویٰ ربوبیت کرنا محض گمراہی کی صفت کے ساتھ خاص ہے جس طرح کہ وہ تمام صفات کی جامع صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس میں ہدایت کی صفات کا معنی ہی نہیں ہے اور اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے جس سے اس کی تفصیل طویل ہو جائے گی اور ارشاد الہی ”میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں“ سے اس کے ایسے وارث کامل (یعنی) مرشد کی طرف اشارہ ہے جو میرے بعد ارشاد کا شایان ہو اور ایک طرح سے میری بصیرت کی جیسی اسکو باطنی بصیرت حاصل ہو اور اس سے مراد ولایت کامل ہے جس کی طرف اس (اللہ) نے اپنے ہی ارشاد جیسا کہ (حاجتی اور راہ دکھانے والا) میں ارشاد فرمایا۔ جان لو کہ خوابوں کی دو قسمیں ہیں آفاقی اور انفسی، اور ان دونوں میں سے ہر ایک دو اقسام پر ہے۔ پس انفسی خواب وہ جو نیک اور بُرے اخلاق کے لحاظ سے ہوتے ہیں مثلاً جنت، حور، محلات، غلمان اور سفید تورانی مہر اور آفتاب اور چاند اور ستاروں کے مثل اور ان سے مشابہہ چیزوں کو دیکھنا نیز وہ تمام چیزیں جو قندیل شیشہ اور مسجد اور روشنی اور چراغ سے نسبت رکھتے ہیں ان سب کا خواب میں دیکھنا نیک ہے اور اس کا تعلق دل کے حال سے ہے پھر بہت ستاروں والے آسمان کو دیکھے وہ بھی اس کے دل کے حال سے متعلق ہے جو ذکر کے نور سے روشن ہوتا ہے اند جب چاند کو دیکھے تو وہ بھول کے حال سے متعلق ہے جو صفائی اور اس کے معدوم ہونے کی تعبیر دیتا ہے۔ اور جب سورج کو دیکھے تو وہ روح کی صورت ہے اور جب زہرہ کو دیکھے تو وہ صفا کی خوبی کے ساتھ اپنی آنکھ کے روبرو دیکھے تو وہ اسکے باطن کا ستارہ ہے اور اسی طرح قیاس کرو پس جب ذکر غامری کی جانب سیر کرے تو وہ دیکھے گا کہ ایک بار وہ محراب میں چل کر قریب آئے گا اور ایک بار غلام میں پرواز کرتا، یا محندروں میں تیرتا ہے یا آگ میں داخل ہوتا، یا آگ کے اطراف چکر لگاتا ہے غماص کے اختلاف کے لحاظ سے تو

مُتَعَلِّقٌ بِالْقَلْبِ وَأَمَّا مُتَعَلِّقٌ بِالنَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَا كُكُلِ  
لَحْمَةٍ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ وَالطُّيُورِ فَإِنَّ مِثْلَ شَهَةِ الْمُطْمَئِنَّةِ فِي الْجَنَّةِ لَتَكُونُ  
بِهَذِهِ الْأَشْيَاءِ كَسَوَى الْغَنَمِ وَالطُّيُورِ وَأَمَّا الْبَقَرُ فَهِيَ أَيْ مِنَ الْجَنَّةِ لِأَدَمَ  
عَلَى نَبِيلِنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِأَجْلِ زَوَاعِيهِ فِي الدُّنْيَا وَالْإِبِلُ أَيْضًا  
مِنْهَا لِأَجْلِ سَفَرِ كَعْبَةِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَالْخَيْلُ أَيْضًا أَيْ مِنْهَا وَهُوَ  
أَلَّةُ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ وَالْأَكْبَرِ وَكُلُّ ذَلِكَ لِلْآخِرَةِ وَفِي الْحَدِيثِ إِنَّ الْغَنَمَ  
خَلَقَ مِنْ عَسَلِ الْجَنَّةِ وَالْبَقَرُ مِنْ زَغْفَرِهَا وَالْإِبِلُ مِنْ زُورِهَا وَالْخَيْلُ  
مِنْ رَجَمِهَا وَأَمَّا الْبَعْلُ فَمِنْ أَدْنَى صِفَةِ الْمُطْمَئِنَّةِ مَنْ رَأَاهَا فِي الْمَنَامِ  
فَتَعْبِيرُهُ أَنْ يَكُونَ الرَّائِي كَسَدًا فِي الْقِسَامِ وَالْقُعُودِ وَلَا يَكُونُ فِي حَسْبِهِ  
نَتِيجَةٌ فِي الْحَقِيقَةِ إِلَّا أَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَذَلِكَ جَزَاءُ الْحُسْنَى وَالْجَمْدُ مِنْ  
حِجَارَتِهَا لِأَجْلِ مَصْلَحَةِ آدَمَ وَزُرِّيَّتِهِ لِكَسْبِ الْآخِرَةِ فِي الدُّنْيَا وَبَشَرِيَّ  
الشَّهْوَةِ الْمُطْمَئِنَّةِ فِي صُورَةِ الْغَنَمِ وَبَرِيَّ الْأَسْتَبْدَاءِ بِالرَّأْيِ وَعَدَمِ الْإِثْقَالِ  
إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ بِصُورَةِ الثَّوْرِ وَيَرَى كَثْرَةَ الْأَكْلِ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ وَيَرَى لِعُقْدِ  
فِي صُورَةِ الْجَمَلِ إِذَا كَانَ يَدُسُّهُ أَوْ يَعْصَنُهُ أَوْ يَخَافُ مِنْهُ وَإِذَا كَانَ حَمَلَهُ  
فَهُوَ لَطِيفٌ لَهُ يَدُلُّ عَلَى تَسْلِيمِ نَفْسِهِ وَتَحَمُّلِ عِبَاءِ الطَّرِيقَةِ إِذَا كَانَ عَمْرًا نَارًا  
أَحْمَرُ اللَّوْنِ أَسْوَدَ الْعَيْنِ وَهُوَ مُسْتَأْنَسٌ يَدُلُّ عَلَى شَوْقِهِ وَالْجِمَارُ يَدُلُّ  
عَلَى الشَّهْوَةِ الْفَرَجِيَّةِ فَإِذَا كَانَ لَوْ ذِي بِهِ أَوْ يَهْرُبُ مِنْهُ أَوْ كَانَ سَجِينًا  
لَا يُمْكِنُ تَحْمِيلُهُ يَدُلُّ عَلَى غَلَبَةِ شَهْوَةِ الْفَرَجِ عَلَى السَّالِكِ فَعَلَيْهِ بِإِدَامَةِ  
السَّهْرِ وَالصَّوْمِ وَقَلِيلِ الْغَدَاءِ وَاحْتِلِ اعْذِيَّةَ تَطْفِئُ نَارَ الشَّهْوَةِ وَإِنْ

وہ دل کے ساتھ ہی متعلق ہے۔ اور البتہ ان میں سے جو نفس مطمئنہ سے متعلق ہے وہ اس طرح مثلاً حیوانوں اور پرندوں کا گوشت کھانا اسلئے کہ جنت میں مطمئنہ کی گدڑ سہراں جیسی اشیاء پر ہوتی ہے مثلاً بھٹی ہوئی بکری و پرندے اور جو سگائے ہے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دنیوی کھیتی باڑی کرنے کے لئے جنت سے آئی اور اونٹ بھی ظاہری یا باطنی کعبہ کے سفر کی خاطر آیا ہے اور گھوڑا بھی چھوٹے جہاد اور بڑے جہاد کیلئے بطور ذریعہ ہے اور وہ سب کچھ آخرت کیلئے ہے اور حدیث میں ہے کہ بے شک بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی اور سگائے کو اس (جنت) کے زعفران سے اور اونٹ کو اس (جنت) کے نور سے اور گھوڑے کو اس (جنت) کی خوشبو سے اور البتہ خیر تو ادنیٰ صفت مطمئنہ ہے اسکو جس نے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والا قیام و قعود میں کامل (سست) ہے اور اس کے کسب (اعمال) کا در حقیقت کوئی نتیجہ نہیں نکلتا البتہ اگر توبہ کرنے اور نیک عمل کرے تو اس کی جزا بھلائی ہے اور گدھے کو اس (جنت) کے سنگینہ وں سے حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کی بہتری کی خاطر (بیدا کیا گیا) تاکہ دنیا میں آخرت کی یونچی کمائیں۔ اور آدمی شہوت مطمئنہ کو بکری کی صورت میں دیکھتا ہے ہٹ کر نا اور کسی ایک بات پر (خواب) دیکھنے والے کے ساتھ بے التفاتی کا اظہار کرنا سبیل کی صورت میں دیکھتا ہے اور اس صورت میں بسیار خوری دیکھتا ہے اور مشکل کام کو اونٹ کی صورت میں دیکھتا ہے جبکہ وہ اسے روندے یا کاٹے یا اس سے خوف کھائے اور جب اس کو اٹھالے جائے تو وہ اسکی طبعیت کے موافق ہے جو اس کے نفس کو تسلیم کرنے اور طریقت کے بوجہ برداشت کرنے پر دلالت کرتا ہے جب وہ (اونٹ) برہنہ پشت سرخ رنگ اور سیاہ آنکھ والا ہو اور وہ مانوس ہے تو اس کے شوق (میلان) پر دلالت کرتا ہے اور گدھا فرج کی شہوت پر دلالت کرتا ہے پس جب وہ اس کو ستاتا ہے یا اس سے دور بھاگ جاتا ہے یا وہ اتنا موٹا ہو کہ اسکو اٹھا کر نہیں لے جاسکتا تو یہ سالک پر شہوت فرج کے غالب ہونے کی دلیل ہے تو اس پر شب بیداری، روزہ اور کم خور کی اور شہوت کی آگ کو بجھانے والی غذاؤں کا کھانا ہمیشہ لازم ہے۔

اور اگر دیکھ کر وہ (گدھا) مر گیا یا اتنا وزنی بوجھ اٹھایا کہ اس کے ساتھ چل نہیں سکتا تو یہ اس پر اپنی شہوت پر غالب ہو جانے کی دلیل ہے اور البتہ اس کی روح کے ساتھ جو نسبت ہے تو وہ اس بے ریش خوب رو نو جوان کی طرح ہے جس پر انوار الہی جلوہ گر ہوں اس لئے کہ جنت والے سب کے سب اسی صورت پر ہیں۔ چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "جنت والے تنہا ہیں بے ریش ہیں اور سرگمیں آنکھ والے ہیں" اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "میں نے اپنے رب کو بے ریش خوب رو نو جوان کی صورت میں دیکھا ہے" اور بعض راہبر گوں نے فرمایا ہے کہ اس صورت سے مراد حق کی وہ تجلی ہے جو ربوبیت کی صفت کے ساتھ روح کے آئینہ پر اپنی غفلت کی روشنی سے جگمگا اٹھے اور وہی ہے جس کو وہ طفل معلنی کا نام دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہی جسم (وجود) کی پرورش کرنیوالا ہے اور نیز اس کے اور اس کے رب کے درمیان جوڑنے (ملانے) کا ذریعہ ہے۔ اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مری (تربیت دینے والا) نہیں ہوتا تو میں اپنے رب کو نہیں پہچانتا اور یہی مری باطن کا رب ہے اور وہ بے شک تلقین کے ذریعہ ظاہری مری کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے پس انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم قابضوں (وجودوں) کی پرورش کرنے والے اور دلوں کی تربیت کرنے والے ہیں۔ اور جو ان کی تربیت سے اور روح کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے "وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں میں جس پر چاہے اپنے حکم سے جان ڈالتا ہے" اور اسی روح (کے حصول) کی خاطر ہی مرشد کی تلاش ضروری ہے جو قلب کی زندگی عطا کرنے اور اپنے رب کو پہچاننے کا ذریعہ ہے پس سمجھ لو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ (خواب) میں پروردگار کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھنے کا جواز بیان کردہ آیت اویل سے حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ مثلاً دیکھ جانے والی چیز ایک مثال ہے کہ جس کو (خواب) دیکھنے والے کی سکت اور مناسبت کے مطابق اللہ تعالیٰ ابید فرماتے اور وہ حقیقت ذات رکردار مگر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ صمد (شکل پاک ہے یا دنیا میں کسی ذات کوئی کیم کی رویت کی جیسا کہ اسی قیاس پر دست بردار دیکھنے والے کی صلاحیت کے مطابق (مضمر) مختلف صورتیں دیکھتا ہے اور حقیقت محمدی کو اس شخص کے سوا کسی نہیں دیکھ سکتا جو ظاہر و باطنی طور پر کمال میں نہیں بلکہ علم علی حد بعیت میں وارث کامل مواد علی طرح مسلم شریعتی شیخ میرزا



رَأَى أَنَّهُ مَا كَانَ أَوْ حَمَلًا تَقِيْدًا لَا يَمْشِي بِهِ يَدٌ عَلَى غَلْبَةٍ عَلَى شَهْوَةٍ  
وَمَا مَا يَنْعَلُنْ مِنْهَا بِالرُّوحِ فَكَالْشَّابَّ الْأَمْرُدِ تَجَلَّى عَلَيْهِ الْأَنْوَارُ الْإِلَهِيَّةُ  
لِأَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ كُلَّهُمْ عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ مُحْكُولٌ وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّي  
بِصُورَةِ شَابِّ أَمْرُدٍ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُرَادُ مِنْ هَذِهِ الصُّورَةِ تَجَلَّى وَالْحَقُّ أَجَلَتْ  
عَظَمَتُهُ بِصِفَةِ الرَّبُّوبِيَّةِ عَلَى مِرَاةِ الرُّوحِ وَهُوَ الَّذِي يُسَمُّونَهُ بِطِفْلِ الْمَعَانِي  
لِأَنَّهُ مُرَبِّي الْجَسَدِ وَوَسْطَةُ بُيْنِهِ وَبَيْنَ الرَّبِّ وَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْ لَا  
الْمُرَبِّي لَمَا عَرَفْتُ رَبِّي وَهَذَا الْمُرَبِّي رَبُّ الْبَاطِنِ وَهُوَ إِنَّمَا يَحْصُلُ بِسَبَبِ الْمُرَبِّي  
الظَّاهِرِيِّ بِالتَّكْلِفَيْنِ فَلَا نَبِيَّاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالْأَوْلِيَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مُرَبِّي  
الْقَوَائِبِ وَمُرَبِّي الْقُلُوبِ مَا يَحْصُلُ مِنْ تَوْحِيدِهِمْ وَمِنْ الْفَاءِ الرُّوحِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
”يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ“ ١٥٠ وَطَلَبُ الْمُرْتَدِّ لِأَجْلِ  
هَذِهِ الرُّوحِ الَّذِي يُحْيِي بِهِ الْقَلْبَ وَيُحَرِّفُ بِهِ رَبَّهُ فَافْتَهُمُ قَالَ الْفَرَزْدَقُ رَحِمَهُ اللَّهُ  
عَلَيْهِ ”يَجُوزُ أَنْ يَرَى الرَّبَّ فِي الْمُنَامِ عَلَى صُورَةٍ جَمِيلَةٍ أُخْرَوِيَّةٍ وَعَلَى هَذَا  
التَّأْوِيلِ الْمَذْكُورِ قَالَ لِأَنَّ مِثْلَ الْمُرَبِّي مِثَالُ مَا يَصْلُقُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى قَدْرِ  
اسْتِعْدَادِ الرَّائِي وَمُنَاسَبَتِهِ وَلَيْسَ الْحَقِيقَةُ الدَّائِمَةُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
مُنَزَّهٌ عَنِ الصُّورَةِ أَوْ يَرَى بِدَائِهِ فِي الدُّنْيَا كَمَا وَرَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَعَلَى هَذَا الْفِيحَاسِ يَجُوزُ أَنْ يَرَى فِي صُورَةٍ مُخْتَلِفَةٍ فِي قَدْرِ مُنَاسَبَتِهِ  
اسْتِعْدَادِ الرَّائِي وَلَا يَرَى الْحَقِيقَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ إِلَّا الْوَارِثُ الْكَامِلُ فِي عِلْمِهِ  
وَعَمَلِهِ وَحَالِهِ وَبَصِيرَتِهِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا فِي مَالِهِ وَكَذَلِكَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ

يَجُوزُ رُؤْيَا اللَّهِ تَعَالَى فِي الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ التَّوَرَانِيَّةِ عَلَى النَّوِيلِ الْمَذْكُورِ  
وَالْقِيَاسِ عَمَّا تَجَلَّى كُلُّ صِفَةٍ عَلَى هَذَا النَّهْجِ كَمَا تَجَلَّى عَلَى مُوسَى عَلَى نَبْتِنَا وَعَلَيْهِ  
أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ فِي صُورَةِ السَّارِ مِنْ شَجَرَةِ الْعُتَابِ كَمَا قَالَ اللَّهُ  
تَعَالَى حِكَايَةً عَنْ مُوسَى "فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ  
مِنْهَا بَقِيسٌ" <sup>طه</sup> "وَمِنْ صِفَةِ الْكَلَامِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا لِكَ بِعَيْنِكَ  
يَا مُوسَى" <sup>طه</sup> "وَكُنْتَ تِلْكَ النَّارُ نُورًا الْكِتَابِ سَمِيَتْ نَارًا عَلَى رِجْمِ مُوسَى وَ  
طَلَبِهِ وَلَيْسَ الْإِنْسَانُ أَذْنَى مَرْتَبَةً مِنَ الشَّجَرَةِ فَلَا عَجَبَ أَنْ يَتَجَلَّى بِصِفَةٍ مِنْ صِفَاتِ  
اللَّهِ تَعَالَى فِي الْحَقِيقَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ مِنْ صِفَاتِ الْهَوَانِيَّةِ إِلَى  
الْإِنْسَانِيَّةِ كَمَا تَجَلَّى بَعْضُ الْأَوْلِيَاءِ كَابِي **بَرِيدِ الْبُسْطَامِيِّ** رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيْثُ  
قَالَ "سُجَّانِي مَا أَعْظَمَ شَأْنِي وَكَالْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيْثُ قَالَ لَيْسَ فِي حُبِّي  
سِوَى اللَّهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ وَفِي هَذَا الْمَقَامِ لَطَائِفٌ عَجِيبَةٌ لِأَهْلِ التَّصَوُّفِ يَطُولُ شَرْحُهَا  
ثَوْرٌ فِي التَّرْبِيَةِ لَا بُدَّ مِنَ الْمُنَاسَبَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى وَبَيْنَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتَاجَ لَا مُحَالَةً إِلَى تَرْبِيَةٍ وَلِيٍّ أَوْ لَا لِأَنَّ لِلْوَلِيِّ مُنَاسَبَةً  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُبْتَدِيٍّ مِنْ جِهَةِ الْبَشَرِيَّةِ كَمَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَالُ حَيَاتِهِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَمَّا احْتَاجَ  
إِلَى أَحَدٍ غَيْرِهِ فَإِذَا انْتَقَلَ إِلَى الْآخِرَةِ انْقَطَعَ مِنْ صِفَةِ التَّعَلُّقِ وَوَصَلَ إِلَى  
مَحْضِ التَّجَرُّدِ وَكَذَا الْأَوْلِيَاءُ إِذَا انْتَقَلُوا إِلَى الْآخِرَةِ لَا يَحْصُلُ أَحَدٌ  
مِنْهُمْ إِلَّا مَشَادَ فَافْهَمُوا إِذَا كُنْتُ مِنْ أَهْلِ الْفَهْمِ بِالرِّيَاضَةِ التَّوَرَانِيَّةِ  
الْغَالِبَةِ عَلَى النَّفْسَانِيَّةِ الْعُلْمَانِيَّةِ لِأَنَّ الْفَهْمَ يَحْصُلُ بِالتَّوَرَانِيَّةِ لَا

بیان کردہ تاویل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نورانی بشری صورت میں درست ہے اسی طریقہ پر ہر صفت کی تجلی کے بارے میں بھی قیاس یہی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انکور کے درخت سے آگ کی صورت میں تجلی ظاہر فرمائی جیسا کہ ارشاد الہی ہے "تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو تجھے ایک آگ دکھائی دی ہے شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی چیز نکاری لاؤں" اور یہ (اللہ تعالیٰ کی) صفت کا کلام (تھا) جیسا کہ ارشاد الہی ہے "اور اے موسیٰ! یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے" اور وہ آگ (در اصل) نور ہی تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال اور تلاش کی مناسبت سے اسکو نار سے موسوم کیا گیا اور انسان کا مرتبہ اس درخت سے کمتر ہرگز نہیں ہے تو عجیب نہیں کہ حیوانی صفات کی انسانی صفات کے ذریعہ پاکیزگی کے بعد حقیقت انسانی میں اللہ تعالیٰ کی صفوں میں سے کسی صفت کی تجلی ظاہر ہو جیسا کہ بعض اولیاء پر تجلی ظاہر فرمائی مثلاً حضرت **بایزید بطامی** رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں فرمایا "پاکی ہے میری (ذات) کے لئے جو میری شان بھی کتنی بڑی ہے" اور حضرت **جنید بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جبکہ فرمایا "میرے جبہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں" اور اسی طرح (کے دیگر اقوال بھی ہیں) اور اس مقام میں اہل تصوف کیلئے عجیب باریکیاں ہیں اسکی تفصیل طویل ہے پھر تربیت میں اسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مناسبت ناگزیر ہے۔ پس سب سے پہلے دلی کی تربیت ضروری ہے کیونکہ دلی کیلئے بشری لحاظ سے اسکے اور مبتدی کے درمیان مناسبت ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آپ کی حیات (ظاہری) کا حال ہے تو بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی زندگی میں اس (اللہ) کے سوا کسی دوسرے کی (تربیت کی) ضرورت لاحق نہیں ہوتی پس جب آخرت کی جانب انتقال فرما چکے تو وہ تعلق کی صفت ٹوٹ گئی اور آپ خالص تجرد (تنہائی) کے مقام پر فائز ہو گئے اور اسی طرح اولیاء جب آخرت کی جانب انتقال فرماتے ہیں تو (مترل مقصود تک پہنچنے کیلئے) کوئی بھی انکو تلقین و ہدایت نہیں کرتا اگر تو سمجھدار ہے تو اس نورانی ریاضت کے ذریعہ سمجھ جو ظلمت بھری نفسیات پر غالب ہو اس لئے کہ سمجھ تاریکی سے نہیں بلکہ نورانیت سے حاصل ہوتی ہے۔

بِالظُّلْمَانِيَّةِ لِأَنَّ النَّورَ لَا يَجِيءُ إِلَّا بِمَوْضِعٍ يَكُونُ مُضِيًّا مُشْرِقًا فَلَمْ يَبْقَ لِلْمُبْدِي  
 مُنَاسَبَةٌ لَهُ وَأَمَّا الْوَلِيُّ الَّذِي يَكُونُ فِي الْحَيَاةِ فَلَهُ مُنَاسَبَةٌ لِأَنَّ لَهُ جِهَتَيْنِ  
 التَّعَلُّفِيَّةَ الْجِسْمَانِيَّةَ وَالتَّجَرُّدَ الرُّوحَانِيَّ مِنْ جِهَةِ الرُّؤْيَا الْكَامِلَةِ فَيَبْقَى إِلَيْهِ  
 مَدَدُ الْوِلَايَةِ النَّبَوِيَّةِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتَعَرَّفُ بِهَا النَّاسُ فَافْهَمُ فَإِنَّ  
 وَرَاءَ ذَلِكَ سِرًّا عَمِيْقًا يُدْرِكُهُ أَهْلُهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَ  
 لِلْمُؤْمِنِينَ مَنَافِعُ" وَأَمَّا تَرْبِيَّةُ الْأَرْوَاحِ فِي الْبَاطِنِ فَالرُّوحُ الْجِسْمَانِيُّ  
 مُرْتَبٍ فِي الْجِسْمِ أَوَّلًا ثُمَّ الرُّوحُ الرُّوحَانِيُّ مُرْتَبٍ فِي الْقَلْبِ ثُمَّ الرُّوحُ السُّلْطَانِيُّ مُرْتَبٍ  
 فِي الْقُوَادِ ثُمَّ الرُّوحُ الْقُدْسِيُّ مُرْتَبٍ فِي السِّرِّ وَهُوَ الْوَاسِطَةُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَقِّ تَعَالَى  
 وَمُنْتَهَى مِنَ الْحَقِّ إِلَى الْخَلْقِ لِأَنَّهُ أَهْلُ اللَّهِ وَمَحْرُومُهُ وَأَمَّا الرُّؤْيَا الَّتِي مِنَ الْأَخْلَاقِ  
 الذِّمِّيَّةِ فَهِيَ مِنْ صِفَةِ الْأَمَارَةِ وَاللَّوَامَةِ وَالْمُلْهَمَةِ فَهِيَ مِنَ السَّبْعَاتِ  
 كَالنَّمْرِ وَالْأَسَدِ وَالذِّبِّ وَالْكَلْبِ وَالْخَنَزِيرِ وَمِثْلَ الْهَرَّةِ وَالْأَرَنْبِ  
 وَالثَّغْلِ وَالْفَهْدِ وَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالتَّرْتَبُورِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَوْذِيَّاتِ  
 فَهَذِهِ مِنَ الصِّفَاتِ الذِّمِّيَّةِ الَّتِي يَجِبُ الْإِحْتِرَازُ عَنْهَا وَإِذَا السَّمَاعُ طَرَفُ  
 الرُّوحِ وَأَمَّا النَّمْرُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الْعُجْبِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَّا الْأَسَدُ مِنْ صِفَةِ  
 الْكِبَرِ عَلَى الْخَلْقِ وَأَمَّا الذِّبُّ مِنْ صِفَةِ الْغَضَبِ وَالْقَلْبُ عَلَى مَنْ فِي تَحْتِ  
 يَدِهِ وَأَمَّا الذِّبُّ مِنْ صِفَةِ أَحْكَامِ الْحَرَامِ وَالْغَضَبِ وَالْقَهْرِ لِأَجْلِهَا وَأَمَّا  
 الْخَنَزِيرُ مِنْ صِفَةِ الْحَقْدِ وَالْحَسَدِ وَالْخُوصِ عَلَى الشُّهُوكِ وَأَمَّا الْأَرَنْبُ  
 مِنْ صِفَةِ الْغِيَانَةِ وَالْمُسْكِرِ بِالْمُعَامِلَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَأَمَّا الثَّغْلُ كَذَلِكَ  
 وَلِصْنِ فِي الْأَرَنْبِ الْخَفْلَةُ غَالِبَةٌ وَأَمَّا الْفَهْدُ مِنْ صِفَةِ الْفَرَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ

کیونکہ نور حسن مقام پر آتا ہے وہ مقام چکدار اور حکمران ہو جاتا ہے پس مبتدی کو اس سے مناسبت نہیں  
 رہتی اور البتہ وہ ولی جو زندہ موجود ہے اسکو اس سے مناسبت ہوتی ہے کیونکہ اس (ولی) کیلئے دو طرفہ (تہذبات)  
 ہیں جو جسمانی تعلق اور رویت کا بل کی صورت میں روحانی تنہائی ہے پس اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد  
 سے وہ ولایت حاصل ہوتی ہے جس سے لوگ واقف ہوتے ہیں۔ پس خوب سمجھ لے کہ اس کے آگے ایسا لاندہ سربستہ  
 ہے جسکو اس کے اہل ہی جانتے ہیں۔ ارشاد الہی ہے ”اور عزت تو اللہ اسکے رسول اور مومنین کیلئے ہی ہے“ اور البتہ  
 روحوں کی تربیت باطن میں ہوتی ہے۔ پس جسمانی روح کی تربیت پہلے جسم کے اندر ہوتی ہے پھر روحانی  
 روح کی تربیت قلب میں ہوتی ہے پھر روح سلطانی فواد (دل کے گوشہ) میں تربیت پاتی ہے پھر روح  
 ندسی سر (باطن) میں تربیت پاتی ہے اور وہی اس (مبدی) کے اور حق تعالیٰ کے بیچ واسطہ ہے اور خلق کی طرف  
 حق تعالیٰ کا ترجمان ہے اسلئے کہ وہ اللہ والا اور اللہ کا راز دار ہے اور البتہ وہ خواب جن کا تعلق بری عادتوں  
 سے ہے وہ نفس امارہ، لوازمہ اور ملہمہ کی صفت سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس وہ درندوں سے ہیں جیسے تیندہ  
 (بوربچہ) شیر، ریچھ، بھیڑیا، کتا اور سور اور بلی، خرگوش، لومٹری، چیتا، سانپ، بچھو اور شہد کی مکھی وغیرہ  
 کی مثال تو وہ موزی جانوروں سے ہیں۔ پس یہ سب بری عادتوں سے ہیں جن سے پرہیز کرنا اور روحانی طریقہ  
 سے اس کا ازالہ کرنا بے حد ضروری ہے، اور تیندہ (خواب میں دیکھنا) اللہ تعالیٰ کے متقابل گنہگار  
 کی صفت ہے اور شیر (کا دیکھنا) مخلوق کے مقابل غرور کی صفت اور ریچھ (کا دیکھنا) اپنے ماتحت اور  
 محکوم پر غضب اور غلبہ کی صفت ہے اور بھیڑیا (دیکھنا) حرام روزی اور اسکے سبب سے غضب و قہر کی  
 صفت ہے اور سور (کا دیکھنا) کینہ، حسد اور شہوانی خواہشات پر حرص کی صفت ہے اور خرگوش (کا دیکھنا)  
 خیانت اور دنیاوی معاملات میں مکر کی صفت ہے اور لومٹری (کا دیکھنا) بھی اسی (خرگوش)  
 کی طرح ہے لیکن خرگوش میں غفلت (کی صفت) غالب ہے۔ چیتا (دیکھنا) جاہلیت  
 کے شکار ہونے

وَحُبُّ الرِّيَاسَةِ وَامَّا الدَّرَّةُ مِنْ صِفَةِ الْبُخْلِ وَالتَّفَانِ وَامَّا الْحَيَّةُ مِنْ صِفَةِ  
 الْاِيْدَاءِ بِالسَّانِ كَالشَّيْءِ وَالْغَيْبَةِ وَالْكَذِبِ وَيُرَى فِي هَذِهِ السَّبَابِ  
 فِي الْمَعْنَى حَقِيقَةُ يُدْرِكُهَا أَهْلُهَا بِالنُّبُورَةِ وَامَّا الْعُقُوبُ مِنْ صِفَةِ الْغُرُ  
 وَالسِّمَةِ وَالْهَمَزُ وَامَّا الدَّيْبُورُ مِنْ صِفَةِ اِيْدَاءِ النَّاسِ بِالسَّانِ خَفِيًّا وَنَدًى  
 تَدُلُّ الْحَيَّةُ عَلَى الْعَدَاوَةِ مَعَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَى السَّالِكَ اِنَّهُ يُحَارِبُ مَعَ  
 الْمَوْدِيَّاتِ وَلَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهَا بَعْدَ الرُّؤْيَةِ فَلْيُجَاهِدْ بِالْعِبَادَةِ وَالذِّكْرِ  
 حَتَّى يَغْلِبَ عَلَيْهَا وَيَقْهَرَهَا بِقِتْلِهَا أَوْ يُبَدِّلَهَا إِلَى الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ فَإِنَّ  
 قَهْرَهَا وَقِتْلَهَا بِالْحِكْمَةِ فَهُوَ مِنْ مَعْنَى تَكْفِيرِ السَّيِّئَاتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 فِي حَقِّ بَعْضِ النَّارِيِّينَ "كُفِّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحْنَا لَهُمْ" وَإِنْ  
 رَأَى أَنَّهَا تَبَدَّلَتْ إِلَى الصُّورَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ فَهُوَ مَعْنَى تَبَدُّلِ السَّيِّئَاتِ إِلَى  
 الْمُسَنَّنَاتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ التَّوَابِينَ "مَنْ تَابَ وَأَمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا  
 صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ" فَوَقَانَ عَنْكَ "فَقَدْ خَلَصَ مِنْهَا  
 هَذِهِ الْمَرَّةُ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَأْمَنَ مِنْهَا بَعْدَ ذَلِكَ لِأَنَّهُ إِذَا وَهَبَ النَّفْسَ  
 قَرَّةً مِنْ حَبَائِثِ الْعَصِيَانِ وَالنَّسِيَانِ تَقَوَّتْ عَلَيْهِ عَلَى الْمُطْعَمِيَّةِ وَ  
 كَذَلِكَ أَمَرُ اللَّهِ بِحُجَّتَيْهِ مِنَ الْمَنَاهِ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ وَقَدْ بَرَى ذَاتَ  
 النَّفْسِ الْأَمَارَةَ عَلَى صُورَةِ الْمُسْكِفَارِ وَاللَّوَامَةِ عَلَى  
 صُورَةِ الْبَلْمُودِ وَالْمُلْهَمَةِ عَلَى صُورَةِ  
 النَّصْرَانِي وَكَذَلِكَ فِي صُورَةِ الْمُبْدَعَةِ.

اور ریاست سے محبت کی صفت ہے اور بلی (دیکھنا) کجخومی اور نفاق کی صفت ہے اور سانپ (دیکھنا) زبان کے ذریعہ ایذا رسانی جیسے گالی گلوچ اور غیبت اور جھوٹ کی صفت ہے اور ان درندوں (کو خواب میں دیکھنے) کے معنی (تعبیر) حقیقت میں سمجھ ہوتے ہیں جبکہ اس کے اہل ہی بصیرت کے ذریعہ خوب جانتے ہیں اور ہاں بچھو (دیکھنا) اشاروں کے ذریعہ جعل فوری اور عیب بھونی کی صفت ہے اور شہید کی لکھی (دیکھنا) لوگوں کو زبان کے ذریعہ پوشیدہ طور پر ایذا پہنچانے کی صفت ہے اور بے شک سانپ (دیکھنا) لوگوں سے دشمنی پر دلیل رکھتا ہے پس سالک جب (خواب میں) موزی جانوروں سے خود کو لڑتا ہوا دیکھے اور ان پر غلبہ حاصل نہ کر سکے تو (اللہ کی عبادت اور ذکر کے ذریعہ پوری کوشش کرے تاکہ اس کے بُرے اثرات) کے خاتمہ کے ذریعہ اس پر غلبہ اور فتح حاصل کرے یا اس کو بشری (صفت کی) صورت میں تبدیل کر دے تو بیشک پوری طرح ان پر غلبہ اور ان کا خاتمہ دوسرے معنی میں برائیوں کا خاتمہ ہے جیسا کہ بعض توبہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد الہی ہے ”(اللہ نے) ان کی برائیاں اُتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں“ اور اگر (خواب میں) دیکھے کہ وہ (درندہ صفت) انسانی صورت میں تبدیل ہو گئی ہے تو اس کا معنی برائیوں کی نیکیوں میں تبدیلی ہے جیسا کہ بہت توبہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد الہی ہے ”جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا“، پس بے شک اس مرتبہ وہ اس سے نجات پا گیا لہذا اس کے بعد ضروری ہے کہ وہ اس (برائی) سے مطمئن ہو کر نہ بیٹھ کیونکہ جب نفس گناہ اور بھول کی گنگائیوں سے آلودہ قوت سے ملوث ہو جاتا ہے تو (نفس) مطمئنہ پر اس کا غلبہ تقویت پاتا ہے اور اور اسی واسطے اللہ کا حکم ہے کہ جملہ اوقات میں ممنوعات سے پرہیز کرے اور کبھی نفس امارہ کو کافروں کی صورت میں اور (نفس) لوامہ کو یہودیوں کی صورت میں اور (نفس) ملہمہ کو نصرانیوں کی صورت میں اور اسی طرح نئی نئی صورت میں دیکھا جاتا ہے۔

## تیسویں فصل

(اہل تصوف کے بیان میں)

اور وہ (اہل تصوف) علیحدہ علیحدہ بارہ گروہ میں ہیں۔

اور ان میں سے ایک وہ ہے کہ ان کے افعال اور اقوال، شریعت و طریقت سے ہم آہنگ ہیں اور وہ (گروہ) اہل سنت والجماعت ہے کہ ان میں سے بعض کسی حساب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان میں سے بعض، اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا ویسے عذاب کے بعد اس (جنت) میں داخل ہونگے اور باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب بدعتی ہیں ان میں سے ۲ حلوئے ۳ حالیہ ۴ اولیائے ۵ شغرائیہ ۶ حبیبہ ۷ حوریہ ۸ اباحیہ ۹ متکاسلہ ۱۰ متجاہلہ ۱۱ واقفیت ۱۲ الہامیہ ہیں۔ پس حلوئے کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ لوگ عورتوں اور (غیر دائرہ نبوی) لڑکوں کے خوبصورت چہرہ پر نظر کرنے کو حلال کہتے ہیں کہ اس میں حق (اللہ) کی صفت ہے وہ لوگ رقص کرتے ہیں اور بوس و کنار اور گلے ملنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ تو بالکل کفر ہے۔

اور جو ”حالیہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ رقص اور دستک (تالی بجانا) حلال ہے اور کہتے ہیں کہ شیخ کیلئے ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس پر شریعت کا اعتبار نہیں ہوتا اور یہ تو بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہرگز شامل نہیں ہے۔

اور جو ”اولیائے“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ بندہ جب اولیاء کے مرتبہ پر پہنچے تو اس سے شریعت کی زحماتیں برخواست ہو جاتی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ایک ولی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انقل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور ولی کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور وہ لوگ اسی اعتقاد کے سبب ہلاک ہوئے اور یہ (عقیدہ) بھی کفر ہے۔



# الفصل الثالث والعشرون

في بيان أهل التصوف

وهو اثناعشر نفرًا

واحد هو مستنيرون افعالهم وافر الهم فوفقه للشرعية والطريقة  
وهو اهل السنة والجماعة بعضهم يدخلون الجنة بغير حساب و  
بعضهم يدخلونها بعد العذاب كيف ما يشاء الله تعالى والبراني  
يدعون فمنهم الخلوية والحالية والاوليائية والشمسية  
والحيية والخورية والاباحية والمنكاسلة والمنجاهلة  
والواقفية والهامية.

فاما مذهب الخلوية فانهم يقولون ان النظر الى الوجه الجميل  
من النساء والامر دحلل وفيه صفة الحق فيرقصون ويدعون  
الى التقبيل والمعانقة وهذا كفر محض.

واما الحالية فانهم يقولون الرقص وضرب اليد دحلل ويقولون  
للشيخ حالة لا يعبر عنه الشرع وهذا بدعة ليس في سنة الرسول صلى الله عليه وسلم  
واما الاوليائية فانهم يقولون اذا وصل العبد الى مرتبة الاولياء  
سقط عنه تكاليف الشرع ويقولون الولي افضل من النبي صلى الله عليه وسلم  
وسلم لان علم النبي بواسطة جبرئيل عليه وعلى نبينا افضل السلام  
وعلم الولي بغير واسطة جبرئيل وهذا التاويل خطأ وهو هلكوا

## تیسویں فصل

(اہل تصوف کے بیان میں)

اور وہ (اہل تصوف) علیحدہ علیحدہ بارہ گروہ میں ہیں۔

اور ان میں سے ایک وہ ہے کہ ان کے افعال اور اقوال، شریعت و طریقت سے ہم آہنگ ہیں اور وہ (گروہ) اہل سنت والجماعت ہے کہ ان میں سے بعض کسی حساب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان میں سے بعض، اللہ تعالیٰ جیسا چاہے عذاب کے بعد اس (جنت) میں داخل ہونگے اور باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب بدعتی ہیں ان میں سے ۲ حلوئیہ (۳ حالیہ ۴ اولیائیہ ۵ شغرائیہ ۶ حبیبیہ ۷ حویریہ ۸ ایامیہ ۹ مسکاسلہ ۱۰ متجاہلہ ۱۱ واقفیہ ۱۲ الہامیہ ہیں۔ پس حلوئیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ لوگ عورتوں اور (بغیر دھڑھی مونچھ) لڑکوں کے تو بصورتِ پیر نظر کرنے کو حلال کہتے ہیں کہ اس میں حق (اللہ) کی صفت ہے وہ لوگ رقص کرتے ہیں اور یوس و کنار اور گٹے ملنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ تو بالکل کفر ہے۔

اور جو ”حالیہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ رقص اور دستک (تالی بجانا) حلال ہے اور کہتے ہیں کہ شیخ کیلئے ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس پر شریعت کا اعتبار نہیں ہوتا اور یہ تو بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہرگز شامل نہیں ہے۔

اور جو ”اولیائیہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ بندہ جب اولیاء کے مرتبہ پر پہنچے تو اس سے شریعت کی زحماتیں برخواست ہو جاتی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ایک ولی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور ولی کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور وہ لوگ اسی اعتقاد کے سبب ہلاک ہوئے اور یہ (عقیدہ) بھی کفر ہے۔

بِذَلِكَ الْإِعْتِقَادِ وَهَذَا كُفْرٌ أَبْصَانًا.

وَأَمَّا الشَّمْرُ أَخِيَّةُ فَأَتَمُّ لِقَوْلُونِ الصَّحْبَةِ قَدِيمَةٍ وَبِهَا يَسْقُطُ  
الْأَمْرُ وَالتَّحْيُ وَبِحُلُونِ الدَّفِّ وَالطَّنْبُورِ وَبِاقِي الْمَنَاهِي شَرْعًا تَبْنِيهِمْ  
مِنْ جِهَةِ النِّسَاءِ وَهُمْ كُفَّارٌ وَارَاقَةٌ دُمِهِمْ مَبَاحِدٌ.

وَأَمَّا الْحَبِيَّةُ فَأَتَمُّ لِقَوْلُونِ إِذَا وَصَلَ الْعَبْدُ دَرَجَةَ الْحَبِيَّةِ عِنْدَ  
اللَّهِ تَعَالَى يَسْقُطُ عَنْهُ التَّكَايُفُ وَلَا يَسْتُرُونَ عَوْرَتَهُمْ بَيْنَهُمْ.

وَأَمَّا الْخُورِيَّةُ فَأَتَمُّ كَالْحَالِيَّةِ لِحَيْدَعُونَ وَلِطَى الْخُورِي فِي حَالِ الْإِغْمِ  
فَإِذَا أَفَاقُوا اغْسِلُوا فَكَذَّبُوا وَهَلَكُوا.

وَأَمَّا الْإِبَاحِيَّةُ فَيَتَرَكُونَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَبِحُلُونِ الْحَرَامِ وَ  
يُبَيِّحُونَ النِّسَاءَ.

وَأَمَّا التَّكَاثُلُ فَيَتَرَكُونَ الْكُتُبَ وَيَسْأَلُونَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَ  
يَدَّعُونَ أَنْفُسَهُمْ تَرَكَ الدُّنْيَا وَهَلَكُوا.

وَأَمَّا الْمُتَجَاهِلَةُ فَيَلْبَسُونَ لِبَاسَ الْفُسَادِ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَيَدَّعُونَ  
فِي بَوَاطِنِهِمْ وَهَلَكُوا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا  
فَنَمَسَ كُتُبَ النَّارِ - هُوَ ١١٣

وَأَمَّا الْوَافِقِيَّةُ فَأَتَمُّ لِقَوْلُونِ لَا يَعْرِفُ اللَّهُ تَعَالَى غَيْرَ اللَّهِ تَعَالَى  
قَطُّ وَيَتَرَكُونَ طَلَبَ الْمَعْرِفَةِ وَهَلَكُوا بِذَلِكَ الْجَهْلِ.

وَأَمَّا الْهَامِيَّةُ فَيَتَرَكُونَ الْعِلْمَ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْبُذُرِيسِ وَيُنَاقِضُونَ  
كَلَامَهُمْ وَلِقَوْلُونِ الْقُرْآنِ حَجَابٌ وَالْأَشْعَارُ مُرْزَانِ الطَّرِيقَةِ وَاعْتَقَدُوا

اور جو ”شمر اخیرہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ محبت قدیم ہے اور اس سے امر و نہی سا قسط ہو جاتا ہے اور دفطنہ اور عورتوں کے تعلق سے دیگر شرعی ممنوعات کو وہ لوگ حلال جانتے ہیں اور وہ سب کفار ہیں اور ان کا خون بہانا مباح ہے۔

اور جو ”جیمیہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے پاس محبت کے درجہ تک پہنچتا ہے تو اس سے تکالیف برخواست ہو جاتی ہیں اور آپس میں وہ لوگ اپنی شرمگاہ کو نہیں ڈھانکتے ہیں۔ اور جو ”توریہ“ ہیں تو وہ حالیہ کی طرح ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے وجد میں حور سے دلی (مباشرت) کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر جب ہوش میں آ جاتے ہیں تو غفل کرتے ہیں پس وہ جھوٹے ہوئے اور اس (عقیدہ) کے سبب وہ ہلاک ہوئے۔

اور جو ”اباحیہ“ ہیں تو امر بالمعروف کو ترک کرتے اور حرام کو حلال اور عورتوں کو (نا جائز طریقہ پر) مباح جانتے ہیں۔ اور جو ”متکاسلہ“ ہیں تو یہ کہ وہ کسب (مخت کی کائی) کو ترک کرتے ہیں اور در بدر مانگتے پھرتے ہیں اور ترک دنیا کا ایناد دعویٰ کرتے ہیں اور وہ لوگ اس کے سبب ہلاک ہوئے۔

اور جو ”متجاہلہ“ ہیں وہ فساد کی پوشاک زیب تن کرتے ہیں اور اپنے باطن میں (اصلاح کا) دعویٰ کرتے اور وہ اسی کے سبب ہلاک ہوئے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھو دے گی۔“ اور جو ”واقفہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی نہیں ہوتی اور (اسلئے) طلب معرفت نہیں کرتے اور وہ لوگ اس جہل کے سبب ہلاک ہوئے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآنی آیت ”وَمَا يَكُمُ تَأْوِيلُهُ إِلَّا اللَّهُ“ سے استدلال کرتے ہیں)۔

اور جو ”اہل امیہ“ ہیں تو وہ علم کو ترک کرتے ہیں اور درس و تدریس سے منع کرتے ہیں اور حکماء (دنیاوی فلسفیوں) کی پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن حجاب ہے اور شاعر ہی کو طریقت کا قرآن جانتے ہیں،

بذلك القول ويتركون القرآن ويعلمون الأشعار على أولادهم وهلكوا  
 بذلك وفي أنفسهم الباطل يقولون نحن أهل السنة والجماعة ليسوا منهم  
 ويقولون أهل السنة والجماعة أن الصحابة رضي الله عنهم كانوا أهل الجذبة  
 بقوة محبة النبي صلى الله عليه وسلم ثم انتشرت تلك الجوازب بعد  
 علي (رضي الله عنه) إلى مشايخ الطريقة ثم الشعب إلى سلاسل كثيرة  
 حتى ضعف عن كثير منهم فبقى منهم الرسوم في صورة الشيوخه  
 بلا معنى ثم تشعب منهم أهل البدعة ثم انتسب بعضهم إلى  
 قلندر وبعضهم إلى حيدر وبعضهم إلى آد هو وغير ذلك بطول  
 شرحها. ففي هذا الزمان أهل الفقر والإرشاد أقل من القليل و  
 يعلم أهل الحق بشاهدين أحدهما ظاهر والآخر باطن. فالظاهر  
 الأسس حكام على الشريعة أمرًا ونهيًا والباطن أن يكون سلوكه  
 على مشاهدة البصيرة فيرى من يقبض به وهو النبي صلى الله تعالى  
 عليه وسلم ويكون واسطة بين الله تعالى وبين روحانيته النبي صلى الله  
 تعالى عليه وسلم وجسمانيته في مجلسه فإن الشيطان عليه ما  
 يستحق لا يتمثل به صلى الله تعالى عليه وسلم فيكون منه  
 إشارة إليه وإلى من يريد به السالكين فلا يكون  
 سلوكهم على العلماء وهناد قائم أعداء  
 في التميز لا بد ركبها إلا القليل.

اسی قول پر عقیدہ رکھتے ہوئے قرآن کو ترک کر دیتے ہیں اور اپنی اولاد کو اشعار سکھاتے ہیں اور وہ اسی سبب ہلاک ہوئے اور ان کے لغووں میں باطل (بات) ہے کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں حالانکہ ان کا ان (اہل سنت والجماعت) سے تعلق ہی نہیں ہے اور اہل سنت والجماعت کا کہنا (عقیدہ) ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی قوت کے سبب صحابہ رضی اللہ عنہم اہل جذبہ (روحانی) تھے پھر یہ جذبات (روحانی) حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکے بعد شارح طریقت تک وسعت پائے پھر کئی سلسلوں تک شاخوں میں بٹ گئے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر کمزور پیر گئے تو ان میں سے ضعیفی کی شکل میں یعنی رسوم باقی رہ گئے پھر ان کی شاخیں نکلیں، اہل بدعت ان ہی میں سے ہیں پھر ان میں سے بعض قلندر سے اور بعض حیدر سے اور بعض ادھم وغیرہ سے وابستہ ہو گئے جن کی تفصیل طویل ہے۔ پس اس زمانہ میں اہل فقر و ارشاد کی تعداد کم سے بھی کمتر ہے اور اہل حق (جن) دو شواہد کے ذریعہ (ان کو) جانتے ہیں ان میں سے ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے پس شریعت میں امر و جس کا حکم فرمایا گیا) اور نہی (جس سے منع فرمایا گیا) پر مضبوطی سے پابند رہنا ”ظاہر“ ہے اور بصیرت (دل کی آنکھ) سے راہ سلوک کا ایسا مشاہدہ کرنا ”باطن“ ہے کہ وہ اس ذات پاک کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ لے جس کی کہ وہ اقتدا کرتا ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و جسمانیت کے درمیان آپ کی ہم نشینی میں واسطہ ہو جائے پس یقیناً شیطان نہ تو اس کا مستحق ہے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر سکتا ہے تو اس کے لئے اور ان کے لئے جو اس کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں اس کے ذریعہ ایک اشارہ ملتا ہے کہ ان کا راستہ علماء کرام (کے راستہ) پر نہیں اور تمیز و امتیاز کے لئے یہ سب ایسے باریک سے باریک علامات ہیں کہ جن سے صرف معدود دے چند لوگ ہی آشنا ہیں۔

# الفصل الرابع والعشرون

## في بيان الخاتمة

فَيَنْبَغِي أَنْ (يَكُونَ) السَّالِكُ فَطِنًا بَصِيرًا نَاطِقًا إِلَى خَوَاتِمِ الْأُمُورِ وَمُفَكِّرًا فِي إِذْ بَارِهَا وَلَا يَغْتَرُّ بِظَاهِرِ حَلَاوَةِ الْأَحْوَالِ فَقَدْ اتَّفَقُوا أَهْلُ التَّصَوُّفِ أَنَّ السَّالِكَ إِلَى الْأَحْوَالِ لِيُغْضَلَ عَنْ مُخَوَّاتِهَا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قُلْ لَا يَأْمُرُ مَكْرُ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ" ٩٩ "وَكَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ بِأَمْرٍ مَحْمَدٍ بِشَرِّ الْمُذْنِبِينَ بِأَنِّي غَفُورٌ وَأَنْذِرُ الصَّالِحِينَ الصَّادِقِينَ بِأَنِّي غَفُورٌ فَإِنَّ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ غَيْرُ مَا مَوْذَنَةٌ مِنَ الْمَكْرُ وَالْإِسْتِدْرَاجِ بِخِلَافِ مُعْجَزَةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهَا مَا مَوْذَنَةٌ مِنْ ذَلِكَ أَبَدًا وَفِي خَوْفِ سُوءِ الْحَاثِمَةِ سَبَبُ الْخَبَاءِ مِنْ سُوءِ الْحَاثِمَةِ غَالِبًا لَسَلَا تَخَذَعُهُ الْبَشَرِيَّةُ فَيَقْطَعُ سَبِيلَهُ مِنْ حَبْثٍ لَا يَشْعُرُ بِهِ قَالُوا فِي الصَّحَّةِ يَكُونُ الْخَوْفُ غَالِبًا وَفِي الْخَرُوضِ يَكُونُ الرِّجَاءُ غَالِبًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ وَزَنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرِجَاءُهُ بِفَضْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَيَسْتَوِيَانِ" وَأَمَّا فِي حَالِ التَّرَعُّعِ فَيَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ بِفَضْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَغْلَبَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَمُوتُنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ بِحَسَنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَى يَعْنِي يَتَفَكَّرُ بِسَبْقَةِ رَحْمَتِهِ عَلَى غَنَمِيَّتِهِ وَبِصِفَةِ رَحْمَتِهِ وَاسْتِعَانَتِهِ إِنَّهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

# چوبیسویں فصل

(خاتمہ کے بیان میں) —

ہیں۔ اَللّٰہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ ذہین ہو، دوراندیش ہو اور معاملات کے انجام پر اسکی نظر ہو اور انکے زوال کے بارے میں فکر مند رہتا ہو اور احوال کی ظاہری لذت کے فریب میں نہ آجائے پس اہل تصوف اس بات پر متفق ہیں کہ بے شک سالک احوال کے بارے میں اس کے ماحول سے بے خبر رہتا ہے جیسے کہ ارشاد الہی ہے ”تو کی پوشیدہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے“ اور اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگن ہنگاموں کو اس بات کی خوشخبری دیجئے کہ میں یقیناً بخشش فرمانے والا ہوں اور نیک آدمی کو اس بات سے ڈرائیے کہ میں یقیناً غیرت والا ہوں“ تو بیشک ادویا کی کرامات، مکر اور استدراج سی غیر محفوظ ہیں۔ اسکے برخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کا معجزہ ان باتوں سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہے اور فرمایا گیا کہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف کرنا غالباً خاتمہ بُرا ہونے سے نجات پانے کا سبب ہے تاکہ بشریت اسکو کہیں دھوکہ نہ دیدے اور کسی ایسی وجہ سے اسکی راہ چھوٹ نہ جائے جس کا اسکو شعور ہی نہ ہو فرمایا کہ تندرستی کی حالت میں خوف غالب ہو کر تا ہے اور بیماری کی حالت میں اُمید غالب ہو کر تی ہے۔ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اگر مومن کے خوف اور فضل الہی پر اسکی اُمید کو تولا جائے تو دونوں برابر ہونگے“ اور ہاں البتہ تضرع کی حالت میں مومن کو چاہیئے کہ (خوف پر) اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی اُمید زیادہ غالب رکھے۔ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں مگر محاسب تک کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ اتفاق (بہتر عقیدہ) نہ رکھے یعنی اس (اللہ) کے غضب پر اسکی رحمت کے سبقت لیجائے اور اسکی رحمت و دستگیری کی صفت کا خیال ذہن نشین کرے کہ بے شک وہ ارحم الراحمین“



وَيَهْرِ مِنْ قَهْرِهِ إِلَى الطُّغْيَانِ وَيَهْرِ مِنْهُ إِلَهُ مُنْذَرٍ لِلْأُمْتِ خَيْرٌ عَامٌّ مُنْذَرًا  
مُتَبَلِّغًا مُعْتَرِفًا بِذُنُوبِهِ فِي بَابِهِ فَيُوقِعُ  
فِيهِ قَهْرَ الطَّافَةِ وَرَحْمَتَهُ عَلَى  
ذُنُوبِهِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

الْبَرُّ الرَّحِيمُ وَالْجَوَادُ الْكَرِيمُ  
اللَّهُمَّ هَادِي الْمُضِلِّينَ وَبَارِئِ أَحْوَالِ الْمُذْنِبِينَ  
عِلْمُكَ كَافٍ عَنِ الْمَقَالِ وَكَرَمُكَ كَافٍ عَنِ السُّوَالِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ  
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ قَمَّتِ الرِّسَالَةُ  
بَيْنَ فَيُّ رُبِّ الْعَالَمِينَ وَسَمَّيْنَاهُ بَيَانِ الْأَسْرَارِ  
لِظَالِمِينَ وَالْأَسْمَاءِ الشَّعْبِ لِلْمُتَصَفِّينَ مِنْ  
عَالَمِ الدَّرَجَاتِ إِلَى عَالَمِ الْقُرْبِ بَرَاءَةً تَفْتَحُ لَهُ  
بَابَ التَّوْحِيدِ وَتَعْلَمُ عِلْمَ التَّوْحِيدِ بِسَبَبِ  
الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثَةِ مِنْ أَسْمَاءِ التَّوْحِيدِ  
فَيَكُونُ الْأَسْمَاءُ ثَلَاثِي عَشَرَ  
أَسْمَاءُ هَذِهِ أَصُولُ  
الْأَسْمَاءِ



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَسَلَّمَ

اور اس کے غضب سے دور ہو کر اس کے لطف کی طرف بڑھے اور ذلیل بن کر  
گرگڑا کر اٹھے ہوئے عذر خواہ بن کر خوشامدی بن کر اور اپنے گناہوں  
کا اعمت اف کرنے والا بن کر اس کی چوٹ  
پراسی کی طرف اسی سے

رجوع کرے اپنے گناہوں پر اس  
(اللہ کی مہربانیاں اور رحمت غالب ہوں گی۔)

بیشک اللہ مہربان رحم والا بخشنش والا اور کرم والا ہے یا اللہ  
اے مگر اسوں کو راہ راست پر لانیوالے اے گنہگاروں پر رحم فرمائیے تیرا علم  
سب باتوں کیلئے کافی ہے اور تیرا کرم سب سوالوں کیلئے کافی ہے یا اللہ ہمارے آقا  
اور رسولوں کے سردار (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل (باک) اور آپ کے جملہ صحابہ (کرام) پر  
درود بھیجے رب العالمین کی توفیق سے سالہ پانچ تکمیل کو پہنچا اور اس کو طالبوں کیلئے  
اسرار کے بیان سے اور عالم درجات سے عالم قربت تک متصف ہوئیوں کیلئے نو (۹)  
ناموں کے بیان سے موصوم کیا پھر اس کیلئے توحید دروازہ کھلے گا اور اسماء  
توحید میں سے تین ناموں کی بدلت علم توحید سے آشنائی ہوگی تو  
(اطح) یہ اسماء جملہ (۳۹) بار پڑھا کر نام ہوں گے  
اور یہی اسماء کے  
اصول ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل (باک) پر اور آپ کے جملہ صحابہ (کرام)

پر درود وسکرام بھیجے

# حواشی

اللہ :- لغوی معنی معبود، لایق پرستش، پوجا لینے والا اصل میں یہ لفظ پہلے کیا تھا بلکہ کس سے مشتق ہوا اس میں اختلاف رائے ہے اس لئے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فیصلہ فرمادیا کہ اللہ خود اپنی اصل پر ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ کی ذات میں تغیر ہی نہیں پس اس کے اسم ذات کے لفظ میں بھی تغیر نہ کرنا چاہئے۔

صوفیہ کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کا نام ہے جو تمامی صفات کا مجتمع ہے یعنی اسم اللہ خاص ذات اور مجمل صفات و کمال کا جامع ہے اس کا اطلاق تین مقامات پر کیا جاتا ہے۔ مقام لا یقین۔ مقام وحدت اور مقام واحدیت۔

ازلی :- وہ زمانہ جس کی ابتداء نہ ہو یا جس کا اول نہ ہو۔ ازلی وہ چیز ہے پہلے عدم نہ ہو گیا ابد کے مقابل ازلی ہے۔ ابد :- وہ زمانہ جس کی انتہاء نہ ہو جس کا کوئی آخر نہیں۔ اگر آخر ہو گا تو وہ ابد نہ ہو گا۔ ازلی و ابدی :- موجود تین طرح پر ہے یا تو وہ ازلی و ابدی ہے اور یہ صرف ذات واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے وہ چیز جو نہ ازلی ہو نہ ابدی اور یہ دنیا یا کائنات ہے جس کا اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ تیسرے وہ جو ازلی تو نہیں ہے لیکن ابدی ہے اور یہ عالم آخرت ہے کہ ازلی تو نہیں ہے لیکن ابدی ہے کہ اس کا آخر نہیں۔

ذات :- لغت میں معنی صاحب، خداوند، ہستی، ہر چیز کی حقیقت، ہر شے کی روح طرف یا جانب ہے، اصطلاح میں ذات وجود کو کہتے ہیں اور وجود ذات ہستی اور ہست سب ایک ہے۔ برزخ :- وہ چیز جو دو متخالف چیزوں کے درمیان مائل ہو برزخ کہتے ہیں خواہ ان دونوں چیزوں میں مناسبت

ہو یا نہ ہو جیسا کہ اعراف برزخ ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان یا بندر دوزخ ہے انسان اور حیوان کے درمیان موت نہیں قیامت کے درمیانی زمانہ کو بھی برزخ کہتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں برزخ وہ عالم مشہود ہے جو عالم معانی اور عالم اجسام کے درمیان ہو صوفیائے کرام کے نزدیک برزخ کا استعمال مختلف جگہ استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ عالم مثال کو برزخ کہتے ہیں۔ جو عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ہو۔ (۲) ممتنع الوجود کو بھی برزخ

کہتے ہیں جو عالم ارواح اور اعیان ثابتہ کے درمیان ہیں۔ (۳) دل کو بھی برزخ کہتے ہیں جو روح

اور مضغہ (گوشت کے کوٹھڑے) کے درمیان ہے۔ (۴) صدر کو بھی برزخ کہتے ہیں جو دماغ اور

دل کے درمیان ہے۔ (۵) وحدت کو بھی برزخ کہتے ہیں جو حقیقت محمدی احدیت اور واحدیت کے درمیان

برزخ ہے اور اسی کو برزخ الہرازخ یا برزخ کبریٰ بھی کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مرج البحرین جلتیان بیتہما برزخ لا یبغیان۔ اس نے دو دریا چلا دیئے

جو باہم ملتے ہیں ان کے درمیان ایک برزخ ہے وہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ (۶) علم کو بھی

برزخ کہتے ہیں جو عالم اور معلوم کے درمیان ہے اور یہی حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ

ہے۔ (۷) اسما کو بھی برزخ کہتے ہیں جو اعیان ثابتہ اور وجود کے درمیان ہیں۔

بقا۔ لغت میں بمعنی ”قائم رہنا“ یا ”رہنا اور فانی نہیں ہونا“ ہے۔

صوفیہ کے پاس ”بقا“ عارف کے لئے، ایک مقام ہے جہاں اس کے لئے رویت حق میں کسی چیز کا حجاب

نہیں اور رویت حجاب رویت اشیا نہیں ہے۔ وہ عالم کو معدوم اور حق کو موجود دیکھتا ہے۔

تجربہ۔ لغت میں بمعنی ”برہنہ کرنا“ ”نیام سے تلوار باہر نکالنا“ ”جھار کی شاخ کاٹنا تاکہ برا ہو“۔

صوفیہ کے پاس اپنی خودی اور بیگانگی سے دور ہونے کو تجرید کہتے ہیں یعنی اپنی خودی کو مٹا کر حق تعالیٰ کی خودی

میں مل جانا گویا بقا سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی ہر چیز کو فنا کر دے اور خود کو صرف اللہ کے لئے باقی رکھے۔

فنا و فنا۔ لغت میں بکسر اول فنا بمعنی گردا گرد نواچی (کونے) اور بفتح اول فنا بمعنی تمام ہونا اور ہلاک ہونا صوفیہ کے پاس ایک تو اوصاف مذمومہ کا اپنی ذات سے نکال دینا فنا ہے جو کثرت ریاضت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ فنا کی دوسری قسم یہ ہے کہ عالم ملک و ملکوت کا احساس باقی نہ رہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں فرد عظمت الہی اور مشاہدہ حق میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ صوفیہ نامی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

فنا و بقا۔ فنا کا مطلب یہ ہے کہ لذات کو اس طرح فنا کر دینا کہ بندے کے لئے کسی چیز میں کوئی خط باقی نہ رہے نیز ذات خدا میں ایسا فنا ہو جانا کہ ہر چیز سے مشغولیت فنا ہو جائے مثلاً شیخ عامر بن عبد اللہ نے فرمایا مجھے اس کی پروا ہی نہیں ہوتی کہ میں نے عورت کو دیکھا یا کسی دیوار کو۔ پس ایسا شخص ہر وقت تمام غما لغتوں سے کٹ کر یاد الہی میں مصروف رہتا ہے اور اسی فنا کے پیچھے بقا ہوتی ہے جس کا یہ مفہوم ہے کہ انسان اپنی ہر چیز کو فنا کر دے اور خود کو صرف اللہ کے لئے باقی رکھے۔

حق کے ساتھ معدوم رہنے کا نام فنا اور حق کے ساتھ موجود رہنے کا نام بقا ہے۔ (شیخ خراز)  
علم فنا و بقا کا دار و مدار غلصانہ و حدائیت اور صحیح بندگی پر ہے اور جو اس کے علاوہ بیان ہو وہ محض غلط اور کفر و الحاد ہے۔ (شیخ ابراہیم بن شیبان)

الغرض حال بقا تک رسائی کرنے والا "باقی" ایسے مقام پر فائز ہوتا ہے جہاں حق اور مخلوق میں حجاب باقی نہیں رہتا۔

منزل۔ لغوی معنی "اترنے کی جگہ" لیکن اکثر اس جگہ کے معنی میں مستعمل ہے جہاں مسافر لوگ سونے اور آرام کرنے کے لئے اترتے اور قیام کرتے ہیں۔

صوفیہ کی اصطلاح میں منزل چار ہیں جن کو ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت کہتے ہیں۔ لغت میں عالم ذات الہی کو لاہوت کہتے ہیں چنانچہ اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ صفات

کو جبروت اور مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔  
 منزل ناسوت = جسم ہے یعنی اس جسم کو فنا کر کے مثال میں آنا۔  
 منزل ملکوت = جسم مثال ہے اس کو فنا کر کے جبروت میں آنا یعنی روح میں آنا۔  
 منزل جبروت = روح ہے اس کو فنا کر کے اعیان میں آنا۔  
 حضرت شیخ اکبر نے شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ صاحب قوت القلوب کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ عالم  
 عظمت ہے اگہ مشائخ و اولیاء اس کو "عالم وسط" فرماتے ہیں۔  
 منزل لاہوت = اعیان ہے۔ اعیان کو لاہوت تینوں مراتب ذاتی یعنی احدیت و وحدیت اور  
 و احدیت کے سبب سے کہتے ہیں جو ایک ہیں۔

لاہوت :- لغت میں عالم ذات الہی ہے جس میں سالک کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ صفات  
 کو جبروت مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔ لاہوت اصل میں لاہو والاہو ہے اور حرف  
 "تاء زائد" ہے اور عرب کا دستور ہے کہ جب کلمات معلقہ کہتے ہیں تو کچھ حذف کرتے ہیں اور  
 کچھ زیادہ کرتے ہیں تاکہ ناواقف اس کی حقیقت سے واقف نہ ہوں۔ اصطلاح میں  
 گنج مخفی اور مقام محویت کو کہتے ہیں۔

سہر :- لغت میں راز یا بھید کے معنی لکھے گئے ہیں۔ اصطلاح میں نام کو اور اس کے ظہور کی کیفیت کو کہتے  
 ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں اشارہ ہے۔ "تحقیق انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹھکڑا ہے اور  
 ٹھکڑے میں دل ہے اور دل میں روح ہے اور روح میں نور ہے اور نور میں سہر ہے اور سہر میں  
 میں ہوں۔

سہر باطن کے بارے میں صوفیائے کرام کا اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ روح سے پہلے اور قلب کے بعد

کا درجہ ہے۔ بعض نے اس کو روح کے بعد بلکہ اس سے اعلیٰ و لطیف تر قرار دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مہربان مشاہدہ کا اور روح محبت کا اور قلب معرفت کا مقام و محل ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”دوستی کا حال پوشیدہ رکھنا سہ ہے“ ایک حدیث شریف میں ہے۔ المصروفۃ (سراسر) یعنی معرفت میرے راز ہائے سہرلبہ میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ السلام کا راز ذات الہی کی معرفت ہے۔ کیونکہ نفس السراسر البیاد وصف ہے جو خدائے تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۔ لغوی معنی آشکارا کرنا، روشن کرنا، جلوہ کرنا ہے۔ صوفیہ کے پاس تجلی سے مراد خاصانِ خدا کے دل پر انوارِ حق کا اثر انداز ہونا ہے جس کے باعث ان کے قلوب اپنے اندر مشاہدہ حق کرنے کے قابل بن جاتے ہیں اصطلاح میں تعین اور لباس کو تجلی کہتے ہیں وحدت کو تجلی اول، واحدیت کو تجلی ثانی اور تمام تعینات کو تجلی کہتے ہیں۔ اور سالکین کے پاس سالک کے دل پر انوار الہی سے تجلی نوری وارد ہوتی ہے جو سبز، سیاہ، سفید، سرخ رنگوں کے لحاظ سے تجلی مرشدی، تجلی نفسی، تجلی شیطانی، تجلی روحی، تجلی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور تجلی ذاتی کا قسم پر مشتمل ہے۔

۲۔ لغت میں آسم عام ہے کہ ہر ایک چیز جو لمبائی، چوڑائی، اور اونچائی یا گہرائی رکھتی ہے۔ جسم چار عناصر یعنی پانی، آگ، ہوا، اور مٹی سے مرکب ہے۔ اور یہ جسم دو قسم پر منقسم ہے ایک جو ہر اور دوسرا عرض ہے۔

۳۔ جو ہر وہ چیز ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو یعنی اپنے قیام میں دوسرے کی محتاج نہ ہو۔ مثلاً دیوار اور سایہ ان دونوں میں دیوار جو ہر ہے کہ وہ اپنے قیام میں سایہ کی محتاج نہیں خواہ سایہ رہے نہ لے وہ اپنی جگہ قائم ہے۔

عرض :- وہ چیز جو اپنے قائم رہنے میں دوسرے کی محتاج ہو مثلاً دیوار اور سایہ ان دونوں میں سایہ عرض

ہے کہ وہ اپنے قیام میں دیوار کا محتاج نہ ہے البتہ یوارتہ ہو تو سایہ کا وجود بھی نہ ہوگا۔  
 رُوح :- لغت میں بمعنی جان (حیات) قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور جبریل علیہ السلام  
 نام بھی ہے۔ اللہ باریک بینی سے ایک عظیم کائنات سے جو دل میں پیدا ہوتا ہے اور جو زندگی اور حیات و حرکت  
 کا باعث ہوتا ہے۔ یہ روح البتہ عرف و حق کے ذریعہ دل سے تمام جسم میں جاری ہو سکتا ہے۔ چونکہ  
 یہ حیات جسمانی کا ذریعہ اور سبب ہے اس لئے اس کو "روح حسی" کہتے ہیں۔ حضرات صوفیہ کے  
 یہاں روح سے مراد "لطیفہ مدرکہ السانی" ہے جو "وَقُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي"  
 کے حکم کا مصداق ہے اور یہ عالم امر سے ہے اس معنی کے لحاظ سے روح اسرارِ قلب سے ہے۔  
 روح پانچ قسم پر ہے۔ (۱) روح جمادی (۲) روح نباتی (۳) روح حیوانی (۴) روح انسانی  
 (۵) روح قدسی اور روح قدسی اعیان کی طرح وہ صورت ہر جہاز میں آتی ہے اور لطیف  
 ہوتی ہے نہ نزدیک۔ ہوتی ہے نہ دور۔ نہ سیدھی جا سب نہ بائیں جانب ہوتی ہے نہ اوپر ہوتی ہے نہ نیچے۔  
 چنانچہ حضرت شیخ محمود جیشبریؒ گلشنِ لڑ میں فرماتے ہیں :-  
 چہ می گویم کہ ہست این نکتہ باریک — شب روشن میانِ روز تار یک —  
 یعنی کیا کہوں میں کہ یہ باریک نکتہ ہے گویا تار یک دن میں روشن رات ہے۔ اور اسی طرف  
 قرآن مجید اشارہ کرتا ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا فِيهِ مَنْ رَدَحَ یعنی میں نے اس میں اپنی  
 روح سے پھونکا۔





## احوال و مقاماتِ صوفیہ کرام

شریعت :- نعت میں بمعنی بڑی ہنر اور پانی بہنے کی جگہ یا پانی کا وہ کنارہ جہاں سے مخلوق پانی پیتی ہے اور عام مفہوم میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بندوں کے لئے عادات اور معاملات میں خدا کا پیدا کیا ہوا راستہ مراد ہے۔

علوم شریعت کی تدوین و اشاعت میں جو بزرگان سلف مشغول ہوئے وہ علماء کے مقدس لقب سے مشہور ہوتے بعد میں ان کی خدمات کی خصوصیت کے لحاظ سے وہ مفسرین محدثین فقہاء اور متکلمین وغیرہ مختلف ناموں سے موسوم ہو گئے۔

طریقہ :- لغوی معنی راستہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطوار میں عام اصطلاح میں تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کو کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ”رشدات البیون“ میں فرماتے ہیں کہ شریعت احکام کے ظاہری احوال کا نام ہے اور انہیں احکام پر دل جمعی کے ساتھ عمل کرنا طریقت ہے۔

حقیقت :- نعت میں ہر چیز کی اصل ہر چیز کی ماہیت ہستی اور ہر چیز کی ذات کو حقیقت کہتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کا لفظ مختلف جگہ مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک تو یہ ہے کہ لفظ حقیقت کو مجاز کے مقابلہ میں لاتے ہیں ہر جا ظہور سے بطون تک یعنی ذات سے ظہور و صفات تک۔ جیسے عالم مثال مجاز ہے اور اس کی حقیقت عالم ارواح ہے۔

دوسرے حقیقت سے مراد حق تعالیٰ کی ذات جو تمام کی حقیقت اور حقیقت الحقائق ہے کہ

ہر ایک کی حقیقت اس سے ثابت ہوتی ہے۔  
 رشحات العیون میں حضرت خواجہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت کی جمعیت و دل جمعی  
 میں رسوخ و ملکہ (دھارت) پیدا ہو جانے کے مرتبہ کا نام حقیقت ہے۔  
 امام قشیریؒ اپنے رسالہ تفسیریہ میں فرماتے ہیں کہ خدا کی بندگی کو لازم پکڑنا شریعت ہے اور اسکی  
 ربوبیت کا مشاہدہ کرنا حقیقت ہے لہذا جو شریعت اس کی تائید کے بغیر ہو وہ نامقبول ہے اور جس حقیقت  
 کے ساتھ شریعت کی قید نہ لگی ہو وہ لاحقہ حاصل ہے۔

طریقت و حقیقت جس سے صوفیہ ممتاز ہوئے دونوں شریعت کے خادم ہیں لہذا ان دونوں  
 کے چل کرنے سے شریعت ہی کی تکمیل مقصود ہے۔

**مَعْرِفَت:** لغوی معنی پہچاننا ہے۔ اصطلاحی معنی خدا شناسی ہے۔ صوفیہ کے پاس ذات کو ذات  
 اور صفات کو صفات اور ذات کو صفات کے ساتھ اور صفات کو ذات کے ساتھ پہچاننا  
 معرفت ہے۔

جو دانش یا واقفیت اکتساب اور لکھنے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے صوفیہ اس کو علم کہتے ہیں  
 اور وہ دانائی جو اس علم کے علاوہ ہے اور صرف صوفیہ کے ساتھ مخصوص ہے اس کو ”معرفت“  
 یا عرفان کہتے ہیں۔

ایک صوفی کا اعتقاد ہوتا ہے کہ معرفت الہی کشف کے ذریعہ براہ راست حاصل ہوتی ہے۔ یہ  
 علم معرفت عقل و منطق اور مدرسہ میں بحث و درس سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی  
 توفیق اور اس کے فضل پر منحصر ہے جو کہ حق تعالیٰ اپنے کرم سے ان ہی لوگوں کو عطا فرماتا ہے  
 جن میں معرفت اخذ کرنے اور حقیقت وصول کرنے کی صلاحیت موجود ہے  
 حدیث شریف میں آیا ہے۔ المعرفۃ اسرار ہی یعنی معرفت میرا بھید ہے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بصیر یا راز حق تعالیٰ کی ذات ہے معرفت کی تین قسم میں۔ عقلی، علمی اور کشفی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے اللہ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ یہی بات ہے جو سعدی شیرازی نغمہ طرازی کہتے ہیں۔

نہ ادراک در کشف ذاتش رسد نہ فکر ت بغور صفاتش رسد

اس راز حق تعالیٰ کی ذات کی یاد بھی نہ کشف کو رسد نہ عقل اور اس کی صفات میں غور و فکر کو رسائی حاصل نہیں

دوسرے الفاظ میں حق تعالیٰ کی ذات کو سمجھنے سے عقل عاجز ہے اور اس کی صفات کے بارے میں سوچنے سے فکر قاصر ہے۔

**تصوف** لغوی معنی پشیمینہ پہنا ہے۔ صوف بمعنی ریشم سے ماخوذ ہے اور اصطلاحی معنی تزکیہ نفس یعنی خواہش نفسانی سے پاک ہونا۔ دوسری صدی ہجری میں صوفیہ ایک مخصوص گروہ کی شکل میں ظہور میں آئے جس کا مخصوص نام "صوفی" رکھا گیا اور ان کے مسلک کو تصوف کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ "ظاہری و باطنی آداب شریعت سے آگاہی حاصل کرنا تصوف ہے۔ اس سے مراد اخلاق الہیہ ہیں کبھی کلمہ تصوف بکارم اخلاق کے مترادف استعمال ہوتا ہے۔ تصوف بُرے اخلاق سے پرہیز کرنا ہے تاکہ تجلیات الہی کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے۔ المختصر صوفیاء کرام مخلوق سے منہ موڑ کر حق تعالیٰ کی طرف ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ اپنی خبر تک نہیں رکھتے اور اپنے میں حق تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرتے ہیں اور تخلقوا باخلاق احلہ یعنی اللہ کے اخلاق سے متصف ہو جاؤ کے حکم کا یہی معنی ہے۔

اخلاص :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اخلاص کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں اس شخص کے دل میں رکھ دیتا ہوں جس سے

میں محبت کرتا ہوں۔

اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل میں سوائے حق کے اور کوئی مشاہدہ طلب نہ کرے۔

شیخ فہیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی خاطر سے ترکِ عمل ریا ہے اور ان کے لحاظ و خاطر

سے کسی عمل کا سبب لانا شرک ہے۔ ان دونوں سے خلاص ہونا اخلاص ہے۔

حضرت ابوعلی دقاقؒ فرماتے ہیں۔ ”صرف حق تعالیٰ کے لئے بالارادہ عبادت گزاری کا نام اخلاص ہے۔“

حضرت خذیفہ مرثبیؒ فرماتے ہیں۔ اخلاص یہ ہے کہ بندے کے ظاہر و باطن اعمال میں یکسانیت

ہو جائے۔

حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ ”جب بندے میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے تو وہ سو سو

کی کثرت اور ریا (دکھاوے کا کام) اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ تین باتوں کو اخلاص کی علامات قرار دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ بندے کے نزدیک

عوام کی تعریف و مذمت یکساں ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اعمال میں اپنے اعمال کو دیکھنا

بھول جائے اور تیسرے یہ کہ یہ بھی بھول جائے کہ وہ آخرت میں اپنے اعمال کا ثواب چاہتا ہے

نفس۔ مقررین بارگاہِ الہی کے لئے مخصوص ایک حالِ روحانی ہے جو بندہ کے دل پر جمالِ حق کے اثر سے

پیدا ہوتا ہے۔ یہ روحانی حال اس وقت ظہور میں آتا ہے جب باطن بالکل پاک و صاف ہو

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں۔ ”اس دل میں جس کے اندر آتشِ محبت سے روشن ہو اور

اس دل میں جو نورِ مشاہدہ سے روشن ہو بہت فرق ہوتا ہے۔

بعض مشائخ نے فرمایا کہ سمیت عارفوں کا ایک درجہ ہے اور اُنس مریدوں کا درجہ ہے۔

سمیت کے وجود کے ساتھ حشمت کا اٹھا دینا اُنس ہے۔ (جنید بغدادیؒ)

عاشق و معشوق ایک دوسرے سے بے تکلف ہو جائیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ”الہی مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے“ یا حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ ”الہی میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں اپنا جلوہ دکھا۔“

**قُرْب**۔ لغت میں نزدیکی کا معنی ہے۔ اس کی ضد بُعْد یعنی دوری ہے۔ اور حالِ قرب بندہ کے احوال سے ایک حال ہے جس میں وہ اپنے قلب میں حق تعالیٰ سے نزدیکی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ صوفیہ کے پاس ان قرآنی آیات سے قرب کی دلیل لی جاتی ہے۔

وَقَدْ افْسَكُمْ اَقْلَامًا تَمِصُّ دَنًا۔ یعنی اور خود تمھارے میں، تو کیا تمھیں سُوجھتا نہیں۔  
وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ یعنی اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔  
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ یعنی اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔  
**تَوْبَةُ**۔ لغوی معنی گناہ پلٹنا ہے غفلت و بے خبری سے روح کا اس طرح بیدار ہونا کہ گنہگار ان غلط راستوں سے آگاہ ہو جائے جن پر وہ چل رہا تھا اور گزشتہ بُرے کاموں سے نادم ہو اور ان گناہوں کو بالکل ترک کر دے اور اُکندہ ان کا ہر گز ارتکاب نہ کرنے کا خاص لحاظ رکھے تو یہ توبہ دائمی ہے۔

اصطلاح میں اپنی ہستی اور اپنی خودی سے روگرداں ہونا توبہ ہے جو تین قسم پر ہے۔  
ایک شریعت کے گناہ مثلاً حرام کلام زنا، شہاب خوری، قتل ناحق، گالی دینا وغیرہ سے پرہیز کرنا جس کا تعلق جسم سے ہے۔  
دوسرے طریقت کے گناہ مثلاً حسد، بغض، غرور، کینہ وغیرہ سے اجتناب کرنا جو دل سے تعلق رکھتے ہیں۔

تیسرے حقیقت کے گناہ سے پرہیز کرنا ہے کہ وہ اپنی ہستی سے چھٹکارا پاتا ہے۔  
حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ غوام کی توبہ گناہوں سے ہے اور خواص کی توبہ

غفلت سے ہے۔

عام را توبہ زکار ید بود خاص را توبہ زدید خود بود  
شیخ حسن المغازیؒ نے استفسار پر توبہ کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک توبہ انابت کہ تم اللہ تعالیٰ  
سے اس لئے ڈرو کہ وہ تم پر قادر ہے۔

اور دوسری توبہ استجابت کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس وجہ سے شرمناؤ کہ وہ تم سے قریب ہے اسی لئے  
بزرگوں نے فرمایا وجود ک ذنب لا یقاس ذنب یعنی تمہاری ہستی بذات خود ایک

۱۸۵

ایسا گناہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے گناہ کا قیاس کرنا ہی عبث ہے۔  
فقیر لغت میں فقر ایسے درویش کو کہتے ہیں جو چند روزہ روزی اور اپنے گنہگار کی پردہ پوشی کی اہمیت رکھتا  
ہو اور فقر کی اسی حالت کو فقر کہتے ہیں گویا فقر ضد ہے غنایا تو نگر کی۔

صوفیہ کی اصطلاح میں فقر غنا کے فقدان ہی کو نہیں کہتے بلکہ غنا سے ریخت اور میلان کے فقدان  
کا نام فقر ہے یعنی صوفی کے قلب کو آرزو سے بالکل خالی ہونا چاہئے۔ گویا فقر وہ ہے جو خلق سے  
التفات نہ رکھتا ہو۔ اور قناعت و فقر اختیار کر کے تنہائی اختیار کیا ہو اور کسی چیز کا محتاج نہ ہو۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الفقیر فخری والفقیر مستی یعنی فقر میرے لئے موجب فخر ہے  
اور فقر مجھ سے ہے۔ آپ ہی نے دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔ ”فقراء مالداروں سے پانچ سو  
سال پہلے جنت میں جائیں گے جو آخرت کا نصف دن ہوگا۔“

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فقیر نہ اپنی ذات کی طرف محتاج ہوتا ہے اور نہ اپنے  
غیر کی طرف۔

حضرت ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ سے فقر کے متعلق استفسار پر آپ نے خاموشی اختیار کی پھر نماز  
پڑھ کر باہر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر فرمایا کہ میرے پاس ایک درہم موجود تھا اللہ سے

شرم آئی کہ میں فیکری بات کروں۔ لہذا آپ نے وہ درہم خرچ کر دیا اور پھر کہیں بیٹھ کر فقیر پر گفتگو کی۔

حضرت ابو بکر و راقؓ فرماتے تھے کہ دنیا اور آخرت دونوں اچکے فقیر کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ دنیا میں بادشاہ اس سے خراج نہیں لیتا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں لے گا۔

صبر: لغت میں ایک قسم کی تلخ دوا کو کہتے ہیں باء کو ساکن کر کے صبر بکھی کہنا جائز ہے۔

صوفیہ کی اصطلاح میں خدا کی محبت اور طلب میں ثابت رہنے اور حق تعالیٰ کو پلنے کی جستجو میں مشقت کھنڈ اور محنت پر نالائق ہونے کا نام صبر ہے۔

صبر کی فضیلت میں ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّمَا يُوَفِّى الصَّابِرِينَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ صبر کرنے والوں کو ان کا بدلہ بے حساب دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں استفسار پر آپ نے فرمایا صبر و تحمل کا نام ایمان ہے اور دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا صبر کرنے والے فقر و قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”احکام الہی پر ثابت قدم رہنا اور اللہ کی آزمائش کو خذہ پیشانی اور سکون کے ساتھ قبول کرنا صبر ہے“

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”ناک بہوں چڑھائے بغیر کڑوا اٹھو نہ ٹپی جانا صبر ہے“ حضرت سہری سقطی رحمۃ اللہ علیہ صبر کے بارے میں استفسار کے جواب میں گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران ان کے پاؤں پر ایک بچھو چڑھ گیا اور متعدد بار ان کے ڈنک مارا۔ لوگوں نے دیکھ کر کہا آپ اس کو نکال کیوں نہیں دیتے تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں جس کیفیت (یعنی صبر) کے بارے میں بیان کروں اور پھر خود اپنے عمل سے اس کے خلاف عمل کروں (یعنی بے صبری کا مظاہرہ کروں)۔

کُلُّ : لغوی معنی خدا کو سونپنا اور اسباب دنیا سے دل اٹھا لینا اور سبب الاسباب کی طرف توجہ کرنا ہے اصطلاح میں غیر حق تعالیٰ کو نظر میں نہ لانا اور حق تعالیٰ کے سوائے کسی اور کے ساتھ مشغول نہ ہونا اور خود کو فانی اور حق تعالیٰ کو باقی جاننا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں جو کچھ ہے اسی کا امیدوار ہونا اور ان چیزوں سے ناامید ہونا جو لوگوں کے پاس ہیں۔ توکل صوفیہ کے مقامات عالیہ سے ایک مقام ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک ناقہ سوار آیا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا میں اس اونٹ کو باندھوں یا اللہ پیرو بھروسہ کر کے یوں ہی کھلا چھوڑ دوں“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس کو پہلے باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر۔“

حضرت سہیل بن عبد اللہ تشریٰ فرماتے ہیں کہ توکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اور کسب کرنا آپ کی سنت تھی لہذا جو شخص حضور کے حال پر ہو اس کو آپ کی سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ نیز آپ ہی کا ارشاد ہے کہ ”توکل کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا ہو جیسے غلام کے ہاتھوں میں مردہ ہو تلے کہ وہ اسے جس طرح چاہتا ہے اٹھا پٹتا ہے مگر مردہ حرکت کر سکتا ہے نہ تدبیر۔“

حضرت ابو بکر شبلیؒ کے پاس کسی نے اپنے کثیر العیال ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ”گھر جا کر ان تمام لوگوں کو گھر سے نکال دو جبہ کا لذق اللہ کے ذمے نہیں ہے۔“

وقت و اختیار کو ترک کر دینے کا نام توکل ہے (سہری سقطیؒ)

توکل یہ ہے کہ تم اللہ کے سامنے اس طرح رہو گویا تمہارا وجود ہی نہیں اور اللہ تمہارے سامنے ابدی و ازلی صفات کے ساتھ ہے (جنید بغدادیؒ)

توکل اس کا نام ہے کہ ایک دن کی (آج کی) روزی رکھی جائے اور کل کی فکر نہ کی جائے (شیخ ابو بکر الزرقانیؒ)

رِضَا : لغت میں بکسر یعنی خوشنودی اور لفتح و مد یعنی رضا بمعنی خوشنود ہونا ہے اصطلاح میں رضا سے مراد بندہ کو قضاء الہی سے جو کچھ پہنچے اس سے خوشنودی کرنا یعنی قضاء پر راضی ہونا اور اس پر



بچھوسہ کرتا۔ صبر کا مرتبہ رضا سے کمتر اور تسلیم کا مرتبہ رضا سے بالاتر ہے۔ رضا سالک کے مقامات عالی سے ہے اور مقامات کا مقنا ہے یعنی اس کے ماوراء کوئی اور مقام نہیں۔  
حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے ”اے اللہ میں تجھ سے قصہ کے بعد رضا مانگتا ہوں“ اس کی تشریح میں حضرت ابوالعثمانؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قضا سے پہلے ہی رضا پر عزم کرنا ہے اور حقیقی رضا تو قضا کے بعد ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”موسیٰ! میری رضا تو اسی میں ہے کہ تم میری قضا پر راضی رہو“ حضرت ابوعلی دقاقؒ نے فرمایا ”رضایہ نہیں کہ تم مصیبت کا احساس نہ کرو بلکہ رضایہ ہے کہ تم اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر پر اعتراض نہ کرو“ بی بی رابعہ لہریؒ سے پوچھا گیا کہ ”بندہ کب راضی برضا کہلائے کا حق دار ہے؟“

بی بی نے فرمایا ”جب وہ مصیبت میں بھی اسی طرح خوش رہے جس طرح آرام میں خوش تھا۔“  
خوف لغوی معنی ڈر اور اندیشہ ہے۔ اصطلاح میں کسی امر کے دم کے پیش آنے سے ڈرنا یا کسی امر مستحسن کے ہاتھ جاتے رہنے کا ڈر ہونا خوف سالک کے علم و معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”رأس الحكمة مخافة الله“ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت کا سرچشمہ ہے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ خوف دراصل ”یقین و معرفت“ کا اول مقام ہے۔ معرفت کے حصول کے بعد خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور خوف سے نہ صبر اور توبہ پیدا ہوتے ہیں۔

اسی کی جانب قرآن میں اشارہ ہے کہ انما یخشى الله من عباده العلماء اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبان علم ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں عاشق کو جام محبت اس وقت دیا جاتا ہے جب خوف اس کے دل

کو پختہ اور مضبوط بنا دیتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ خائف وہ نہیں ہے جو خوف سے ڈرتا ہے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتا رہے بلکہ حقیقی خائف وہ ہے کہ وہ اس چیز کو ترک کر دے جو اس کے لئے عذاب کا موجب ہو۔ خائف وہی ہے جو اللہ کے سوا کسی اور چیز سے نہ ڈرے لا خوف علیہم کی شان خاصانِ خدا کی ہی ہوتی ہے۔

حضرت ابو حفصؒ فرماتے ہیں ”خوف“ دل کا چراغ ہے جس کے ذریعہ دل کے خیر و شر کو دیکھا جاسکتا ہے حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں ”خوف ایک فرشتہ ہے جو صرف متقی کے دل میں رہتا ہے“ حضرت سفیان ثوریؒ جب بیمار ہو گئے تو آپ کے قارورہ (پیشاب) کو دیکھ کر ایک عیسائی طبیب نے کہا کہ اس شخص کا مگر خوف کی وجہ سے تکرے تکرے ہو گئے اس کے بعد آپ کی نبض دیکھ کر کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ اس قسم کے لوگ بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔“

حضرت ابوالقاسم حکیمؒ نے فرمایا ”جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے تو وہ اس سے بھاگتا ہے مگر جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بھاگ کر اللہ ہی کی طرف آتا ہے“

رَجَاء۔ لغت میں بالفتح اور آخر میں ہمزہ کے ساتھ بمعنی ”امید یا امید رکھنا اور ڈرنا ہے۔ بالکسر یعنی ”رجاء پڑھنا خطا ہے۔ اصطلاح میں رجاء سے مراد حق تعالیٰ سے مقامِ احدیت کو اپنی محویت کے واسطے سے ہمیشہ طلب کرنا۔“

رَجَاء و خوف میں یہ فرق ہے کہ رَجَاء محبت سے پیدا ہوتی ہے جبکہ خوف سالک کے علم و معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح رجاء و تمنا میں یہ فرق ہے کہ رجاء عمل پر اسکا ہے اور تمنا سے سستی اور کالی پیدا ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کی طرف نگاہ رکھنے کا نام رجاء ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم کہ میں اس شخص کو جو مجھ پر دن رات کسی ایک ساعت میں بھی ایمان لائے اس کو میں اس شخص



دیا جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک نادار عورت کے فرزندوں میں سے پہلے فرزند کے نام بیت المال سے وظیفہ جاری فرما دیا جس پر اس نے شکر الہی کہتے ہوئے الحمد للہ کہا تو آپ نے اس کے دوسرے بیٹے کے نام پر بھی وظیفہ جاری کر دیا اس طرح وہ الحمد للہ کہہ کر نعمت پر اللہ کا شکر کرتی جاتی اور آپ کے بعد کے بیٹے پر وظیفہ جاری کرتے جاتے۔ جب آخری فرزند باقی رہ گیا تھا تو عورت نے الحمد للہ کے بجائے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگی آپ نے اپنا جبر فوراً بند کر دیا۔ عورت کی درخواست پر کہ آخری ایک بیٹا اور باقی رہ گیا ہے اس کے نام کیوں وظیفہ جاری نہیں فرمایا تو آپ نے جواب دیا جب تک تو اللہ کا شکر ادا کرتی جا رہی تھی تیری نعمت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور جب تو نے اللہ کا شکر ادا کرنا بند کر دیا تو اس نے بھی تیرے انعام میں اضافہ کو روک دیا۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو راحت اور تکلیف میں (یعنی ہر حال) اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ہم نے ایک رباعی میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

دولت سے کوئی خوش ہے کوئی مال سے خوش اور کوئی فقط زلف و خط و خال سے خوش

اللہ کا اعظم پرکرم ہے کتنا جو حال ہو رہتا ہے اسی حال سے خوش

زہد :- لغت میں دنیا کی خواہش و رغبت نہ رکھنے والے کو زہد اور اس کے اس وصف کو زہد کہتے ہیں زہد سالک کو مقامات طریقت سے ہر مقام کے حصول کے لئے مستعد کرتا ہے اور زہد دنیا سے علاقہ کو ہر خطا کا مہر چشمہ شمار کرتا ہے۔ صوفیائے کرام نے اپنے اپنے الفاظ میں زہد کی علیحدہ علیحدہ تعریف فرمائی ہے۔ بعض کہتے ہیں صرف حرام چیزوں سے بچنا زہد ہے کیونکہ حلال چیزوں کی اجازت تو

حق تعالیٰ نے دے رکھی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حرام کے متعلق زہد واجب ہے اور حلال چیزوں میں زہد افضل ہے۔

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ زہد کی تین قسمیں بیان فرماتے ہیں ایک تو عوام کا زہد جو کہ حرام چیزوں کا ترک کرنا دوسرے خواص کا زہد جو کہ حلال چیزوں سے فضولیات کو ترک کرنا ہے۔ تیسرے عارفین کا زہد جو کہ ان تمام چیزوں کو ترک دینا ہے جو بندے کو اللہ سے غافل کر دیتی ہیں۔

حضرت سہل تشری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بندگانِ خدا کا خدا کی طرف متوجہ ہونا زہد ہے شیخ ابوسلمان دارانی فرماتے ہیں کہ زہد دنیا میں ٹاٹ پہننے اور جو کی روٹی کھانے کا نام نہیں ہے بلکہ دنیا سے دل نہ لگانا اور امیدوں و آرزوں کا کوتاہ کرنا زہد ہے۔

شیخ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زہد میں تین حرف (ز، ہ، د) ہیں نہ سے مراد ترک زینت ہے۔ ”ه“ سے مراد ترک ہوا (خوامشات) ہے اور ”د“ سے مراد ترک دنیا ہے۔

ذکر :- لغت میں یاد کرنے کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں خدائے تعالیٰ کا نام لیتا اور اس میں فکر کرنا ذکر کہلاتا ہے۔ ذکر کو عبادت میں افضل اور معاملاتِ بندگی میں اشرف قرار دیا گیا ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ سب سے افضل ذکر ہے۔ اگر زبان کے تلفظ کے ساتھ ذکر کرے تو اس کو ذکرِ جلی کہتے ہیں۔ اور اگر صرف دل سے ان الفاظ کو ادا کیا جائے مگر زبان سے ادا نہ ہو تو یہ ذکرِ خفی کہلاتا ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک بہترین ذکر وہ ہے کہ زبان اور دل دونوں ذکر میں مشغول ہوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کی امت کو جو کچھ دیا ہے وہ کسی اور امت کو نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا کیا چیز ہے تو جبریل نے کہا فا ذکر الحق اذکر کو یعنی تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ یہ بات اللہ

کسی اور اُمت سے نہیں کہی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَاذْكُرْ اٰلِهَكُمْ كَثِيْرًا مَّا تَقْلَحُوْنَ يَعْنِي "اور اللہ کی بہت یاد کرو تاکہ تم ملاح پاؤ۔"  
 الْاٰلِهَ كِرَ اِلٰهَ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ يَعْنِي "سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے"  
 الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اِلٰهَهُمْ قِيَامًا وَقُعُوْدًا عَلٰی جُنُوْبِهِمْ  
 یعنی (عقلمند) وہ لوگ ہیں جو کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی رہے گا تو اس وقت تک  
 قیامت نہ پانے ہوگی۔

امام قشیریؒ فرماتے ہیں "زبان کے ذکر کے ذریعہ سے ہی دل کے ذکر کو ہمیشہ قائم رکھ سکتا ہے  
 مگر دل کے ذکر کی تاثیر ہوتی ہے۔"

حضرت ابو علی دقانؒ فرماتے ہیں "اللہ کی راہ میں ذکر ایک مضبوط ستون ہے بلکہ اسی پر سارا دار و مدار  
 ہے اور ذکر دائمی کے بغیر کوئی شخص اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔"

حضرت ابو محمد جریریؒ فرماتے ہیں "ہمارے مریدوں میں سے ایک شخص کثرت سے اللہ اللہ کا ذکر کرتا  
 تھا۔ ایک دن اس کے سر پر شہتیر گرا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا اور خون زمین پر بہنے لگا جس  
 سے زمین پر اللہ اللہ لکھا ہوا تھا۔"

حضرت سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین ہموار ہے جب ذکر کرتے ہیں تو فرشتے اس میں درخت  
 لگاتے ہیں۔ جب کوئی فرشتہ درخت لگاتے لگاتے رک جاتا ہے تو دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو کیوں  
 رک گیا وہ کہتا ہے میرا آدمی (ذکر) سست ہو گیا ہے۔

وَرَعٍ :- ورع کے لغوی معنی پرہیزگاری۔ اور اصطلاح میں "ورع" سے مراد ہے کہ  
 شبہات سے اس طرح پرہیز کرنا کہ میں حرام باتوں میں سے کوئی بات واقع نہ ہو جائے اور ورع

کہلاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ملاک دینکے دوسرے = تمہاری دینداری کی اصلی پرہیزگاری پر ہے۔

حضرت ابراہیم اہمؑ فرماتے ہیں کہ ہر شئیہ چیز کو چھوڑ دینا ورع ہے۔  
حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں ”ورع یہ ہے کہ تم شہوات سے بالکل پاک و صاف بچ کر نکل آؤ اور ہر لمحہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔“

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ورع سے زیادہ آسان چیز نہیں دیکھی۔ جو چیز تمہارے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دو یہی ورع ہے۔“

حضرت بشر حافیؒ کی بہن امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ ”ہم اپنے مکان کی چھت پر سوت کاتتے ہیں تو ظاہر یہ نامی ظالم لوگوں کی جو مشعلیں سامنے سے گزرتی ہیں ان کی شعاعیں چھت پر پڑتی ہیں۔ کیا ان مشعلوں کی روشنی میں سوت کاتنا جائز ہے؟“

حضرت امام احمد حنبلؒ نے یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا ”تمہارے ہی گھر سے تو سچی پرہیزگاری (ورع) نکلتی ہے۔ اس روشنی میں تم سوت نہ کاتا کرو۔“



# نفسانی خواہشات اور برک اخلاق

نَفْسُ ہر لغت میں لفتح تین یعنی نَفْسُ بمعنی دَمُ سانس اور وہ ہے راحتِ دل اور دفعِ بخار کے لئے ناک یا منہ کے راستے سے ہوا کا کھینچنا اور چھوڑنا اس کی جمع انفاس ہے۔  
اور فناء کو سکون کے ساتھ یعنی نَفْسُ بمعنی جان، روح، ہستی اور شی کی حقیقت ہے اس کی جمع نفوس ہے۔

نَفْسِ اَمَّارَةٌ: نفس چار قسم پر ہے۔ امارہ، لوامہ، مطمئنة اور ملہمہ۔ عام طور پر نفس سے مراد انسان میں ایک عنصر بد و فاسد ہوتا ہے جو سرمایہ ہوا و ہوگی یا مبیع شہوت ہوتا ہے۔ یہی نفس السالک کو لذت اور شہوات کی پیروی پر آمھارتا ہے۔ اس نفس کی مخالفت تمام عبادتوں کی اصل اور ان کا راز ہے اس کی موافقت ہلاکت ہے اور مخالفت نجات ہے۔ عارفوں اور صوفیوں کے طعومات اسی نفس کی مخالفت کی تعلیمات سے بھری ہوئی ہیں۔ اسی نفس کو نفسِ امارہ کہتے ہیں۔  
(۱) ایک نفس امارہ ہے جو لذت اور حظوظ فانی کی طرف شدت سے اکسانے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ النَّفْسَ لَآ مَآرَاةَ بِالسَّوْءِ یعنی بے شک نفس بے کی طرف کھینچنے والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المجاہد من جاهد نفسه یعنی وہ صل  
مجاہد تو وہی ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے  
بڑے موزی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا  
نہنگ وار دھا و شیر مارا تو کیا مارا



اور اسی حجامہ نفس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جہاد الکبر“ قرار دیتے ہوئے ایک غزوہ سے  
والہی پر فرمایا ”ہم جہاد اصغر سے جہاد الکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔“  
حضرت ابوعثمان مغربیؒ فرماتے ہیں ”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جہاد سے کے بغیر ہی طریقت کے کچھ امرا  
اس پر کھل چکے ہیں گے یا کچھ امور اس پر واضح ہو جائیں گے تو وہ سراسر غلطی پر ہے۔“  
حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سب سے پہلا فضل یہ فرمایا کہ نفس  
کے خس و خاشاک کو میرے سامنے سے دور کر دیا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ ”مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ اندیشہ  
خواہشات کی پیروی اور لمبی لمبی آرزوں سے ہے“ جس کی تشریح میں امام قشیریؒ فرماتے ہیں  
”مخالفت کی تلوار سے نفس کو ذبح کرنے کا نام ہی اسلام ہے“

**نفسِ لَوَامَۃ** :- جو دل کے نور ہدایت کے ذریعہ اپنے آپ کو گناہوں میں مرتکب ہونے پر بہت ملامت کرتا ہے  
یعنی جب دل کے واسطے سے نفس پر انوار چمکتے ہیں تو اس کو اپنی خرابیوں اور کمزوریوں کا ادراک  
ہونے لگتا ہے اور بیدی پر ملامت کے ذریعہ وہ گناہوں سے دور رہنا چاہتا ہے۔ اور جب گناہ  
ہوتا ہے تو متفعل اور شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور یہ نفس صلحا اور اولیاء کو حاصل ہے  
جس کا اشارہ قرآن میں ہے لا افسح رب النفس اللوامۃ یعنی میں قسم نہیں کھاتا ہوں  
نفسِ لوامہ (لامت کرنے والے) کی۔

**نفسِ مطہرہ** :- جو صفات ذمیمہ سے صاف اور اخلاق حمیدہ سے متصف قرب الہی میں فائز ہو کر اطمینان  
کو پہنچتا ہے یعنی تجب نفس میں جب الہامی کیفیت دائم و قائم ہو جاتی ہے اور وہ اصلاح کے اعلیٰ  
مدارج پر پہنچ جاتا ہے اور اس کو یہ اطمینان ذکر الہی کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ  
ہے الابد کما احلہ تطمئن العلوب یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر الہی سے دلوں کو اطمینان

تصیب ہوتا ہے۔ جب یہ اطمینان حاصل ہو گیا تو پھر ایشان کو مقام عبودیت اور مقام رضا حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا النفس المطمئنة اس جی الی سر جک من اضیتہ

من ضیتہ۔ ”اے نفس مطمئنة! اپنے پروردگار کی طرف پھر جا اس حال میں کہ خوش اور پسندیدہ ہے۔“

نفسِ مکملہ جس میں خیر و تقویٰ پر اکساہٹ پیدا ہوتی ہے تو دل میں الہامی طوط پر مختلف ارادے گزرتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے کے لیے حد مفید ہوتا ہے۔ یہی نفسِ ملہمہ کی قسم ہے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہی وہ قسم ہے جس کے اندر یہ تین خاص باتیں

ایک تو یہ کہ کسی تاخیر کے بغیر فوراً اس کو رو بہ عمل لایا جائے دوسرے یہ کہ نیکی کو معمولی سمجھا جائے۔ تیسرے یہ

کہ نیکی کو پوشیدہ طور پر کیا جائے۔“

بخل۔ یعنی کنجوسی یا تنگ دلی ہے اور اصطلاح میں یہ صفت سخاوت کی ضد ہے جس کے سبب اللہ کی

کار سازی پر سے بخیل کا بھر و سہ ختم ہو جاتا ہے۔ بخل کئی برائیوں اور بد اخلاقیوں کی مال ہے مثلاً تنگ نظری

لا اچ، کم ظرفی، بے رحمی اور کمینہ پن وغیرہ سفلی عادتیں اسی بخل کی پیداوار ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”سخی اللہ سے بھی قریب ہوتا ہے نیز لوگوں سے بھی اور جنت سے بھی قریب ہوتا ہے لیکن

دوزخ سے دور ہوتا ہے اور بخیل دوسرے جو ملکہ سے بھی دور ہوتا ہے لوگوں سے بھی اور جنت سے بھی دور

ہوتا ہے لیکن دوزخ سے قریب ہوتا ہے۔ اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل عاید سے زیادہ محبوب ہے۔

صوفیہ کرام نے ہمیشہ سخاوت فیاضی اور کشادہ دلی کو ہی اپنایا۔ اور بخل کو قریب پھٹکنے تک نہیں دیتے تھے۔

حتیٰ کہ حضرت بشر بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔“

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی عورت نے ایک پیالہ بھر شہد مالگا تو آپ نے اس کو شہد کا

پورا شیشہ دیدیا۔ اس پر کسی کے اعتراض پر فرمایا ”اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مالگا اور میں نے اس انعام

کے مطابق دیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیلئے۔“

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک بار روتے لگے۔ استفسار پر فرمایا کہ ”سات دن سے میرے پاس کوئی جہان نہیں آیا مجھے اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کہیں ذلیل تو نہیں کر دیا۔“

**بغض** یعنی کینہ، کپٹ، کھوٹ، نفاق، دشمنی یا بیزاری۔ دل میں عداوت کا جذبہ جب جڑ بکڑ لیتا ہے تو دشمنی میں یہ شدت کی کیفیت بغض یا کینہ کہلاتی ہے جو دراصل دل کے کھوٹ کا نتیجہ ہے۔ دل میں جب یہ کھوٹ اور کدورت جم جاتی ہے تو نیکی اور صفائی کو آنے نہیں دیتی جس کے سبب وہ آدمی یا خلاق ہو کر رہ جاتا ہے۔ دل میں ایسے میل اور تیز کے سدباب کے طور پر اسلام میں سلام، مصافحہ اور معافہ کی ترغیب ہی ہمیں حکام دیے گئے ہیں اور اس کا بڑا ثواب بتایا گیا ہے تاکہ ملنے جلنے سے بغض کا آغاز ہی نہ ہونے پائے یا اگر کچھ میل ہو تو دل سے دور ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے دو شنبہ بخشبہ کو اعمال پیش ہوتے ہیں جس نے مغفرت مانگی اس کو مغفرت اور جس نے توبہ کی اس کی توبہ کو قبولیت عطا ہوتی ہے لیکن بغض و کینہ رکھنے والوں کے اعمال ان کے بغض کے سبب جب تک کہ اس سے وہ باز نہ آجائیں واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ بد نصیب اعظم ہے جس نے دل میں کینہ رہے، ہر مرائیں سید مثل آئینہ رہے۔

**حسد** یعنی ”کسی کی نعمت کا زوال چاہنا“ اور اصطلاح عام میں خداداد نعمت کے سبب کسی کا پھلنا پھولنا دیکھ کر اس پر جلنا اور گرہنا نیز اس کے زوال پر خوش ہونا حسد کہلاتا ہے۔ حسد کرنے والا شخص کتنا بد نصیب ہوتا ہے کہ اپنے دل میں خود ہی حسد کی آگ سلگاتا ہے اور خود ہی اس میں جلنا رہتا ہے اور حسد کے سبب کبھی ایسے سنگین گناہوں کا بھی ارتکاب کر بیٹھتا ہے کہ حکم الہی اس کو سننے کے طور پر دوزخ کی آگ میں بھی جلنا پڑتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”حسد سے بچو کیونکہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے اُگسایا تو اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔“ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں ہر انسان کو راضی کر سکتا ہوں سوائے حسد کے کیونکہ وہ مجھ سے نعمت زائل ہوئے بغیر مجھ سے راضی ہونے کا نام نہیں لیتا۔“

حُصْنِ دِلّی معنی لایچ، طع ہوس، سجد آرزو یا خواہش کہ نہ ہے اور اصطلاح میں اپنی ضرورت سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش رکھنا حرص کہلاتا ہے جو دنیا سے بے حد رغبت اور محبت کا نتیجہ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”دو بھوکے بھینٹوں کو بکریوں میں چھوڑ دینے سے اس قدر نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ دین کو مال و عزت کی حرص خراب کر دیتی ہے“ دوسری جگہ ارشاد بنوی ہے ”میری امت کے اولیاء مال جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ دنیا سے ان کی خواہش صرف اتنی ہوگی کہ بھوک دفع ہو جائے اور ستر پوشی ہو جائے۔“ یہی نسبت ہے کہ صوفیاء کو امان نے حرص کرنے والے شخص کو ایک گتے سے بھی بدتر قرار دیا ہے کہ کتا اپنی ضرورت کی تکمیل کے بعد مٹ جاتا ہے جبکہ حوصلے آدمی ایسا نہیں کرتا۔

لیکن آخرت کے معاملہ میں حوصلے کا جذبہ پسندیدہ ہے چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”عقل مند شخص وہ ہے جو دنیاوی امور کی تدبیر قناعت اور پس و پیش سے کرے اور آخرت کے امور میں تدبیر حرص اور جملہ بازی سے کرے اور دین کے امور میں علم و سعی کے ساتھ تدبیر کرے“

تکبر کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اپنی کسی خوبی و کمال یا اپنے بلند مرتبہ کے سبب یکسی اور وجہ سے برتری کے

اظہار کا نام تکبر ہے۔ یہ ایک شیطانی خصلت ہے جو انسان کو اخلاق کے اعلیٰ مقام سے بااخلاقی کی گہری پستی میں ڈھکیں دیتی ہے کیونکہ غرور و تکبر کا اولین مظاہر ابلیس کی طرف سے ہوا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابل خود کو بڑا اور اعلیٰ سمجھا تو تاقیامت اس کو ذلت و لعنت ملی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہی نے ابلیس کو اُکسا یا کہ آدم کو سجدہ نہ کرے۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر تکبر کرنے والوں کے متعلق وعیدیں آئی ہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ ناپسندیدہ

اور جہنم کا حق دار ٹھہرایا مثلاً سورہ نحل میں ارشاد ربانی ہے ”بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا تو دوسری جگہ سورہ زمر میں ارشاد ہے ”کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ نہیں تو تکبر کرنے والوں کا کتنا برا ٹھکانا ہے“

تکبر میں مبتلا ہونے کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی اپنے خاندان کے حسب و نسب پر کبھی اپنی عقل و فراست پر کبھی اپنے زہد و طاعت پر تو کبھی اپنے تمول و دولت پر تکبر کر کے دوسروں کو اپنے مقابل حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ متکبر آدمی اپنے احساس برتری اور غرور کے نشہ میں مست و بے خود ہو کر سینہ تان کر چلتا اور دوسروں کے ساتھ تیور چڑھا کر منہ بنا کر بات کرتا ہے قرآن نے اکو کبھی سخت منع فرمایا سورہ بقرہ میں ہے ”اور زمین پر اکر نہ چلو“ بے شک تو اس طرح نہ تو زمین کو پھانٹ سکے گا اور نہ ہی پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکے گا۔ سورہ لقمان میں ارشاد ہوا۔ ”لوگوں سے بے رخی سے پیش نہ آؤ اور زمین پر اتنا کر نہ چلے بے شک اللہ تعالیٰ کسی گنہگار اور فخر کرنے والے آدمی کو پسند نہیں فرماتا۔“

اسیٹے حضرت ابوسلمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جو شخص اپنے آپ کو گھٹاتا نہیں وہ دوسروں کی نظر میں بلند نہیں ہو سکتا“ یہ ضرب المثل عام ہے کہ غرور کا سر بہت جلد نیچا ہو جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”تکبر میری چادر ہے جو ابھی اس چادر کو کھینچے گا اس کو میں دوزخ میں جھونک دوں گا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس کی تصدیق کرتا ہے کہ ”وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر عجبی تکبر ہوگا۔“

تکبر کو دور کرنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ اپنے میں غرور و انکساری اور تواضع کا وصف پیدا کریں۔ قرآن میں خود ارشاد الہی ہے ”رحمن کے بند وہ ہیں جو زمین میں عاجزی سے چلتے ہیں“ چنانچہ یہ مثل بڑی مقبول ہے کہ میوہ دار شاخ ہمیشہ جھکی ہوئی رہتی ہے بقول ایک شاعر۔

مجھک کے ملنا بڑی کرامت ہے اس سے دنیا پریدہ ہوتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ خود اپنے گھر میں جھاڑو دیتے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے، اپنا جوتا آپ سی لیتے اونٹ کے آگے چارہ ڈالتے، بکری کا دودھ خود دو ہتھ چھوٹے بچے سے بھی ملتے تو سلام میں خود سبقت فرماتے ان اوصاف مبارکہ میں تکبر کا شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے گورنر ہونے کے باوجود اپنی پشت پر لکڑیوں کا گھٹا کر بازار سے گزرنے میں کوئی عیب یا عار نہ گز نہیں سمجھتے تھے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ قادریہ کی تعلیمات طریقت میں تواضع کو ایک لازمی بنیادی اصول کی حیثیت حاصل ہے۔

**غیبت**، لغت اور اصطلاح میں کسی کی بیوقوفی سمجھنے کا عیب بیان کرنا غیبت ہے۔

غیبت ایک ایسی بُرائی ہے جو بد اخلاقی کی انتہائی حدوں تک پہنچتی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے عیبوں کو بیان کرنا یعنی ایسی باتیں کرنا جو اس کے سامنے کی جائیں تو اسے بُری اور ناگوار لگیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ تو غیبت کو ”اپنے مردہ عجبائی کا گوشت کھانا“ قرار دیا گیا ہے۔ تو دوسری جگہ سورہ حجرات ”تم میں سے کوئی بھی پس پشت کسی کو نہ کہے“ کے ارشاد کے ذریعے پس پشت کسی کی بُرائی کرنے یعنی غیبت کرنے سے واضح طور پر منع کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ صرف غیبت سے بچنے کی تلقین فرمائی بلکہ اس کے سبب پیدا ہونے والے بُرے انجام سے بھی آگاہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے چھپے پٹا کرو اس لئے کہ جو کوئی کسی کے چھپے ہوئے عیب کی ٹوہ میں رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریگا اس کے گھر میں اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔“

دوسری حدیث شریف میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زہا سے بھی زیادہ سنگین تر ہے۔ لوگوں کے استفسار پر کہ یہ کیسے

ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ زنا کار شہر مذکور کا گاہ الہی میں توبہ کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے معاف فرمادیتا ہے لیکن غیبت کا جرم اسی صورت میں معاف ہو سکتا ہے جبکہ وہ آدمی خود معاف کرے جسکی غیبت کی گئی ہو غیبت کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں جس کی وہ غیبت کرتا ہے اور اس کی برائیاں غیبت کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غیبت کے بارے میں کسی سے سنا تو آپ نے اس کے پاس بطور تحفہ طبق بھر میٹھائی، بھجی میدی اور کہلا بھیجا ”تم نے اپنی نیکیوں کا جو تحفہ مجھے دیا ہے اس کے لئے بطور ہدیہ لشکر یہ میٹھائی حاضر ہے قبول فرمائیے۔ یہ تو ہی میں واقعی موجود عیب تھا“ اگر کسی کے پس پشت ایسی بات بیان کی جائے جو اس شخص میں موجود ہی نہیں تو اس جھوٹے الزام کو بہتان کہتے ہیں۔ ایسا کرتے پر بھی سخت منع فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”اذا عاينت پناه صلى الله عليه وسلم في رجل منكم فليكن له من الزم من كل ما قاله من قولك بات اس کے سر تھوپے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم کے پل پر رکھ دے گا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے کہے کی سزا پالے۔“ اس لئے حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی مومن کی تعریف نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کی مذمت بھی مت کرو۔ اگر تم اسے فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے تو اس کو نقصان بھی مت پہنچاؤ۔ اگر تم اس کو خوش نہیں کر سکتے تو کم از کم اسے مخموم بھی مت کرو۔“

شہوت :- لغوی معنی لذت اور منفعت حاصل کرنے کی غرض سے نفس کی آرزو یا شوق کو شہوت کہتے ہیں۔ بعض لغات میں خواہ طعام کی خواہش ہو یا جنسی خواہش دونوں کو شہوت کہتے ہیں۔ دراصل طعام اور جنس دونوں انسان کی فطری خواہشیں بھی ہیں اور نفس کی تقویت کے اسباب بھی۔ چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس لئے شریعت بھی فطرت کے ہی۔ عین مطابق بقائے جسم و جان کے لئے اخلاقی حدود و قیود کے ساتھ کما حقہ طعام اور جنس دونوں کی خواہشوں کو جائز ہی نہیں بلکہ ضروری قرار دیا۔

روحانی دوکانات تیسری فصل ۵ | قرآن پاک کے سورہ توبہ کی آیت ۱۱۱ میں حق تعالیٰ نے مومنوں سے

من المومنین انفسهم واما الهويات الهو الجنة یعنی ”بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس کے بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے“

دنیا کی خرید و فروخت میں نفع اور نقصان دونوں ہوا کرتے ہیں لیکن ایمان کے اس سودے میں نقصان کا تصور ہی نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے وہ بھی جنت اور جنت میں موجود ساری نعمتوں کی صورت میں ہے اور آخرت کے ان منافع سے صرف روح ہی متمتع ہوتی ہے۔

سہ الاسرار کی دوسری فصل میں پہلے یہ بیان مخفا کہ کس طرح خالق اکبر نے روح قدسی کو عالم لاہوت میں بہترین صورت میں پیدا فرمایا۔ جو نزول کرتے ہوئے نیچے کے درجے یعنی عالم جبروت میں آئی تو روح سلطانی ہوئی اس کے نیچے عالم ملکوت میں آئی تو روح روحانی ہوئی اور سب سے نیچے کے درجے یعنی عالم ملک میں آئی تو عنقریب لباس میں روح جسمانی کی شکل اختیار کر گئی۔ اب تیسری فصل میں بتایا گیا ہے کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ذریعہ باطنی کمالات حاصل ہوتے جاتے ہیں۔ جس کی بدولت سب سے نیچے کے درجہ اسفل السافلین سے روح جسمانی سیر اور ترقی کرتے ہوئے اسی ترتیب سے عالم ملکوت میں روح روحانی عالم جبروت میں روح سلطانی اور بالآخر مقام ”اعلیٰ علیین“ میں پہنچ کر روح قدسی کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اسی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ روحانی دوکانات کی اصطلاح میں یہ واضح فرماتے ہیں کہ اس معاملت کے دوران روح کو کیا کمالات اختیار کرتے ہیں اور تصرفات حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کے منافع کیا ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ کیلئے ذیل میں ان کو ایک جدول میں ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ سمجھنے میں سہولت ہو۔



## روح کے انواع، مقامات، قدرات و کمالات بیک قطر

نمبر	روح کی نوعیت	روح کا مقام	کس عالم سے نسبت ہے	سرمایہ (پونجی)	کاروبار و محاملت	منافع	آخرت میں ٹھکانہ
۱	روح جسمانی	بدن (اعضاء و ہڈیاں)	ملک	علم شریعت	ظاہری احکام کی روشنی میں فرض و اعمال کی بلا شکر پابندی کرنا جو کسی کو کھانے یا سنانے کے لئے نہ ہو	دلالت 'مکاشفات عالم ملک میں تحت الثریٰ ہے جہاں آسمان تک مشاہدات کرنا کراہیٹھا پانی پر چلنا ہوا میں بیشک پانی پر چلنا ہوا میں ارٹنا دور کی بات سن لینا بدن کے راز کو دیکھ لینا وغیرہ	جنت المادوی جہاں حور محمل غلمان شراب وغیرہ کی نعمتیں ہوں گی
۲	روح روحانی	قلب	ملکوت	علم طریقت	چار ناموں کا اس طرح ذکر و شغل جو کہ آداب و حروف سے بے نیاز ہو	قلب کی زندگی اور عالم ملکوت کا مشاہدہ مثلاً جنت کے انوار اور فرشتے وغیرہ اہل جنت کا مشاہدہ اور بلا حروف و صدا بیان کا بات چیت کرنا	جنت النعیم
۳	روح سلطانی	خواد	جبروت	علم معرفت	بارہ اسماء و اصول میں سے درمیانی چار ناموں کا قلب کی زبان سے دائمی ذکر کرنا	جہاں الہی کے عکس کا دیدار ہوتا	جنت الفردوس
۴	روح قدسی	سیر	لاہوت	علم حقیقت	بارہ اسماء و اصول میں سے آخری چار اسماء و توحید میں تہ کی زبان سے دائمی ذکر کرنا	مطلق معانی کا ظہور اور اس کا مشاہدہ و معاشرت یعنی اللہ تعالیٰ کے جلوہ جلال و جلالت کا نظارہ کرنا	اعلیٰ علیتین

علم کی تشریح (چوتھی فصل) ص ۶۳ قرآنی آیات کی تفسیر و تاویل اور اشارات سے متعلق سورہ آل عمران کی آیت ۷۰ یعنی وَمَا يَلْمِزُكَ الْفَلَاظُ (الافتحہ) کے بعد وقف لازم ہے جس پر پھر ناچاہئے

فی العلم کا ذکر آیا تھا۔ قرآن میں اس آیت کے الفاظ (الافتحہ) کے بعد وقف لازم ہے جس پر پھر ناچاہئے اس کے بعد ہی آیت کے آگے کے الفاظ (والس اسخوت فی العلم) پڑھے جائیں گے۔ لیکن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ یہاں فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق وقف کرنے کے بجائے حرف عطف (و) کے ساتھ ملا کر ایک ساتھ پڑھنے سے بلا وقف آیت اس طرح ہو جائے گی (وما يعلم تاویلہ الا اللہ والس اسخوت فی العلم) جس کے معنی ہو جائیں گے (اللہ تعالیٰ اور علماء و اسخ کے سوا اس آیت کی تاویل سے کوئی اور واقف نہیں) چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "أَنَا مِنَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ" یعنی میں ان (علمائے) راہنما میں ہوں جو اس کی تاویل سے واقف ہیں۔ کیونکہ مفسرین کرام نے لمحاظ معنی و مفہوم قرآنی آیات کو دو طرح پر تقسیم فرمایا ہے۔ جن آیات کے معنی بالکل واضح ہوں وہ آیات محکمات کہلاتی ہیں اور جن کا مفہوم مشتبہ (غیر واضح) ہو تو ان کو آیات مشتبہات کہا جاتا ہے۔ یہاں آیات کی تاویل سے واقفیت سے ان آیات مشتبہات کی تاویل مراد ہے۔

صلوۃ تسبیح (ایک سو بیس فصل) ص ۱۴۹ چونکہ اس نماز کے ہر رکن میں تیسرے کلمہ یعنی سبحان اللہ الحمد للہ الخ کی تسبیح پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو صلوۃ التسبیح کہتے ہیں

صلوۃ تسبیح کے بارے میں ایک نہیں کئی احادیث موجود ہیں جوہ کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت فیصل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو رافع اور حضرت انس وغیرہ رضی اللہ عنہم نے فرمائی۔ چنانچہ کتاب ہذا میں صلوۃ تسبیح کی جو ترکیب بیان کی گئی ہے وہ شافعی مذہب کے مطابق ہے اور جو ابو داؤد ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ترمذی میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا ”چچا جان! کیا میں آپ کے ساتھ کچھ سلوک نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ تحفہ یا عطیہ نہ دوں؟ کیا آپ کو کچھ نفع نہ پہنچاؤں؟“ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا ”کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور سلوک کیجئے۔ تحفہ دیجئے۔ نفع پہنچائے۔ چنانچہ حضورؐ نے چار رکعت تسبیح پڑھنے کا طریقہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی تفصیلات یوں بیان فرمائی کہ ”ٹیلے کی ریت کے برابر بھی اگر آپ کے گناہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا“ نیز یہ بھی تاکید فرمائی کہ ”محکم ہو تو یہ نماز روزانہ ایک بار پڑھا کرو ورنہ ہر ہفتہ میں ہر روز جمعہ ایک بار ورنہ ہر چھ مہینے میں ایک بار ورنہ ہر سال میں ایک بار ورنہ کم از کم شہر بھر میں ایک بار پڑھو۔“

مذہب حنفی کے لحاظ سے احادیث مذکورہ بالا بلحاظ اسناد زیادہ صحیح ثابت نہیں۔ علمائے اخلاق کے پاس حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی روایت کا اعتبار ہے جس کی رو سے صلوٰۃ تسبیح ادا کرنے کا طریقہ قدرے مختلف ہے۔

احناف اور شوافع دونوں کے پاس صلوٰۃ تسبیح کی جملہ چار رکعتیں ہی مقرر ہیں نیز تسبیح کی تعداد ہر رکعت میں پچھتر اور چار رکعت میں جملہ تین سو پچھتر بھی دونوں کا اتفاق ہے علاوہ ازیں ہر رکعت میں رکوع ’قومہ‘ سجدہ اول، جلسہ سجدہ ثانی میں دس دس بار تسبیح پڑھنے پر بھی دونوں متفق ہیں البتہ صرف فرق یہ ہے کہ شافعی مذہب میں ہر رکعت کے قیام میں قراءت کے بعد پندرہ بار اور سجدہ ثانی کے بعد قیام کے لئے اٹھنے سے پہلے بیٹھ کر ہی دس بار تسبیح پڑھیں۔ اس کے برخلاف حنفی مذہب میں ہر رکعت میں قیام کی حالت میں ثناء کے بعد یعنی قراءت شروع کرنے سے قبل ہی پندرہ بار اور قراءت (یعنی سورہ فاتحہ وضم سورہ) کے بعد قیام کی حالت میں ہی دس بار تسبیح پڑھیں اس کے بعد رکوع کریں۔ سجدہ ثانی کے بعد بیٹھیں نہیں بلکہ فوراً قیام کے لئے کھڑے ہو جائیں کیونکہ احناف نزدیک دوسرے سجدہ کے بعد کن میں ناخیر گزارا نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ احناف صلوٰۃ التسبیح کی چاروں رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن شوافع دو رکعت علیحدہ علیحدہ دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے ہیں مگر دونوں جملہ چار رکعات ہی ادا کرتے ہیں۔

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ دن کے وقت احناف ایک سلام کے ساتھ اور شوافع دو سلام کے ساتھ یہ چار رکعت پڑھتے ہیں مگر رات کے وقت دونوں کا پڑھنے کا طریقہ دو سلام کے ساتھ ہے۔ لیکن عالمگیری اور رد المحتار میں ہے کہ ہر غیر مکروہ (ممنوع) وقت میں یہ نماز پڑھ سکے ہیں۔ بہتر ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھیں۔ دن چار میں پڑھیں مگر بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد نماز جمعہ سے پہلے پڑھیں کیونکہ اس دن کی ایک نیکی ستر گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور آپ کا اس پر عمل تھا۔

اگر کسی رکن میں تسبیح پڑھنا بھول جائیں یا کم تعداد میں پڑھیں تو اس سے فوری متصل دوسرے رکن میں وہ تعداد پوری کر لیں اور اگر سجدہ سہو کی نوبت آجائے تو اس سجدہ سہو میں یہ تسبیح نہ پڑھیں (رد المحتار) نوٹ :- (۱) صلوٰۃ تسبیح کی فضیلت میں حضور کا یہ ارشاد حدیث میں نقل ہے کہ جب تم وہ کرو (یعنی صلوٰۃ تسبیح کی چار رکعت پڑھ لو) تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے نئے پرانے دانستہ چھوٹے بڑے چھپے اور کھلے گناہ معاف فرمادے گا۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ مراد ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ اور حقوق العباد تو توبہ اور حق ادا کئے بغیر معاف نہیں ہوتے اور بڑے گناہ یہاں گناہ صغیرہ میں بھی بڑی نوعیت کے گناہ مراد ہیں۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ صلوٰۃ تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ کبیرہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمادے گا جس کے سبب وہ معاف ہو جائیں گے (دراۃ المناہج)

(۲) صرف فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔ البتہ ماہ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد نماز عشاء میں واجب یعنی وتر کی تین رکعات بھی جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ مستحب نماز تہجد کو بھی خصوصاً ماہ رمضان میں باجماعت پڑھا جاسکتا ہے مگر عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ آج کل متبرک راتوں میں صلوٰۃ تسبیح کو بھی باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے جو درست نہیں صلوٰۃ تسبیح رات کے وقت پڑھیں بھی تو اپنے طور پر فرداً فرداً پڑھ لے سکتے ہیں۔

**کرامت استدرج** اگر کسی متقی مومن کوئی ایسی غارت عادت یا تعجب خیز بات صادر ہو جو عام طور پر واقع نہیں ہوتی تو اسکو "کرامت" کہتے ہیں۔ ایسے ہی خوارق عادات انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے بھی صادر ہوتے ہیں جو اعلان نبوت میں قبل ظاہر ہونے والے "اسرار" اور اعلان نبوت کے بعد ہونے والے معجزہ کہلاتے ہیں۔ ایسی ہی تعجب خیز بات اگر مومن واقع ہو تو اسکو "معونہ" اور اگر کسی کافر سے اس کی خواہش کے مطابق واقع ہو جائے تو اسکو "استدرج" کہا جاتا ہے۔

اولیاء کی کرامت حق اور حقیقت میں جنکا ثبوت قرآن وحدث سے ثابت ہے۔ قرآن کے سورہ نمل کی آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ولی (آصف برخیا) کی کرامت کا بیان ہے کہ انھوں نے سینکڑوں میل دور سے بلقیس کا تخت پلک مارنے سے پہلے لاکر حاضر کر دیا تھا۔ اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت میں نبی بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی کرامت کا ذکر ہے کہ بوقت ضرورت کھانا پانی ان کے ساتھ آجاتا تھا۔  
نوٹ: ولایت کیلئے کرامت کا ظاہر ہونا کچھ ضروری نہیں سینکڑوں صحابہ کرام اور اولیاء اللہ ایسے تھے جن کی ایک بھی کرامت مری نہیں۔ اس سے ان کے قرب الہی کے مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

**رضی اللہ عنہ کا استعمال** قرآن مجید میں چار جگہ **رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ** یعنی (اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی) کے الفاظ فرمائے گئے ہیں۔ یہ الفاظ سورہ توبہ کی آیت میں مہاجرین و انصاریوں اور ان کے پیروکاروں کی شان میں، سورہ مائدہ کی آیت میں صدیقین کی شان میں، سورہ مجادلہ کی آیت میں مخلص مومنین کی شان میں اور سورہ بقرہ کی آیت میں خوف خدا کرنے والے مومنوں کی شان میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

جس سے بخوبی واضح ہے کہ رضائے الہی کی یہ خوشخبری قرآن میں صرف صحابہ کرام کیلئے خاص نہیں بلکہ یہ بشارت ہے، مخلص خدا کا خوف کرنے والے اور صحابہ کرام کے پیروکار و مومنین کیلئے بھی ہے۔ (تفسیر لغوی)  
لہذا "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ صحابہ کرام کے علاوہ ہر سچے مخلص متقی مومن یعنی اولیاء اللہ و عدا حق و صالحین اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ سورہ بقرہ میں ان الفاظ کے آگے **ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٖ** ہے جس میں الفاظ "مَنْ خَشِيَ" عام ہر اس لئے ولی بزرگ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاسکتا ہے (اس کے علاوہ بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ **رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ** لکھا جاتا ہے)۔  
غیر کے الفاظ بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی صحابی یا متقیہ خاتون جو تو کا کی جگہ ہا کی موت ضمیمہ لکھی جاتی ہے)۔

## مختصر تذکرہ

یعنی  
صالحین کے لئے گزشتہ عالمی

در شاہی  
بزرگ صالحین کے لئے

(ان صوفیہ کرام کا جنکے اسماء و اقوال کا حوالہ "سرائی" میں ہے)

حضرت شفیق بلخیؒ شفیق نام ابوعلی کنیت ہے۔ بلخ کے مشائخ متقدمین اور طبقہ اول کے صوفیہ سے ہیں پاکیزہ نفس سخی حنفی المذہب تھے مشہور زمانہ امام زفرؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سلطان ابراہیم ادمؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ جیسی جلیل القدر عسکریوں کی محبت سے فیض یاب ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ ساری عمر زہد و تقویٰ اور توکل و قناعت میں گزاری۔ مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم ادمؒ سے ملاقات ہوئی تو ان سے حضرت شفیقؒ نے پوچھا معاش (روزی) کے معاملہ میں کیا کرتے ہو تو جواب ملا "مل جاتا ہے تو شکر اور نہیں ملتا ہے تو صبر کرتے ہیں"۔ یہ سن کر حضرت شفیقؒ نے فرمایا "ہمارے پاس کے کتوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں"۔ پھر انھوں نے حضرت شفیقؒ سے دریافت کیا کہ آپ کیا کرتے ہیں تو فرمایا کہ جب ہم کو کچھ مل جاتا ہے اٹھا کر کے دوسروں پر صرف کر دیتے ہیں اور نہیں ملتا تو شکر کرتے ہیں"۔ حضرت ابراہیم ادمؒ نے آپ کا سر چوم لیا اور کہا واقعی آپ شیخ معرفت ہیں۔ آپ کو صوبہ ختلان میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کا سن شہادت سفینۃ الاولیاء میں ۱۹۵ھ یا ۱۹۶ھ مخبر الوامیلین میں ۱۸۴ھ اور نفحات الانس میں ۱۸۵ھ لکھا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ یحییٰ بن معاذ نام ابو زکریا کنیت اور واعظ لقب تھا۔ طبقہ اول کے مشائخ صوفیہ سے ہیں جو نویں صدی ہجری میں گزرے۔ آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ "آپ کا ایسے لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہنچ کر سب کو ناز پر ڈھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے" آپ نے فرمایا "بگور رسیدہ اندام بدوزخ رسیدہ آیند" یعنی یہ لوگ قبروں تک پہنچ گئے ہیں اور دوزخ تک پہنچنے والے ہیں"۔ خلیفہ المتمدن علی ابن عباسی کے عہد میں بمقام نیشاپور ۲۵۸ھ ہجری میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ تصوف میں "کتاب المہدین" نامی عربی کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔

## حضرت بایزید بسطامیؒ

طیفور بن عیسیٰ بن آدم آپ کا نام و نسب اور کنیت ابو یزید ہے۔ آپ کے دادا بت پرست تھے پھر اسلام قبول کئے۔ آپ کی ولادت ۳۶۰ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ اولیاء کبار اور حضرت امام جعفر صادقؑ کے خلفائے عظام میں سے ہیں۔ شیخ یحییٰ بن معاذؒ اور شیخ خضرانہؒ کے ہم عصر تھے۔ حضرت شفیق بلخیؒ کو آپ نے دیکھ کر شرف صحبت حاصل نہیں کیا۔ نزع کے وقت بارگاہ الہی میں التجا کے یہ الفاظ آپ کی زبان پر تھے ”الہی میں نے تجھ کو یاد کیا مگر غفلت کے ساتھ اور میں نے تیری اطاعت کی مگر قصور اور کوتاہی کے ساتھ“۔ ان کلمات کے بعد ہی تاریخ ۵ اشعبان ۲۶۱ھ ہجری بروز جمعہ آپ کا وصال ہو گیا اور بسطام میں مزار مبارک ہے۔ آپ نے اپنے ایک کردی عالم استاد کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر استاد کے مزار سے بہت نیچی رکھی جائے جس کی تکمیل کی گئی۔

## حضرت جنید بغدادیؒ | نام جنید بن محمد بن جنید، کنیت ابو القاسم اور القاب قواریریؒ، طاہر العلوم

ایک علاوہ زجاج اور خزاز کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے تھے کیونکہ آپ کے والد شیشہ فروش تھے۔ آپ کا مولد بغداد ہے لیکن آپ نے نہاوند (ایران) میں سکونت فرمائی۔ عقائد میں آپ حضرت سفیان ثوریؒ یا ابو ثورؒ کے پیرو تھے جن کا شمار امام شافعیؒ کے اکابر تلامذہ میں ہے۔ اپنے ماموں شیخ سری سقطیؒ کے علاوہ شیخ حارث محاسبیؒ اور شیخ محمد قصابؒ کی صحبت سے فیض تلمذ حاصل کیا۔ آپ کو صوفیوں کا امام تسلیم کیا گیا ہے ائمہ ”سید الطائفہ“ کے معزز لقب سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ تاریخ ۲۷ رجب ۲۹۷ھ ہجری بغداد میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں آپ کا مقبرہ ہے۔

## حضرت عبداللہؒ | عبداللہ بن علی نام، ابو نصر کنیت اور لقب سراج ہے طوس وطن ہے۔ عربی زبان

میں تصوف کی قدیم ترین کتاب ”کتاب اللع“ آپ ہی کی تصنیف ہے جس میں تصوف کی حقیقت، عارفوں اور صوفیوں کے مقامات اور ان کا اثبات قرآن و حدیث سے، کرامات و خوارق عادات صوفیہ کا ثبوت، احوال صوفیہ کی تشریح اور مصطلحات و اصطلاحات صوفیہ کی توضیح پر مقالات اور تقریبات دو صوفیہ کرام کا ذکر ہے۔ ۳۸۸ھ ہجری میں وصال ہوا۔

## حضرت قاضی عیاضؒ

نام عیاض بن موسیٰ کنیت ابو الفضل اور عام طور پر قاضی عیاض کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا خاندان دراصل یمنی ہے لیکن چونکہ ۹۹۶ھ ہجری میں بمقام سبتہ پیدا ہوئے اسلئے سبتی بھی کہلاتے پہلے اپنے شہر کے علمائے فاضلین سے علم کی تحصیل کی پھر اندلس کا سفر کیا اور وہاں کے باکمال فقہاء و محدثین سے فقہ و حدیث و دیگر علوم حاصل کئے خصوصاً فقہ حدیث، نحو اور شعر گوئی ان چاروں علوم میں کمال پیدا کیا۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ "مشارق الانوار علی معارج الآثار" بلند پایہ کتاب ہے اور اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم بھی آپ کی عظیم تصنیف ہے مگر سب سے زیادہ مشہور و مقبول آپ کی کتاب "کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفى" و صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے پڑھنے سے روح میں بالیدگی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور صاحب ایمان کا سینہ عشق رسول کا مہینہ بن جاتا ہے۔ ۱۰۴۷ھ ہجری میں بمقام مراکش آپ کا وصال ہوا۔

حضرت امام غزالیؒ | محمد بن محمد نام، ابو حامد کنیت اور زین الدین لقب ہے۔ دنیاۓ اسلام میں آج حجة الاسلام کے معزز لقب سے مشہور ہیں۔ ابتدا میں لوس اور نیشاپور میں تحصیل و تکمیل علم فرمائی۔

لصوف میں آپ کی ارادت شیخ ابو علی فارسیؒ سے ہے۔ نظام الملک وزیر ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں علماء و فضلا سے مناظروں میں اپنا لوہا منوالیا۔ ۵۸۴ھ میں بغداد آئے تو اہل عراق آپ کے دانشور و شفیق بن گئے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد کی تدریس کے فرائض آپ کے سپرد کر دیئے گئے۔ بڑی عزت اور مرتبت حاصل ہوئی لیکن اس ظاہری شان و شوکت کو ترک کر کے ۵۸۶ھ ہجری میں بغداد ائی فریضہ حج، ملک شام کا سفر فرمایا جہاں ایک عرصہ تک مقیم رہے پھر بیت المقدس، مصر اور اسکندریہ سے ہوتے ہوئے شام واپس آ گئے۔ بغداد میں نیشاپور لوٹ آئے جہاں کے مدرسہ نظامیہ میں کچھ عرصہ درس دیا اور گراں مایہ کتب تصنیف فرمائی جنکی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے۔ تفسیر جوامہ القرآن، یا قوت التاویل نیز چالیس جلدوں میں مشکوٰۃ الانوار وغیرہ آپ کی کتابیں واقعی جواہر و یاقوت سے تولنے کی مستحق ہیں لیکن آپ کی زندہ جاوید فقید المثال تصنیف عربی زبان میں لکھی گئی "احیاء العلوم" ہے جو دنیا بھر میں آج بھی غیر معمولی مقبول ہے اور جس کی اب تک کئی شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔



یہ کتاب چار ارکان (جلدوں) پر مشتمل ہے۔ ہر رکن میں دس دس ابواب اور ہر باب میں چند فعلیں ہیں۔ آپ کی دوسری مقبول کتاب کیمیائے سعادت فارسی زبان میں تصوف کی لاجواب تصنیف ہے جو احیاء العلوم کی ہی تخلیق ہے جسکو بزرگان سلف اور مشائخین عظام کے واقعات و ارشادات کے ذریعہ نہایت دلچسپ اور دلکش بنا دیا ہے۔

آخر عمر میں اپنے وطن (طوس) واپس آ گئے جہاں صوفیوں کیلئے ایک مثالی خانقاہ اور طلباء کیلئے ایک مدرسہ تعمیر فرمایا اور آخری وقت تک قرآن و اسلام کی خدمت اور رشد و ہدایت کے ذریعہ صاحبان دل کی صحبت میں مشغول رہے اور تباہی و بربادی الاخریٰ ششہ ہجری آپ کا وصال ہوا۔

**حضرت نجم الدین رازی** نام عبد اللہ بن محمد کنتی ابو کبر ہے لیکن دنیا کے تصوف میں نجم الدین دایہ کے عرف سے مشہور ہیں۔ آپ کا شمار ساتویں صدی ہجری کے صوفیہ مشائخ میں ہوتا ہے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفائے عظام میں سے تھے بشہرے میں پیدا ہوئے لیکن انقلابات زمانہ سے چنگیز خاں کے حملہ کے وقت،

خوارزم سے نکل کر روم چلے گئے۔ شیخ صدر الدین قونیوی اور مولانا جلال الدین رومی کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوئے صاحب تصنیف تھے۔ کشف حقائق اور شرح دقائق میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ تفسیر بحر الحقائق کے علاوہ،

ساتویں صدی کی موکرات الاراء کتاب "مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد" آپ ہی کی تصنیف ہے جو زبان فارسی ۶۲۰ ہجری میں شہر سیواس میں لکھی گئی جس کے مقدمہ میں آپ رقمطراز ہیں کہ یہ کتاب آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین

سہروردی کی تعمیل ارشاد میں لکھی تھی۔ مرصاد العباد پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور جلد چالیس فعلیں ہیں۔

ہر بات کا استدلال نص قرآنی و حدیث سے کرتے ہوئے تصوف کے تمام مسائل کا اس خوبی سے احاطہ فرمایا ہے کہ ان

خوبیوں کی بدولت ہی صوفیہ کرام نے اپنی تصانیف میں مرصاد کے اکثر حوالے دیے ہیں اور اپنے مریدوں کو اسکے مطالعہ کی تاکید کی ہے

آپ کا وصال بغداد تریف میں ۶۵۴ ہجری میں ہوا اور شونیزہ بغداد میں اسی مقبرہ کے باہر آپ کا مزار پروردگار

ہے جہاں شیخ جنید بغدادیؒ اور شیخ سقنیؒ آرام فرما ہیں۔

**حضرت جلال الدین رومی** نام جلال الدین لقب محمد ہے پانچ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت 'نقحات الانس' میں ۶۱۳ھ کے مطابق خزانہ الاصفیاء میں ۶۰۴ھ ہجری لکھی ہے۔ روم میں تربیت پائے۔ پانچ برس کی عمر ہی سے روحانی اشکال ملائکہ و جنات آپ کو نظر آیا کرتے تھے۔ فقر میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ طریقت میں اپنے والد ماجد حضرت بہاء الدین کے مرید تھے بعد میں حضرت شمس تبریزیؒ سے فیض صحبت حاصل کیا جن کے دامن سے وابستہ ہونے پر اپنے شعر کے ذریعہ اس طرح افتخار کرتے ہیں ۵

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا مسلم شمس تبریزی نہ شد

تاریخ ۵ جمادی الاخریٰ ۶۱۲ھ ہجری بوقت مغرب آپ نے وصال فرمایا۔ مزار مبارک "قونین" ہے نیر میں بزبان فارسی تصوف کے موضوع پر آپ کی تین تصانیف ہیں۔ ایک تو "فیہ مافیہ" جو معرفت سے بھرپور آپ کی تعاریر کا مجموعہ ہے۔ دوسری ہے "مکتوبات پیر رومی" جس میں معاصرین و امراء کے نام مکتوبات میں تصوف اور طریقت کی تعلیم اور تشریح ہے۔ سادہ تیسری کتاب "مجالس سبہ" رموز طریقت پر آپ کے ان مواظط کا مجموعہ ہے جو آپ مخصوص معین ایام میں ہزاروں افراد کے سامنے بیان فرماتے تھے لیکن دنیا بھر میں مشہور آپ کی وہ مثنوی شریف ہے جس میں آپ کے منظوم دہل لاشیں صوفیانہ افکار کی بنا پر آپ کو اکابر صوفیہ میں شمار کیا جاتا ہے اور جو مثنوی معنوی کے نام سے معروف ہے

**حضرت فخر الدین رازی** نام محمد بن حسین بن علی التیمی الطبرستانی الرازی، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب فخر الدین تھا۔ شافعی المذہب تھے۔ رمضان ۶۴۵ھ ہجری میں بمقام "رے" پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے والد سے تعلیم حاصل کی جبکی وفات کے بعد حضرت کمال صحابیؒ سے درس لیا پھر حضرت محمد علیؒ سے تلمذ حاصل کیا۔ مختلف علوم میں کمال حاصل کیا خصوصاً تاریخ منقولات اور علم کلام میں ماہر تھے۔ موثر و عطا اور معقول استدلال میں اپنی آپ نظیر تھے۔ خواندم ماوراء النہر اور خراسان کا سفر کیا اور بٹری عزت اور مال و دولت پائے سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان محمد بن خوازم شاہ نے بٹری قدر کی کئی کتابوں کے مصنف ہیں جو فقہ تفسیر کلام اور حکمت پر لکھی گئی تھیں متقدمین کی کئی کتابوں کی شرحیں بھی لکھیں ہیں شہرہ آفاق آپ کی بیس جلد پر مشتمل تفسیر کبیر ہے۔ حضرت نجم الدین گبرائیؒ سے بیعت تھی۔ عید الفطر کے روز و شبہ ۶۸۵ھ ہجری کو ہرات میں وصال ہوا وہیں مزار ہے

# ماخذ

(مستجم کی شخصی لائبریری میں موجودہ کتب جن سے تالیف ہذا میں استفادہ کیا گیا)

- |   |   |
|---|---|
| ۱. کشف المحجوب                          | ● شیخ علی جویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ                   |
| ۲. عوارف المعارف                        | ● شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ                       |
| ۳. احیاء العلوم                         | ● حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ                       |
| ۴. کیمیائے سعادت                        | ● حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ                       |
| ۵. تذکرۃ الاولیاء                       | ● شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ                          |
| ۶. ہجۃ الاسرار و معدن الانوار           | ● شیخ نور الدین علی بن یوسف حریر اللہ الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۷. نفحات الانس                          | ● عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ                              |
| ۸. اخبار الاخیار                        | ● شیخ عبد الحق محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ                      |
| ۹. قلائد الجوامہ فی مناقب شیخ عبدالقادر | ● محمد بن یحییٰ التادفی رحمۃ اللہ علیہ                        |
| ۱۰. حیات جاودانی                        | ● عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ                                   |
| ۱۱. خزینۃ الاصفیاء                      | ● غلام سرور رحمہ  |
| ۱۲. مفتاح الحقائق                       | ● سید سلطان محمد الدین پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ            |
| ۱۳. غیاث اللغات                         | ● محمد غیاث الدین رحمہ  |
| ۱۴. منتخب اللغات                        | ● عبد الرشید الحسینی المدنی رحمہ                              |
| ۱۵. المورد                              | ● منیہ العلوی کی  |

# قطب تاریح

منجانب قاری قاضی سید شاہ احمد علی صوفی قادری فرزند اکبر حضرت مترجم  
(بی ایچ ایمیکانیکل انجینیر سیدی عرب)

## تحریر فی نظم

۹۹۱۹ ع

غوثِ اعظم کی ہے تالیف جو سر الاسرار  
صدق واحد میں ہے جو بھی اسے پڑھے اک بار  
معرفت بھی ہے شریعت بھی طریقت اس میں  
جس کو جو پھول پسند آئے وہ اگر چن لے  
ترجمہ والد ماجد نے کیا خوب اردو  
اس کے انوار سے روشن جو ہوئے قلب و نظر  
بالیقین فنِ تصوف کل ہے علی شہکار  
نشہ بادۂ عرفان سے ہوا وہ سرشار  
اور حقیقت کے جواہر کا ہے بحر ذخار  
سارے گل ہائے تصوف سے سج ہے گلزار  
جب ہوا اہل طریقت کا نہایت اصرار  
ترجمہ ہو گیا موسوم بہ ”نور الانوار“

کہو بے ساختہ تاریخ اشاعت احمدیہ  
”سر الاسرار“ کا آئینہ ہے ”نور الانوار“

۱۰۴۱ھ

